معراجِ مصطفیٰ ﷺ اور معمولات و نظریات

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے

- قرآن مجید اور تذکرہ معراج
- معراج کیوں کروائی گئی؟
- معراجِ مصطفیٰ ﷺ اور عقیدہ اہلِ سنّت
- غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ اقدس اور معراج

مصنف

استاذ الفقہ والحدیث

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ امامِ اہلسنّت

0332-9292026

معراج مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اور

معمولات و نظریات

مصنف

استاذ الفقہ والحدیث
مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ العالی

مکتبہ امام اہلسنت
0332-9292026

مکتبہ صدر الشریعہ دربار مارکیٹ داتا دربار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلی الک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب: معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معمولات و نظریات

مصنف: مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ

سنِ اشاعت: رجب المرجب 1434ھ / جون 2013ء

صفحات: 256

قیمت:

ناشر: مکتبہ امام اہلسنت
0332-9292026

ملنے کے پتے

رضا ورائٹی ہاؤس، لاہور — مکتبہ شمس وقمر لاہور — مکتبہ برکات المدینہ، کراچی
مکتبہ غوثیہ کراچی — مکتبہ اہلسنت فیصل آباد — مکتبہ فیضان مدینہ، فیصل آباد
شاہد اینڈ سنز، لاہور — مکتبہ قادریہ، لاہور — عطار لجپال ورائٹی ہاؤس
لاثانی سی ڈی سنٹر، لاہور — مکتبہ قادریہ، کراچی — مکتبہ فیضان مدینہ، حیدرآباد

مکتبہ صدر الشریعہ دربار مارکیٹ داتا دربار لاہور

فہرست

فلسفۂ معراج

فلسفۂ معراج کا مطلب ہے کہ معراج کیوں کروائی گئی؟ اس میں کون کون سی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں؟ معراج کی مصلحتوں میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1) تمام انبیاء علیہم السلام کو جو مراتب علیحدہ علیحدہ عطا کیے گئے وہ سب جمع کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544) فرماتے ہیں "وَلَیْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ أُعْطِیَ فَضِیلَۃً، أَوْ کَرَامَۃً إِلَّا وَقَدْ أُعْطِیَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَہَا" ترجمہ: تمام انبیاء میں سے جس کو بھی جو جو فضیلت دی گئی ہے وہ تمام کی تمام فضیلتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا کی گئیں ہیں۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل السابع، ج1، ص115، دار الفیحاء، عمان)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں "قَالَ الْعُلَمَاءُ مَا أُوتِیَ نَبِیٌّ بِمعجزۃ وَلَا فَضِیلَۃ إِلَّا ولنبینا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نظیرھا أو أعظم مِنھا" ترجمہ: علماء فرماتے ہیں جس نبی کو جو بھی معجزہ اور فضیلت ملی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کی مثل یا اس سے بڑھ کر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

(خصائص کبریٰ، ذکر موازنۃ الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص304، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ صرف ملائکہ بلکہ مومنین اور خود اللہ رب العزت بھیجتا ہے اور وہ سجدہ ایک مرتبہ ہوا جبکہ درود پاک بھیجنے میں استمرار ہے۔ خصائص کبریٰ میں ہے "وَأما السُّجُود فَقَالَ بعض الْعلمَاء فِي قَوْله تَعَالَى ﴿إِن اللہ وَمَلَائِکَتہ یصلونَ على النَّبِي﴾ ھَذَا التشریف الَّذِي سرف بِهِ النَّبِي صَلَّى اللہ عَلَیْہِ وَسلم أتم وأعم فِي الْإِکْرَام من تشریف آدم عَلَیْہِ السَّلَام حَیْثُ أَمر الْمَلَائِکَۃ بِالسُّجُود لَهُ من وَجْھَیْن

أَحـدِهـمَا أَن ذَاكَ وَقع وَانقَطع وتشريفه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِـالصَّلَاةِ مُستَمِر أبدا وَالثَّـانِـي أَن ذَاكَ حـصَل من الْمَلَائِكَة لَا غير وتشريفه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بالصَّلَاةِ حـصَـل من الله وَالْمَلَائِكَة وَالْمُؤمنِين '' ترجمہ: بہر حال حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا، پس بعض علماء اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں) کے بارے فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ شرف عزت واکرام میں دو وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کے شرف سے اتم واعم ہے: (1) آدم علیہ السلام کو جو فضیلت ملی تھی اس کا وقوع ہوا اور وہ ختم ہو گئی جبکہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر درود پاک پڑھنے والی فضیلت ابدی ہے۔

(2) حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت ملائکہ کی طرف سے سجدہ کرنے سے حاصل ہوئی جبکہ ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام مومنین کے درود بھیجنے سے حاصل ہوئی ہے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنۃ الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبیناصلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص305، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

بلکہ وہ سجدہ بھی حقیقت میں نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی کی وجہ سے تھا۔ سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں '' أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَام فِي جَبْهَةِ آدَمَ '' ترجمہ: بے شک ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ آپ کی پیشانی میں نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما تھا۔

(تفسیر کبیر، سورۂ بقرہ، تحت آیت 253، ج6، ص525، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں '' هـذا فـي الحقيقة تعظيم

للنور المنطبع فی مرآۃ آدم علیہ السلام وھو النور المحمدی و الحقیقۃ الاحمدیۃ ''ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اور حقیقتِ احمدیہ تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج4، ص462، دارالفکر، بیروت)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی تو جس رومال سے حضور علیہ السلام نے رخِ انور صاف فرمایا وہ تنور میں نہ جلا۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الخصائص الکبریٰ میں لکھتے ہیں ''عن عباد بن عبد الصمد قال أتینا أنس بن مالک فقال یا جاریۃ ھلمی المائدۃ نتغدی فأتت بھا ثم قال ھلمی المندیل فأتت بمندیل وسخ فقال اسجری التنور فاوقدتہ فامر بالمندیل فطرح فیہ فخرج أبیض کأنہ اللبن فقلنا ما ھذا قال ھذا مندیل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح بہ وجھہ فإذا اتسخ صنعنا بہ ھکذا لأن النار لا تأکل شیئا مر علی وجوہ الأنبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ''یعنی حضرت سیدنا عباد بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم ایک روز حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم پا کر کنیز نے دستر خوان بچھایا۔ فرمایا، رومال بھی لاؤ۔ وہ ایک رومال لے آئی جسے دھونے کی ضرورت تھی۔ حکم دیا، اِس کو تنور میں ڈال دو! اُس نے بھڑکتے تنور میں ڈال دیا! تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے آگ سے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر عرض کی، اِس میں کیا راز ہے؟ حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ وہ رومال ہے جس سے حُضور سراپا نور، فیض گنجور، شاہِ غیور، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اپنا رُخِ پُر نور صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب دھونے کی ضرورت پڑتی ہے ہم اِس کو اِسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں! کیونکہ جو چیز انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

کے مبارک چہروں پر گزرے آگ اُسے نہیں جلاتی۔

(الخصائص الکبری، باب ذکر المعجزات، فائدۃ: فی عدم احتراق المندیل الذی کان یمسح به رسول الله۔جلد2،صفحہ 134، دار الکتب العلمیة، بیروت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ فرمایا تو حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹوں کو زندہ فرمایا۔ علامہ عمر بن احمد الخرپوتی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے، جس کے آخر میں یہ ہے ((فدعا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لهما بالحیاة فاحیاهما الله تعالیٰ فقاما واکلا معه صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹوں کے زندہ ہونے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا، وہ دونوں اٹھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

(شرح خرپوتی علی البردہ، ص92، نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے سورج کو روکا جب وہ قوم جبارین سے جنگ کررہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مرتبہ سے زائد بار سورج کو ٹھہرایا گیا۔ طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعة من نهار)) ترجمہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(المعجم الاوسط، ج5، ص33، مکتبة المعارف، ریاض ☆مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوة، باب حبس الشمس صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج8، ص296، دار الکتاب، بیروت)

بلکہ ایک مرتبہ سورج کو واپس پلٹایا گیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہوئی تھی۔ خصائص کبری میں ہے "أُوتِيَ حَبْسَ الشَّمْسِ حِينَ قَاتَلَ الْجَبَّارِينَ وَقد حبست لنبينا صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا تقدم فِي الْإِسْرَاء وأعجب من ذَلِك رد

الشَّمْسُ حِیْنَ فَاتَ عصر عَلیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ" ترجمہ: قوم جبارین سے لڑائی کے وقت سورج روکا گیا تھا، اور بے شک ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے بھی سورج روکا گیا تھا جیسا کہ معراج کے باب میں گزرا، اور اس سے بڑھ کر یہ عجیب ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر فوت ہوگئی تو اس وقت سورج کو واپس پلٹایا گیا تھا۔

(خصائص کبری، ذکر موازنة الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبیناصلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 310، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پتھر سے پانی جاری کیا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمائے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ((عطش النَّاس یوم الحدیبیة والنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رکوة فتوضأ فجھش الناس نحوہ قال مالکم ؟قالوا لیس عندنا ماء نتوضأ ولا نشرب الا مابین یدیك فوضع یدہ فی الرکوة فجعل الماء یثور بین اصابعہ کامثال العیون فشربنا و توضأنا قلت کم کنتم ؟قال لو کنا مأة الف لکفانا کنا خمس عشرة مأة)) ترجمہ: صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ حضرات

کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا لیکن اس وقت تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، ج4، ص193، دار طوق النجاۃ)

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، حضرت ادریس علیہ السلام بلندیوں کی طرف اٹھائے گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہت دکھائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی معراج عطا فرمائی جو ان سب سے بڑھ کر تھی، نہ صرف کلام بلکہ کلام کے ساتھ اپنے جلوے بھی دکھائے، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بلندی پر تشریف لے کر گئے کہ سارے آسمان اور ساری بلندیاں پیچھے رہ گئیں۔

(2) ایک حکمت یہ تھی کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تمام کائنات پر ظاہر ہو، اسی لیے جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی تاکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی افضلیت کا اظہار ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو جبریل علیہ السلام نے مجھے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف، ج1، ص221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

اور جب وہاں سے آسمانوں پر پہنچے تو فرشتوں کی امامت کروائی تاکہ فرشتوں پر بھی آپ کی افضلیت ظاہر ہو۔ ((عن عائشة قالت قال رسول الله صلی

اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء اذن جبریل فظننت الملئکۃ انه یصلی بھم فقدمنی فصلیت بالملئکۃ)) ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا، جبریل نے اذان دی، ملائکہ نے سمجھا کہ جبریل فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے۔ پھر جبریل نے مجھے آگے کیا، تو میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

(الخصائص الکبری، بحوالہ ابن مردویہ، باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء، ج 1، ص 176، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات الہند ☆ الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ، ج 5، ص 193، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

غرض کہ جدھر جدھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو ان پر ظاہر فرمایا گیا۔

(3) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال اس قیمت پر خرید لیے کہ ان کے لیے جنت ہے۔

(پ 10، سورۃ التوبہ، آیت 111)

اس آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے جان و مال کا خریدار ہے اور مومن بیچنے والے ہیں، مبیع (بیچی جانے والی چیز) مومنین کے جان و مال ہیں اور ثمن (عوض و قیمت) جنت ہے۔ یہ سودا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہوا ہے، آپ اس سودے کے وکیل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کی مبیع (مومنین کی جانوں) کو تو ملاحظہ فرمایا تھا، معراج کی رات عوض (جنت) کو دیکھنے کے لیے تشریف لے کر گئے۔

(مدارج النبوۃ، حصہ 3، ص 53)

(5) جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ

خَلِيفَة﴾ ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

تو فرشتوں نے عرض کی ﴿قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾ ترجمہ: بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

(پ1 سورۃ البقرۃ، آیت30)

یعنی میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے اپنا محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کروں گا، فرشتو! تمہاری نظر فسادیوں پر ہے اور میری نظر محبوب کی آمد پر ہے، جن کے صدقے میں نے تمام کائنات بنائی ہے۔ جب فرشتوں نے یہ سنا تو دیدار کے مشتاق ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے مالک و مولا! ایک بار تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلا تاکہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی التجا قبول فرمائی اور معراج کی رات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلا کر فرشتوں کو زیارت کروائی۔

(معارج النبوۃ، رکن سوم، باب چہارم در ذکر معراج، فصل اول در بیان حکمت بردن حضرت خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم بمعراج، الحکمۃ الثانیۃ، ص83، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

(5) علامہ عثمان بن حسن بن احمد الخوبری رحمۃ اللہ علیہ درۃ الناصحین میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا مناظرہ ہوا تو "ان الارض افتخرت علی السماء فقالت الارض انا خیر منک لان اللہ تعالیٰ زیننی بالبلاد والبحار والانہار والاشجار والجبال وغیرھا" ترجمہ: زمین نے آسمان پر فخر کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے افضل ہوں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے

شہروں، دریاؤں، نہروں، درختوں، پہاڑوں اور دیگر کئی چیزوں سے مجھے زینت عطا کی ہے۔

"فقالت السماء انا خیر منك لان الشمس والقمر والکواکب والافلاك والبروج والعرش والکرسی والجنة فی "ترجمہ: آسمان نے جواب دیا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں اس لیے کہ سورج، چاند، ستارے، آسمان، بروج، عرش وکرسی اور جنت مجھ میں ہے۔

"وقالت الارض فی بیت یزوره ویطوف الانبیاء والمرسلین والاولیاء وعامة المؤمنین "ترجمہ: زمین نے کہا: مجھ میں کعبہ ہے جس کی زیارت اور طواف انبیاء ومرسلین، اولیاء اور عام مؤمنین کرتے ہیں۔

"وقالت السماء فی بیت المعمور یطوف به ملائکة السموٰت وفی الجنة التی ھی ماوی ارواح لانبیاء والمرسلین وارواح الاولیاء والصالحین "ترجمہ: آسمان نے جواب دیا: مجھ پر بیت المعمور ہے، اس کا طواف ملائکہ کرتے ہیں، اور مجھ میں جنت ہے جو تمام انبیاء مرسلین، تمام اولیاء وصالحین کی مقدس روحوں کا ٹھکانا ہے۔

"وقالت الارض ان سید المرسلین وخاتم النبیین وحبیب رب العالمین وافضل الموجودات علیه اکمل التحیات وطن فی واجری الشریعة علیٰ "ترجمہ: زمین نے آسمان کو کہا: سید المرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ میں اقامت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت مجھ پر جاری فرمائی ہے۔

"فلما سمعت السماء عجزت وسکنت عن الجواب "ترجمہ:

جب آسمان نے سنا تو جواب دینے سے عاجز آ گیا اور چپ ہو گیا۔

پھر آسمان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی "الھی انت تجیب المضطر اذا دعاك" ترجمہ: اے اللہ! تو ہی مضطر کی مدد فرماتا ہے جب وہ تجھے پکارے۔

پھر عرض کرنے لگا "ان تقصد محمد الی فاشرف به کما تشرف الارض بجماله" ترجمہ: تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف بلا کہ میں ان سے شرف حاصل کروں، جس طرح تو نے زمین کو ان کے جمال سے شرف بخشا ہے۔

"فاجاب دعوتها" ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اور معراج کی رات آسمان کو یہ شرف عطا فرمایا۔ (درۃ الناصحین، ص 118، مصطفی البابی، مصر)

(6) سائنسدانوں اور کائنات میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نئی راہیں کھلیں، واقعہ معراج سے معلوم ہوا آسمان، چاند، ستارے انسان کی دسترس میں ہیں۔ بقول ڈاکٹر اقبال:

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

واقعہ معراج سے یہ بھی پتا چلا کہ تیز رفتار حرکت کی کوئی حد نہیں ہے، ہزاروں کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے راکٹ سے زیادہ تیز رفتار چیز بھی ایجاد کی جا سکتی ہے۔

(8) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب خزانے عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ ترجمہ: ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا ہے۔ (پ 30، سورۃ الکوثر، آیت 1)

بخاری و مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور مالک

المفاتیح ﷺ فرماتے ہیں ((بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی)) ترجمہ: میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم ج2،ص1080 قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆صحیح مسلم کتاب المساجد وموضع الصلوٰۃ ج1،ص199، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضور ﷺ رب کے خزانوں کے خزانچی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((إنما أنا خازن)) ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوں۔

(صحیح مسلم ج2،ص718، دار احیاء التراث العربی بیروت)

ہر جگہ آپ کا سکہ چلتا ہے، آپ ﷺ کا نام اقدس جنت بلکہ عرش پر لکھا ہوا ہے۔ بیہقی وطبرانی کی روایت میں ہے: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی ((رأیت فی کل موضع من الجنۃ مکتوباً لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ اکرم خلقک علیک)) ترجمہ: میں نے ہر جگہ جنت میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث، الفصل الاول ج1،ص137، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ☆نسیم الریاض بحوالہ البیہقی والطبرانی، الباب الثالث، الفصل الاول ج2،ص224، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات، ہند)

طبرانی، آجری، ابونعیم، ابن عساکر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں ((لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیئَۃَ قَالَ: یَا رَبِّ أَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِی، فَقَالَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ: یَا آدَمُ! وَکَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا قَالَ: لِأَنَّکَ یَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِی بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوحِکَ رَفَعْتُ رَأْسِی فَرَأَیْتُ عَلَی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوبًا لَا إِلَہَ إِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ أَنَّکَ لَمْ تُضِفْ إِلَی اسْمِکَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَیْکَ، فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقْتَ یَا آدَمُ إِنَّہُ لَأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَیَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِی بِحَقِّہِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ)) ترجمہ: جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العلمین نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کرکے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنعمۃ ربہ الخ، ج5، ص489، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ☆ تاریخ دمشق الکبیر، ج7، ص309، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

منظورِ خداوندی ہوا کہ جس محبوب کو دو جہان کے خزانوں کا مالک کیا اسے ان کی سیر بھی کروائی جائے، چنانچہ معراج کی رات یہ سیر کراوئی گئی۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(8) شرح خرپوتی میں ہے "اعلم ان ھذا البیت والبیت الذی قبلہ اشارۃ الی حکمۃ معراج رسول اللہ علیہ السلام وھو انہ اختصم الملأ الاعلی وناظرا فی اربع مسائل مقدار الف سنۃ ولم یقفوا لحلھا فلما بعث نبینا علیہ السلام علموا ان ھذہ المشکلات انما تنحل منہ علیہ السلام فتضرعوا الی اللہ

تعالیٰ لاجله فدعا الله حبيبه الى مقام قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ومن جملته قوله علیہ السلام رأيت ربى باحسن صورة فقال يا محمد فيم يختصم الملأ الاعلى فقلت انت تعلم فوضع يده بين كتفى فوجدت بردها بين ثدى ثم قال يا محمد هل تدرى فيم يختصم الملأ الاعلى فقلت نعم فى الكفارات والمنجيات والدرجات والمهلكات قال صدقت يا محمد ثم قال ياملائكتى وجدتم حلال المشكلات فاسألوا اشكالكم فقال اسرافيل ماالكفارات فقال علیہ السلام الوضوء فى مكاره والمشى بالاقدام الى الجماعة وانتظار الصلوة بعد الصلوة ثم قال ميكائيل وما الدرجات فقال اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوة بالليل والناس نيام ثم قال جبريل وما المنجيات فقال خشية الله فى السر والعلانية والقصد فى الفقر والغنى والعدل فى الغضب والرضى ثم قال عزرائيل ومال المهلكات فقال شح مطاع وهوى متبع واعجاب المرء بنفسه فقال الله تعالىٰ فى كل ذالك صدق كذا ذكره فى الفريقة شرح الطريقة" ترجمہ: تو جان کہ اس شعر اور اس سے پہلے والے شعر میں معراج کی حکمت بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ فرشتوں میں ایک ہزار سال سے چار مسئلوں میں اختلاف ومناظرہ ہو رہا تھا جس کے حل پر وہ ابھی تک واقف نہیں ہوئے تھے، جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو فرشتوں کو یقین ہو گیا کہ ان ہی سے وہ مشکلات حل ہوں گی، فرشتوں نے اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہ مااوحیٰ سے سرفراز فرمایا اسی کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ فرمان بھی ہے کہ میں نے اپنے رب کو احسن صورت

میں دیکھا تو مجھے فرمایا: اے محمد فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی: اے اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا، اس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا، پھر فرمایا: اے محمد کیا تو جانتا ہے کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑا کر رہے ہیں، میں نے عرض کی: ہاں کفارات، منجیات، مہلکات اور درجات کے بارے میں آپس میں جھگڑتے ہیں، تو اللہ نے فرمایا: اے محمد تو نے سچ کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اب تم نے مشکلات حل کرنے والے کو پا لیا ہے پس ان سے اپنی مشکلات حل کروا لو، پس اسرافیل نے عرض کی: حضور کفارات کیا ہیں؟ فرمایا: تکلیف کے وقت وضو کرنا اور جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے اپنے پاؤں سے چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، میکائیل نے عرض کی: درجات سے کیا مراد ہے: فرمایا: کھانا کھلانا، سلام کو عام کرنا، رات کے وقت نماز پڑھنا جب سب سو رہے ہوں، حضرت جبریل نے عرض کی: منجیات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا؟ خلوت اور جلوت میں اللہ عزوجل کا خوف ہونا، عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: مہلکات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: خواہشات کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، تو اللہ تعالیٰ نے تمام سوالوں کے جواب میں فرمایا: صدق (سچ کہا)۔

(شرح خرپوتی علی البردہ، ص 171,172، نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

(9) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو، جب عصا ڈالا تو وہ اژدھا بن گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پکڑ لو، جب پکڑ لیا تو وہ دوبارہ عصا بن گیا، یہ تمام مشاہدہ اس لیے تھا کہ کلیم کا مقابلہ جب فرعون کے جادو گروں سے ہو تو اس ماحول کی ہیبت ان پر طاری نہ ہو، پورے عزم کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا

رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ﴾ ترجمہ: اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا: اے موسیٰ! سامنے آ اور ڈر نہیں، بے شک تجھے امان ہے۔

(پ20، سورۃ القصص، آیت31)

کل بروزِ قیامت حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شفاعت فرمانی ہے، بلکہ شفاعت کا دروازہ آپ سے کھلنا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کائنات کے عجائبات، جنت کے درجات اور جہنم کا مشاہدہ کرادیا، ان کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں تاکہ قیامت کے ہولناک دن کی ہیبت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر طاری نہ ہوسکے، پورے عزم واستقلال کے ساتھ شفاعت کرسکیں۔

(معارج النبوۃ، رکن سوم، باب چہارم در ذکر معراج، فصل اول در بیان حکمت بردن حضرت خواجہ صلی اللہ علیہ وسلم بمعراج، الحکمۃ الثانیۃ، ص83، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

(11) تمام انبیاء علیہم السلام نے خدا کی ذات کی گواہی دی، مگر کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا، اور شہادت کی تکمیل یہ ہے کہ یا تو شاہد نے خود دیکھا ہو یا کسی دیکھنے والے سے سنا ہو، لہٰذا ضرورت تھی کہ گروہ انبیاء میں سے ایک ہستی ایسی بھی ہو جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا ہو، لہٰذا معراج کروا کر اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنا دیدار عطا فرمایا۔

(مواعظ نعیمیہ، ص12، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

(12) ایک حکمت یہ تھی کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام اقسامِ وحی سے شرف پائیں، وحی کی ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلاواسطہ کلام فرمائے اور یہ وحی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، چنانچہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کلام فرمایا۔ ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

(پ27، سورہ النجم، آیت10)

کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ امن الرسول والی آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے سنی، اسی طرح کچھ سورۃ الضحیٰ اور کچھ سورہ الم نشرح معراج کی رات سنی۔
(تفسیر روح البیان، سورۃ الشوریٰ، ج8، ص345، دارالفکر، بیروت)

(13) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے قربِ خاص میں رکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لباسِ بشریت میں دنیا میں تشریف لائے تو اس مقام کا اشتیاق ہوا، لہٰذا دنیٰ فتدلیٰ کے مقام سے سکون وقرار پایا۔

(13) کفار کے ظلم وستم حد سے بڑھ گئے، کفارِ مکہ کی طرف سے بائیکاٹ کیا گیا، ابوطالب کا انتقال ہو گیا، وفا شعار زوجہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا، الغرض ان پے در پے پیش آنے والے واقعات نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملول وغمزدہ کر دیا تو تسکینِ قلب کے لیے سفرِ معراج کروایا گیا۔

(15) ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ اذان سکھانے کے لیے معراج کروائی گئی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يُعَلِّمَ رَسُوْلَهُ الْأَذَانَ أَتَاهُ جِبْرِيْلُ بِدَابَّةٍ يُقَالُ لَهَا الْبُرَاقُ فَرَكِبَهَا" ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جب اذان سکھانے کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل ایک سواری لے کر آئے جس کو براق کہا جاتا ہے آپ اس پر سوار ہوئے۔
(فتح الباری، ج2، ص78، دارالمعرفہ، بیروت)

قرآن مجید اور معراج کا ابتدائی حصہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

(پ15 سورۃ الاسراء، آیت 1)

عمومی طور پر سفر نامہ میں نو چیزیں بیان کی جاتی ہیں (1) سفر کس نے کرایا (2) سفر کس نے کیا (3) سفر دن میں ہوا یا رات میں (4) سفر کتنی دیر میں ہوا (5) سفر کا آغاز کہاں سے ہوا (6) سفر کس طرف کیا گیا (7) جس طرف کیا گیا اس جگہ کی خصوصیت (8) سفر کس لیے کیا (9) سفر ضرورت کی وجہ سے تھا یا صرف سیر تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتہائی جامعیت کے ساتھ ان نو چیزوں کا بیان اس ایک آیت پاک میں فرما دیا۔ سفر کس نے کرایا؟ فرمایا: سبحان نے، سفر کس نے کیا؟ فرمایا: بعبدہ اس کے بندۂ خاص نے، سفر دن میں ہوا یا رات میں، فرمایا: اسری رات کو سفر کرایا، سفر کتنی دیر میں ہوا، فرمایا: لیلاً رات کے تھوڑے سے حصے میں، سفر کا آغاز کہاں سے ہوا، فرمایا: من المسجد الحرام مسجد حرام سے، سفر کس طرف ہوا؟ فرمایا: الی المسجد الاقصیٰ مسجد اقصیٰ کی طرف، مسجد اقصیٰ کی خصوصیت؟ فرمایا: الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے، سفر کس لیے کیا؟ فرمایا: لنریہ من آیاتنا تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ سفر تھا یا سیر؟ فرمایا: اسری رات کو سیر کے لیے لے گیا۔

"سبحان" سے آغاز کی حکمتیں:

(1) انتہائی قلیل وقت میں اتنی عظیم الشان سیر کرا کے واپس لے آنا عادۃً محال ہے، مخلوق کے لیے تو یہ ناممکن ہے، اگر خالق کے لیے بھی یہ ناممکن ہو تو یہ عیب اور نقص ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کی ذات سبحان یعنی ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اس لیے ابتداء میں لفظ سبحان لاکر معراج کو ثابت فرمایا گیا ہے کہ جو سیر کے لیے لے کر جانے والی ذات ہے وہ لے جانے پر قادر ہے، عجز کے عیب سے پاک ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے "وَالْمَعْنٰی أسبح الله الَّذِی أسری بِعَبْدِهٖ أی أنزهه من جميع النقائص والعيوب" ترجمہ: "سبحٰن الذی اسریٰ" کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے جس نے اپنے بندے کو معراج کرائی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب حدیث اسراء، ج 17، ص 19، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) عرب لوگ عام طور پر تعجب خیز بات کے شروع میں تسبیح کرتے ہیں، یہ ایک تعجب خیز بات تھی کہ اتنا لمبا سفر کر کے آن کی آن میں واپس تشریف لے آئے، اس لیے محاورۂ عرب کے مطابق ابتداء میں تسبیح کو لایا گیا۔ تفسیر روح البیان میں ہے "كلمة سبحان للتعجب بها يشير الى اعجب امر من اموره تعالى جرى بينه وبين حبيبه" ترجمہ: سبحان کا کلمہ تعجب کے لئے ہے اس کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امور الٰہیہ میں سے یہ معاملہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہوا ہے یہ نہایت تعجب خیز ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج 5، ص 102، دار الفکر بیروت)

(3) جب کفار نے معراج کا انکار کیا اور معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کذب اور جھوٹ منسوب کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کر

دیا۔علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 597ھ) فرماتے ہیں ''فیکون المعنی: تنزہ اللہ أن یتخذ رسولا کذاباً'' ترجمہ: تو اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے کہ اپنا رسول کسی جھوٹے کو بنائے۔

(زاد المسیر فی علم التفسیر، ج3، ص8، دار الکتاب العربی، بیروت)

''اسری'' کی حکمتیں:

(1) ''اسری'' کے معنی ہیں کسی کو رات کے وقت بیداری میں لے جانا، اگر کسی کو خواب میں کوئی لے جائے تو اسے لغتِ عرب میں اسراء نہیں کہتے، تو اسری ارشاد فرمانے سے یہ معلوم ہوا کہ معراج خواب کی حالت میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں ہوئی۔علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 671) فرماتے ہیں ''وھذا یردہ قولہ تعالی ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَیْلًا﴾ ولا یقال فی النوم أسری'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَیْلًا﴾ اس بات کا رد فرماتا ہے کہ یہ سیر نیند کی حالت میں تھی کہ جو سیر نیند میں کی جائے اسے اسری سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔

(تفسیر القرطبی، ج10، ص209، دار الکتب المصریہ، القاہرہ)

(2) قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَی لِمِیْقَاتِنَا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا۔

(پ9، سورۃ الاعراف، آیت143)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿وَقَالَ إِنِّیْ ذَاهِبٌ إِلَی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

(پ23، سورۃ الصافات، آیت99)

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ﴾ ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص کو راتوں رات

سیر کے لیے لے کر گئی۔
(پ15،سورۃ الاسراء، آیت 1)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام خود آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام خود گئے، جبکہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا رب خود لے کر جانے والا ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ دونوں صورتوں میں موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نہ عرشِ ایمن، نہ انیذ اھب میں میہمانی ہے
نہ لطف ادن یا احمد نصیب لن ترانی ہے

(3) ''اسریٰ'' سے پتا چلا کہ یہ سفر نہیں بلکہ سیر تھی، سفر تو بعض اوقات مجبوراً کیا جاتا ہے جبکہ سیر خوشی سے کی جاتی ہے اور سفر میں ضروری نہیں کہ دورانِ سفر ہر چیز دیکھی جائے جبکہ سیر میں توجہ پوری حاضر رہتی ہے، اس لیے پیش آنے والے واقعات چاہے وہ راستے میں پیش آئے ہوں یا مسجد اقصیٰ میں، آسمانوں پر پیش آئے ہوں یا سدرۃ المنتہیٰ پر، عرش پر پیش آئے ہوں یا لامکان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بغور ان کا مشاہدہ فرماتے رہے۔

''عبدہ'' کی حکمتیں

(1) عبد کا اطلاق روح مع الجسد پر ہوتا ہے، صرف روح پر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے عبد فرما کر یہ بیان کر دیا کہ معراج جاگتے ہوئے ہوئی، نہ کہ سوتے ہوئے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 671) فرماتے ہیں ''وَلَوْ كَانَ مَنَامًا لَقَالَ بِرُوحِ عَبْدِهِ وَلَمْ يَقُلْ بِعَبْدِهِ'' ترجمہ: اگر معراج نیند کی حالت میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ بعبدہ کی بجائے بروح عبدہ فرماتا۔ (تفسیر القرطبی، ج10، ص208، دار الکتب المصریہ، القاہرہ)

(2) عبد فرما کر یہ بھی بیان فرما دیا کہ معراج روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھی۔

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606) فرماتے ہیں ''أَنَّ لَفْظَ الْعَبْدِ لَا يَتَنَاوَلُ إِلَّا مَجْمُوعَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ، وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى﴾ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْمُرَادَ من العبد هاهنا مَجْمُوعُ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ۔ وَقَالَ أَيْضًا فِي سُورَةِ الْجِنِّ: وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا وَالْمُرَادُ مَجْمُوعُ الروح والجسد فكذا هاهنا''

ترجمہ: عبد کے لفظ کا اطلاق روح اور جسم کے مجموعے پر ہی ہوتا ہے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ''بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے'' کہ یہاں مراد روح اور جسم کا مجموعہ ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے ''اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں''۔ جس طرح اس آیت میں مجموعہ روح وجسم مراد ہے اسی طرح اسری بعبدہ میں بھی روح وجسم کا مجموعہ مراد ہے۔

(تفسیر کبیر، ج 20، ص 296، داراحیاء التراث العربی بیروت)

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو عیسائی گمراہ ہو گئے اور ان کو خدا سمجھ لیا، معراج میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمانوں سے بھی زیادہ بلندیوں تک پہنچے، آپ کی معراج کا ذکر لفظ عبد کے ساتھ کیا گیا کہ کہیں مسلمان اس کمال کی وجہ سے گمراہ ہو کر آپ کو خدا نہ کہہ دیں۔ عمدۃ القاری میں ہے ''وَإِنَّمَا لم يَقُلْ بِرَسُولِهِ أَوْ نبيه إِشَارَةً إِلَى أَنه مَعَ هَذَا الْإِكْرَامِ الَّذِي أكرمه الله تَعَالَى وَهَذَا التَّعْظِيمِ الَّذِي عظمه الله بِهِ هُوَ عَبده ومخلوقه لِئَلَّا يتغالوا فِيهِ كَمَا تَغَالَتِ النَّصَارَى فِي الْمَسِيحِ حَيْثُ قَالُوا أَنه ابْنُ الله'' ترجمہ: ''برسولہ یا بنبیہ

نہیں کہا بلکہ بعبدہ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا کہ جس عزت واکرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا ہے اس عزت واکرام کے باوجود وہ اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں تاکہ کہیں لوگ ان کے بارے میں غلو نہ کریں جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہ عیسائیوں نے ان کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب حدیث اسراء، ج 17، ص 19، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) عبد کہنے میں عیسائیوں کا رد ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی زیادہ بلندیوں تک پہنچنے کے باوجود عبد ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے کم بلندی تک پہنچنے سے خدا کیسے ہو گئے؟

(5) بندہ کے عبدیت اشرف الاوصاف ہے، اسی طرح معراج کا وقت اشرف الاوقات ہے، تو اس موقع پر سب سے اشرف وصف سے یاد فرمایا گیا۔ علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) فرماتے ہیں "سَمِعْتُ الأستاذ أبا علی الدقاق یَقُولُ لَیسَ شَیْءٌ أشرفَ مِنَ العبودیة ولا اسم أتم للمؤمن من الاسم لَهُ بالعبودیة ولذلك قَالَ سبحانه فِی وصف النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم لیلة المعراج وَکَانَ أشرف أوقاته فی الدنیا ﴿سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَیٰ بِعَبْدِهِ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ وقَالَ تعالَی ﴿فَأَوْحَیٰ إِلَیٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَیٰ﴾ فلو کَانَ اسم أجل من العبودیة لسماه به۔" ترجمہ: میں نے استاذ ابو علی دقاق سے سنا: فرماتے ہیں: عبودیت کے وصف سے بڑھ کر کوئی اور وصف نہیں ہے اور نہ ہی مومن کے لئے عبدیت سے موسوم ہونے سے بڑھ کر کوئی نام ہے، اسی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معراج کی رات جو کہ دنیا میں سب اوقات سے بڑھ کر عزت والی

رات تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں فرمایا﴿سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾اور فرمایا:﴿فَأَوْحَی إِلَی عَبْدِهِ مَا أَوْحَی﴾ پس اگر عبدیت سے بڑھ کر کوئی نام عزت والا ہوتا تو اللہ عزوجل اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرماتا۔

(الرسالۃ القشیریۃ،باب الرضا،ج2،ص349،دار المعارف،القاہرہ)

(6) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا مطالبہ کیا۔امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں کہ میرے والد شیخ امام عمر بن حسین فرماتے ہیں: سَمِعْتُ الشَّيْخَ الْإِمَامَ أَبَا الْقَاسِمِ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: لَمَّا وَصَلَ مُحَمَّدٌ صلوات اللہ علیہ إِلَی الدَّرَجَاتِ الْعَالِيَةِ وَالْمَرَاتِبِ الرَّفِيعَةِ فِي الْمَعَارِجِ أَوْحَی اللَّهُ تَعَالَی إِلَيْهِ: يَا مُحَمَّدُ بِمَ أُشَرِّفُكَ؟ قَالَ: رَبِّ بِأَنْ تَنْسُبَنِي إِلَی نَفْسِكَ بِالْعُبُودِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾ ''ترجمہ: میں نے شیخ امام ابو القاسم سلیمان انصاری کو فرماتے سنا: جب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے میرے محبوب! میں تمہیں کس لقب سے مشرف کروں، عرض کیا: اے میرے رب! مجھے اپنی طرف عبودیت کے ساتھ موصوف فرمایعنی مجھے اپنا بندہ فرما دے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾۔

(تفسیر کبیر،ج20،ص292،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

اضافت کی حکمتیں:

(1) صرف عبد (بندہ) نہیں کہا بلکہ عبدہ (اپنے بندۂ خاص)، دنیا میں بندے تو بے شمار ہیں مگر کامل وہ ہے جسے اس کا مالک کہے کہ یہ میرا بندہ ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرماتا ہے تو اپنی طرف

اضافت (نسبت) کر کے فرماتا ہے:

قرآن مجید میں ہے ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت10)

ایک مقام پر ہے ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ (پ24، سورۃ الزمر، آیت36)

ایک مقام پر ہے ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہانوں کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ18، سورۃ الفرقان، آیت1)

ایک مقام پر ہے ﴿هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے۔ (پ27، سورۃ الحدید، آیت9)

اور جب اللہ تعالیٰ اپنا ذکر کرتا ہے تو اپنی اضافت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (پ1، سورۃ البقرہ، آیت30)

ایک مقام پر فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت67)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے ﴿إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔ (پ6، سورۃ الانعام، آیت83)

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت اپنی طرف اور اپنی نسبت آپ کی طرف کر کے مخلوق پر یہ ظاہر فرما دیا کہ محبوب میرا ہے اور میں اپنے محبوب کا ہوں۔ علامہ آلوسی (متوفی 1270ھ) ﴿وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا﴾ کی تفسیر میں ایک قول یہ نقل کیا ہے "المراد بها أن لكل أحد قبلة فقبلة المقربين العرش والروحانيين الكرسي والكروبيين البيت المعمور والأنبياء قبلك بيت المقدس وقبلتك الكعبة، وهي قبلة جسدك، وأما قبلة روحك فأنا، وقبلتي أنت" ترجمہ: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک قبلہ ہے، مقربین کا قبلہ عرش ہے، روحانیین کا قبلہ کرسی ہے، کروبین کا قبلہ بیت المعمور ہے، آپ سے پہلے انبیاء کا قبلہ بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے، جبکہ آپ کی روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ آپ ہیں۔

(تفسیر روح المعانی، سورہ البقرہ، آیت 48، ج 1، ص 413، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

قبلہ توجہ کے مرکز کو کہتے ہیں یعنی آپ کی روح میری طرف متوجہ رہتی ہے اور میری توجہ کا مرکز آپ ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ جب آپ کا ذکر فرماتا ہے تو اپنی طرف اضافت فرماتا ہے اور جب اپنا ذکر کرتا ہے تو آپ کی طرف اضافت فرماتا ہے۔

لیلاً کی حکمتیں

(1) "لیلاً" کو نکرہ لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معراج کا وقت قلیل ہے۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں "أراد بقوله: لَيْلًا بِلَفْظِ التَّنْكِيرِ تَقْلِيلَ مُدَّةِ الْإِسْرَاءِ" ترجمہ: باری تعالیٰ نے "لیلاً" نکرہ لا کر معراج کی مدت کی قلت کا ارادہ فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر، ج 20، ص 291، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لافادة تقليل مدة الاسراء في

جزء من الليل لما في التنكير من الدلالة على البعضية ‘‘ترجمہ:لیلا کا لفظ معراج کی مدت کی قلت کا فائدہ دے رہا ہے یعنی رات کے ایک جزء میں کیونکہ نکرہ میں بعضیت پر دلالت ہوتی ہے۔
(تفسیر روح البیان،ج5،ص103،دار الفکر،بیروت)

(2)عرب جب ’’لیلۃ‘‘ کہتے ہیں تو اس سے پوری رات مراد لیتے ہیں،اس لیے لیلۃ کے بجائے ’’لیلا‘‘ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ پوری رات کی سیر نہ تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں تھی۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے ’’يُقَالُ هُوَ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ ذَلِكَ وَقَعَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ لَا فِي جَمِيعِهِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ أَسْرَى فُلَانٌ لَيْلًا إِذَا سَارَ بَعْضَهُ وَأَسْرَى لَيْلَةً إِذَا سَارَ جَمِيعَهُ‘‘ترجمہ:کہا گیا ہے کہ ’’لیلا‘‘ سے اس طرف اشارہ ہے کہ معراج رات کے بعض حصے میں ہوئی،تمام رات میں نہ ہوئی،عرب ’’اسری فلان لیلاً‘‘ اس وقت کہتے ہیں جب سیر رات کے کچھ حصے میں ہو،اور ’’اسریٰ لیلۃ‘‘ اس وقت بولتے ہیں جب سیر پوری رات ہو۔
(عمدۃ القاری،باب حدیث الاسراء،ج17،ص19،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

رات کو معراج کروانے کی حکمتیں

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں معراج ہونا نص سے ثابت ہے،سوال یہ ہے کہ رات کو معراج کروانے میں حکمت کیا تھی؟اس کا جواب کئی وجوہ سے دیا گیا ہے:

(1)الأول:أَنَّهُ وَقْتُ الْخَلْوَةِ وَالِاخْتِصَاصِ وَمُجَالَسَةِ الْمُلُوكِ، وَهُوَ أَشْرَفُ مِنْ مُجَالَسَتِهِمْ نَهَارًا، وَهُوَ وَقْتُ مُنَاجَاةِ الْأَحِبَّةِ۔ترجمہ:ایک وجہ یہ ہے کہ رات کا وقت خلوت،اختصاص اور بادشاہوں کے دربار کا وقت ہے،یہ وقت دن کی بہ نسبت مجلس لگانے میں زیادہ عزت والا ہے،یہ محبوبوں کی مناجات کا وقت ہے۔

(2) الثانی: أن الله تعالی أکرم جماعة من أنبیائه بأنواع الکرامات لیلًا، قال تعالی فی قصة إبراهیم علیه الصلاة والسلام ﴿فلما جن علیه اللیل رأی کوکبا﴾ وفی قصة لوط، علیه الصلاة والسلام، ﴿فأسر بأهلک بقطع من اللیل﴾ وفی قصة یعقوب، علیه الصلاة والسلام: ﴿سوف أستغفر لکم ربی﴾ وکان آخر دعائه وقت السحر من لیلة الجمعة، وقرب موسی نجیاً لیلًا، وذلک تعالی: ﴿إذ قال لأهله امکثوا إنی آنست نارا﴾ وقال: ﴿وواعدنا موسی ثلاثین لیلة﴾ وقال له لما أمره بخروجه من مصر ببنی إسرائیل: ﴿فأسر بعبادی لیلا إنکم متبعون﴾ وأکرم نبینا أیضا لیلا بأمور منها: انشقاق القمر، وإیمان الجن به، ورأی الصحابة آثار نیرانهم. کما ثبت فی وخرج إلی الغار لیلا۔ ترجمہ: دوسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے انبیاء کی ایک جماعت کو رات کے وقت کئی طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بارے میں فرمایا ﴿فلما جن علیه اللیل رأی کوکبا﴾ (پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا) لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ﴿فاسر بعبادی لیلا إنکم متبعون﴾ (ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا)۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رات میں کئی وجہ سے مکرم کیا ان میں سے بعض یہ ہیں رات کو چاند کا ٹکڑے ہونا، جن بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو ایمان لائے اور صحابہ نے ان کی روشنی کو دیکھا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ہی غارِ ثور میں تشریف لے کر گئے۔

(3) الثالث: أن الله تعالی قدم ذکر اللیل علی النهار فی غیر ما آیة

فَقَالَ :﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ﴾ وَقَالَ :﴿وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ تُغْنِي عَنِ الْوُقُوفِ نَهَارًا ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں رات کو دن پر مقدم فرمایا ہے۔ فرماتا ہے: ﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ﴾ (ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے) اور فرمایا: ﴿وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾ (اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے) قربانی کی رات دن کے وقوف سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔

(4) الرَّابِعُ: أَنَّ اللَّيْلَ أَصْلٌ، وَلِهَذَا كَانَ أَوَّلَ الشُّهُورِ، وَسَوَادُهُ يَجْمَعُ ضَوْءَ الْبَصَرِ وَيَحُدُّ كَلِيلَ النَّظَرِ وَيُسْتَلَذُّ فِيهِ بِالسَّمَرِ وَيَحْلَى فِيهِ وَجْهُ الْقَمَرِ ۔ ترجمہ: چوتھی وجہ یہ ہے کہ رات اصل ہے اسی لئے مہینے کی ابتداء رات سے ہوتی ہے، رات کی سیاہی آنکھ کی روشنی جمع کرتی ہے، رات میں آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے، رات میں قصہ گوئی کے ذریعے لذت حاصل کی جاتی ہے، اور رات کو چاند کا چہرہ چمکتا ہے۔

(5) الْخَامِسُ: أَنَّهُ لَا لَيْلَ إِلَّا وَمَعَهُ نَهَارٌ، وَقَدْ يَكُونُ نَهَارٌ بِلَا لَيْلٍ، وَهُوَ: يَوْمُ الْقِيَامَةِ الَّذِي مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۔ ترجمہ: اور پانچویں وجہ یہ کہ ہر رات کے ساتھ دن تو ہوتا ہے لیکن دن کبھی بغیر رات بھی ہوتا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے جو کہ 50 ہزار سال پر مشتمل ہے۔

(6) السَّادِسُ: أَنَّ اللَّيْلَ مَحَلُّ اسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ وَالْغُفْرَانِ وَالْعَطَاءِ. فَإِنْ قُلْتَ: وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ :(خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ عَرَفَةَ أَوْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ) قُلْتُ :قَالُوا ذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأَيَّامِ .قُلْتُ :لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، وَقَدْ دَخَلَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ أَرْبَعَةُ آلَافِ جُمُعَةٍ بِالْحِسَابِ الْجُمَلِي،

فَتَأمَّل هٰذَا الْفَضل الْخفی ۔ ترجمہ: چھٹی وجہ یہ ہے کہ رات کا وقت دعا کی قبولیت، مغفرت اور عطائے الٰہی کا وقت ہے اگر تو یہ کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ دنوں میں سے بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے وہ عرفہ یا جمعہ کا دن ہے (تو یہاں پر دن کی فضیلت بیان کی جارہی ہے) میں کہتا ہوں علماء فرماتے ہیں: یہ دنوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے فضیلت بیان کی ہے، میں کہتا ہوں لیلۃ القدر ہزار راتوں سے افضل ہے، جملی حساب سے اس رات میں چار ہزار جمعہ داخل ہو گئے، پس غور کر یہ ایک خفی فضل ہے۔

(7) السَّابِع: أنَّ أكْثَر أسْفَارِه كَانَ لَيْلًا، وَقَالَ: ((عَلَيْكُم بالدلجة فَإنَّ الْأرْضَ تطوى بِاللَّيْلِ)) ۔ ترجمہ: ساتویں وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کو سفر فرمایا کرتے تھے اور فرمایا: رات کی سیاہی کو لازم رکھو کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

(8) وَالثَّامِن: لِيَنْفِي عَنْهُ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي عِيسَى، علیہ الصلاۃ والسلام، مِنَ الْبُنُوَّةِ لَمَّا رُفِعَ نَهَارًا تَعَالَى عَنْ ذٰلِكَ. ترجمہ: آٹھویں وجہ یہ کہ تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی نفی ہو جائے جس کا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا جب ان کو آسمان میں دن کو اٹھا لیا گیا تھا۔

(9) التَّاسِع: لِأنَّ اللَّيْلَ وَقْتُ الْاجْتِهَادِ لِلْعِبَادَةِ، وَكَانَ قَامَ حَتّٰى تورمت قدماه. وَكَانَ قِيَامُ اللَّيْلِ فِي حَقِّه وَاجِبًا وَقَالَ فِي حَقِّه: ﴿يَا أيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إلَّا قَلِيلًا﴾ فَلَمَّا كَانَتْ عِبَادَتُه لَيْلًا أكْرَم بِالإسْرَاءِ فِيهِ، وَأمَرَه بقوله: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ﴾ ۔ ترجمہ: نویں وجہ یہ ہے کہ رات کا

وقت زیادہ عبادت کرنے کا وقت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر قیام کرتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک میں ورم آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یَا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ إِلَّا قَلِیلًا﴾ (اے چادر اوڑھنے والے رات کو قیام کریں مگر تھوڑا) پس جب آپ علیہ السلام رات کو اکثر عبادت کیا کرتے تھے تو اسی وجہ سے رات کو معراج سے مکرم فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ﴿وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ﴾ (رات کے کچھ حصے میں آپ تہجد پڑھیں)۔

(10) الْعَاشِرِ: لِیَکُونَ أَجْرُ الْمُصَدِّقِ بِهِ أَکْثَرَ، لِیَدْخُلَ فِیمَنْ آمَنَ بِالْغَیْبِ دُونَ مَنْ عَایَنَهُ نَهَارًا۔ ترجمہ: دسویں وجہ یہ ہے کہ تا کہ اس واقع کی تصدیق کرنے والے کا اجر بڑھ جائے، اور اس میں وہ داخل ہو جائے جو دن کو معاینہ کرنے کی بجائے غیب پر ایمان لایا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج 4، ص 50، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(11) رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری، اور معراج کمالِ لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں، لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔

(فتاوی رضویہ، ج 29، ص 631، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) معراج وصلِ محبّ ومحبوب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 29، ص 631، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنتِ الٰہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے اُن پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے، جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کیے جاتے، ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا

نہیں تو یہی شِق رہی کہ اُن پر عذاب عام اُترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لیے رحمت، جنہیں اُن کا رب فرماتا ہے ﴿وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾ ترجمہ: اے رحمت عالم! جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔ لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص631، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسجدِ اقصیٰ تک معراج کی حکمتیں

معراج کی رات حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ابتداء ہی سے آسمانوں پر کیوں نہیں لے جایا گیا، پہلے مسجدِ اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟ اس کی متعدد حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1) اس بابرکت رات میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے دونوں ہی قبلوں کی رویت اکٹھی ہو جائے۔ ''لِیَجْمَعَ -صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم- فِی تِلْکَ اللَّیْلَۃِ بَیْنَ رُؤْیَۃِ الْقِبْلَتَیْنِ'' ترجمہ: تاکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے اس رات میں دو قبلوں کی رویت جمع ہو جائے۔

(عمدۃ القاری، باب حدیث الاسراء، ج17، ص19، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) ''لِأَنَّ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ کَانَ ہِجْرَۃَ غَالِبِ الْأَنْبِیَاءِ قبلہ فَرَحَلَ إِلَیْہِ لِیَجْمَعَ بَیْنَ أَشْتَاتِ الْفَضَائِلِ'' ترجمہ: چونکہ بیت المقدس آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے اکثر انبیاء کی ہجرت گاہ ہے، لہذا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی طرف سفر فرمایا تاکہ دیگر فضائل کی طرح یہ فضیلت بھی آپ میں جمع ہو جائے۔

(عمدۃ القاری، باب حدیث الاسراء، ج17، ص19، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) ''لِأَنَّہُ مَحَلُّ الْمَحْشَرِ وَغَالِبُ مَا اتَّفَقَ لَہُ فِی تِلْکَ اللَّیْلَۃِ یُنَاسِبُ الْأَحْوَالَ الْأُخْرَوِیَّۃَ'' ترجمہ: محشر اس زمین پر برپا ہوگا، اور اس رات جو معاملات پیش آئے اکثر احوال اخرویہ کے مناسب ہیں، لہذا آپ کا سفر ابتداء بیت

المقدس کی طرف ہوا۔

(عمدۃ القاری،باب حدیث الاسراء،ج 17،ص 19،داراحیاء التراث العربی بیروت)

(4) مسجدِ اقصیٰ کے سب ستونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی دعا کی تھی،اسی وجہ سے پہلے مسجد اقصیٰ تشریف لے کر گئے۔تفسیر روح معانی میں ہے"إن أسطوانات المسجد قالت ربنا حصل لنا من کل نبی حظ وقد اشتقنا إلی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فارزقنا لقاء ہ فبدیء بالإسراء بہ إلی المسجد تعجیلا للإجابۃ" ترجمہ:مسجد اقصیٰ کے تمام ستونوں نے دعا کی:ہمیں ہر نبی کی برکت سے حصہ ملا ہے،ہمیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہے،اے اللہ!ہمیں ان کی زیارت سے مشرف فرما۔ان ستونوں کی دعا کی قبولیت میں تعجیل کی وجہ سے معراج کا آغاز مسجد اقصیٰ سے ہوا۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج 8،ص 14،دارالکتب العلمیہ بیروت)

(5)"لتشرف بہ أرض المحشر ذھابا وإیابا" ترجمہ:تاکہ وہ زمین جس پر محشر برپا ہونا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے جانے سے شرف پائے۔

(تفسیر روح المعانی،سورۃ الاسراء،ج 8،ص 14،دارالکتب العلمیہ بیروت)

(6) آسمان کا دروازہ جس سے ملائکہ اوپر چڑھتے ہیں وہ بیت المقدس کے عین اوپر ہے،پہلے مسجد اقصیٰ اس لیے تشریف لے کر گئے کہ پھر ادھر ہی سے آسمانوں پر جانا تھا۔تفسیر روح المعانی میں ہے"لأن باب السماء الذی یقال مصعد الملائکۃ علیہم السلام علی مقابلۃ صخرۃ بیت المقدس فقد نقل عن کعب الأحبار أنہ قال:إن للہ تعالی بابا مفتوحا من سماء الدنیا إلی بیت المقدس ینزل منہ کل یوم سبعون ألف ملک یستغفرون لمن أتی بیت المقدس وصلی فیہ فأسری بہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی ھناک أولا ثم عرج بہ لیکون صعودہ

علی الاستواء "ترجمہ: کیونکہ آسمان کا وہ دروازہ جس کا نام مصعد الملائکہ ہے یہ بیت المقدس کے عین اوپر ہے، کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دنیا سے ایک دروازہ بیت المقدس پر کھولا ہے جس سے ہر دن ستر ہزار ملائکہ اترتے ہیں جو کہ اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو بیت المقدس آئے اور وہاں نماز پڑھے، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاً اسی طرف معراج کروائی گئی پھر آسمان کی طرف تاکہ سیدھا اوپر چڑھا جائے۔

(تفسیر روح المعانی سورۃ الاسراء، ج8، ص14، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(7) "والحکمۃ فی ذلک أن یظھر أنہ إمام الکل علیہ الصلاۃ والسلام" اس میں یہ حکمت تھی کہ ظاہر ہو جائے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے امام ہیں۔

(تفسیر روح المعانی سورۃ الاسراء، ج8، ص13، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(8) کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے۔ بخلاف بیت المقدس جس کو انہوں نے اچھی طرح دیکھا تھا اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ شمس الدین محمد بن احمد الخطیب شربینی شافعی (المتوفی 977ھ) فرماتے ہیں "قال البقاعی: ولعل حذف ذکر المعراج من القرآن ھنا لقصور أفھامھم عن إدراك أدلتہ، لو أنکروہ بخلاف الإسراء فإنہ أقام دلیلہ علیھم بما شاھدوہ من الأمارات التی وصفھا لھم وھم قاطعون بأنہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یرھا قبل ذلك فلما بان صدقہ بما ذکر من الأمارات أخبر بعد ذلك من أراد اللہ تعالی بالمعراج" ترجمہ: امام بقاعی کہتے ہیں: قرآن مجید میں آسمانی معراج کو بیان نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر کفار انکار کرتے

تو ان کو جو دلائل دیئے جاتے ان کو سمجھنے سے ان کے عقلیں قاصر رہتیں، (کیونکہ انہوں نے آسمان نہ دیکھے تھے)، بر خلاف مسجد اقصیٰ کی معراج کے، لہذا ان پر اس سے حجت قائم فرمائی جس کی علامات انہوں نے دیکھی تھیں اور وہ کفار قطعی طور پر جانتے تھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے پہلے مسجد اقصیٰ کو نہیں دیکھا، جب ظاہر ہو گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو نشانیاں بتائی ہیں وہ سچی ہیں تو اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے آسمانی معراج کی خبر دی۔

(تفسیر سراج منیر، سورۃ الاسراء، ج2، ص274، مطبعۃ بولاق، القاہرہ)

اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

(1) اس کا نام مبارک رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انبیاء کا مسکن، ملائکہ اور وحی اترنے کی جگہ ہے۔ قال مجاهد: "سماه مباركا لأنه مقر الأنبياء ومهبط الملائكة والوحي، ومنه يحشر الناس يوم القيامة" ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں کہ اس کا نام مبارک اس وجہ سے رکھا کہ یہ انبیاء کا مسکن، ملائکہ اور وحی اترنے کی جگہ ہے اور قیامت کے دن اسی جگہ لوگوں کا حشر ہو گا۔

(شرح البخاری للسفیری، المجلس الحادی عشر، ج1، ص254، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(2) اس کا نام مبارک اس برکت کی وجہ سے رکھا جو اس سے پیدا ہوتی ہے اور تمام زمینوں کو عام ہوتی ہے کیونکہ تمام زمینوں کا پانی وہاں نیچے سے جاری ہوتا ہے۔ "سماه مباركا من بركة نشأت منه فعمت جميع الأرض، لأن مياه الأرض كلها انفجارها كان من تحت الصخرة" ترجمہ: اس کا نام مبارک اس لیے رکھا کہ اس سے برکات پیدا ہو کر تمام زمین کو مل رہی ہے کیونکہ روئے زمین کے پانی کا مرکز صخرۂ بیت المقدس ہی ہے۔

(شرح البخاری للسفیری، المجلس الحادی عشر، ج1، ص254، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(3) ایک نماز پڑھیں تو ایک ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ)) ترجمہ: بیت المقدس محشر برپا ہونے کی زمین ہے، اس میں آؤ تو نماز پڑھو کہ اس میں ایک نماز ایسے ہے جیسا کہ اس کے غیر میں ایک ہزار نمازیں۔
(سنن ابن ماجہ، ج1، ص451، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

(3) دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حدیث پاک میں ہے ((وَلَا يَقْرَبُ أَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ مَسْجِدَ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدَ الْمَدِينَةِ وَمَسْجِدَ الطُّورِ، وَمَسْجِدَ الْأَقْصَى)) ترجمہ: دجال چار مسجدوں کے قریب نہیں جا سکے گا (1) مسجد حرام (2) مسجد نبوی (3) مسجد طور (4) مسجد اقصیٰ۔
(مسند احمد بن حنبل، ج39، ص90، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

(5) جو اس کی زیارت کرے اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو مٹاتا ہے اور جو اس میں نماز پڑھے اس کے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ ((ان من زاره حط الله عنه اوزاره ومن صلى فيه كفر الله عنه ذنوبه)) ترجمہ: جو اس کی زیارت کرے اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو مٹائے گا اور جو اس میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹائے گا۔ (شرح البخاری للسفیری، المجلس الحادی عشر، ج1، ص254، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں "الَّذِي رَآهُ إِبْرَاهِيمُ مَلَكُوتُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالَّذِي رَآهُ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْضُ آيَاتِ اللَّهِ تَعَالَى، وَلَا شَكَّ أَنَّ آيَاتِ اللَّهِ أَفْضَلُ" ترجمہ: جو ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا وہ زمین و آسمان کی بادشاہی تھی اور جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیاں تھیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ کی نشانیاں افضل و اعلیٰ

ہیں۔

(تفسیر کبیر، ج20، ص292، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

اگر ضمیر باری تعالیٰ کی طرف لوٹائی جائے تو اس کے دو مفہوم بنیں گے۔

(1) اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "أي أنَّ الذي أسرى بعبده هو السميع لأقوال محمد، البصير بأفعاله" ترجمہ: یعنی جس ذات نے اپنے بندۂ خاص کو معراج کرائی ہے وہ اپنے محبوب کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔

(تفسیر کبیر، ج20، ص292، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) لوگ جو واقعہ معراج میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بول رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سننے والا اور جو کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے والا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "وقيل: المراد سميع لما يقولون للرسول في هذا الأمر، بصير بما يعملون في هذه الواقعة" ترجمہ: کہا گیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس معراج کے معاملہ میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سننے والا ہے اور جو وہ اس واقعہ میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے والا ہے۔

(تفسیر کبیر، ج20، ص293، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اگر ضمیر عبد کی طرف لوٹائی جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا کلام سننے والے اور اسے دیکھنے والے ہیں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی (المتوفی 1069ھ) فرماتے ہیں "ولا بعد في أن يرجع الضمير إلى العبد كما نقله أبو البقاء انتهى وتبعه فيه بعض المحشين ولا يرد عليه شيء ولا يمتنع إطلاق السميع والبصير على غيره تعالى، كما توهم لا مطلقاً ولا مقيداً نعم الأول أظهر ولذا ذهب إليه الأكثر" ترجمہ: بعید نہیں کہ

ضمیر کو عبد کی طرف لوٹایا جائے جیسا کہ اس کو ابوالبقاء نے نقل کیا ہے، اور ان کی اتباع بعض محشین نے کی ہے، یہ بھی کوئی قابلِ اعتراض تفسیر نہیں ہے، اور نہ ہی سمیع اور بصیر کا اطلاق غیر خدا پر ممتنع ہے نہ مطلقا نہ مقیداً جیسا کہ وہم کیا گیا ہے۔ ہاں اول تفسیر زیادہ ظاہر ہے، اسی وجہ سے اکثر نے اسے ہی اختیار کیا ہے۔

(حاشیۃ تفسیر بیضاوی، سورۃ الاسراء، ج6، ص7، دار صادر، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے ''فی قولہ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اشارۃ الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو السمیع الذی قال اللہ'' ترجمہ: اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سننے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص106، دار الفکر، بیروت)

قرآن مجید اور معراج کا آخری حصہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى ٥ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ٥ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ٥ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ٥ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى ٥ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ٥ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ٥ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ٥ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ٥ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ٥ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى ٥ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ٥ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى ٥ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ٥ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ٥ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ٥ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ٥﴾ ترجمہ کنز الایمان: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں کرتے مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے، انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے، پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا، اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا، پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی، دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا، تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو، اور **انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا**، سدرۃ المنتہٰی کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے، جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، **آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی**، بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(پ27 سورۃ النجم، آیات 1تا18)

والنجم اذا ھوی

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق "النجم" سے مراد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ”اذا ھوی“ سے مراد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج آسمان سے اترے، اب اس کا ترجمہ یوں ہوگا: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے ”وقال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهویه نزوله من السماء لیلة المعراج، وجوز علی هذا أن یراد بهویه صعوده وعروجه علیه الصلاۃ والسلام إلی منقطع الأین“ ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”والنجم“ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور ”اذا ھوی“ سے مراد یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج آسمان سے اترے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ”اذا ھوی“ سے مراد یہ ہو کہ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہاءِ مکان تک صعود وعروج کیا۔ (تفسیر روح المعانی، ج 14، ص 45، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر بغوی میں یہ قول ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے ”وَقَالَ جَعْفَرٌ الصَّادِقُ: یَعْنِی مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم أنزل من السماء إلی الأرض لیلة المعراج“ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”والنجم“ سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے جب آپ شب معراج آسمانوں سے زمین کی طرف اترے۔ (تفسیر بغوی، سورۃ النجم، ج 4، ص 301، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”النجم“ کہنے کی وجہ

”النجم“ کے چار معانی تفسیر کبیر میں لکھے ہیں: (1) ثریا (2) ستارہ (3) قرآن کے اجزاء (4) نباتات۔

یہ چاروں معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں پائے جاتے ہیں، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو النجم فرمایا گیا:

(1) ثریا (سات ستاروں کا جھرمٹ) اپنی خاص علامت کی وجہ سے دیکھنے والوں کے لیے بالکل ظاہر اور واضح ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے واضح معجزات کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہیں، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "أَمَّا عَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ الثُّرَيَّا فَهُوَ أَظْهَرُ النُّجُومِ عِنْدَ الرَّائِي لِأَنَّ لَهُ عَلَامَةً لَا يَلْتَبِسُ بِغَيْرِهِ فِي السَّمَاءِ وَيَظْهَرُ لِكُلِّ أَحَدٍ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَمَيَّزَ عَنِ الْكُلِّ بِآيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَأَقْسَمَ بِهِ" ترجمہ: بہرحال ہمارے قول پر اس سے مراد ثریا ہے کہ ثریا وہ ستارہ ہے جو کہ دیکھنے والے پر بالکل ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس کے لئے ایسی علامت ہے جس کی وجہ سے وہ آسمان میں اپنے غیر سے ملتبس نہیں ہوتا اور ہر ایک کے لئے واضح ہوتا ہے، اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واضح نشانیوں کے ذریعے ہر ایک سے ممتاز ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے لفظ نجم کے ذریعے (آپ کی) قسم یاد فرمائی۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج 28، ص 231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) اس کا معنی مطلق ستارہ لیں تو ستارے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو آسمان پر ہیں جن سے ہدایت اور رہنمائی لی جاتی ہے اور دوسرے وہ جن سے شیطان کو مارا جاتا ہے اور ان کے سبب شیطان آسمانوں سے دور ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہدایت اور رہنمائی لی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے سبب شیطان زمین سے دور ہوتا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "عَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ هِيَ النُّجُومُ الَّتِي فِي السَّمَاءِ لِلِاهْتِدَاءِ نَقُولُ النُّجُومُ بِهَا الِاهْتِدَاءُ فِي الْبَرَارِي فَأَقْسَمَ اللَّهُ بِهَا لِمَا بَيْنَهُمَا مِنَ الْمُشَابَهَةِ وَالْمُنَاسَبَةِ، وَعَلَى قَوْلِنَا الْمُرَادُ الرُّجُومُ مِنَ النُّجُومِ، فَالنُّجُومُ تُبْعِدُ الشَّيَاطِينَ عَنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَنْبِيَاءُ يُبْعِدُونَ الشَّيَاطِينَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ" ترجمہ: ہمارے قول میں

(اگر) وہ ستارے مراد ہوں جو آسمانوں میں ہدایت کے لیے ہوتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ستاروں سے زمین میں ہدایت حاصل کی جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم یاد فرمائی دونوں میں مناسبت و مشابہت کی وجہ سے۔ اور ہمارے قول پر (اگر) اس سے مراد وہ ستارے ہیں جن سے شیاطین کو رجم کیا جاتا ہے تو اب مناسبت یہ ہوگی کہ یہ ستارے شیاطین کو اہلِ آسمان سے دور کرتے ہیں اور انبیاء اہلِ زمین سے شیاطین کو دور کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج28، ص231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) اس کا معنی قرآن مجید لیں تو قرآن پاک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر دلیل ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نجم فرما کر آپ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "وَعَلٰی قَوْلِنَا الْمُرَادُ الْقُرْآنُ فَهُوَ اسْتَدَلَّ بِمُعْجِزَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی صِدْقِهِ وَبَرَاءَتِهِ" ترجمہ: ہمارے قول پر (اگر) اس سے مراد قرآن ہو تو پس یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور براءت پر دال ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج28، ص231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(4) اس کا معنی نباتات لیں تو نباتات سے جسمانی قوتوں کا ثبات اور ان کی اصلاح ہوتی ہے، اور قوتِ عقلیہ کی اصلاح بدرجۂ اولیٰ درکار ہے اور یہ رسولوں (بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) سے حاصل ہوتی ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نجم فرما کر آپ کی قسم یاد فرمائی گئی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے "وَعَلٰی قَوْلِنَا النَّجْمُ هُوَ النَّبَاتُ، فَنَقُوْلُ النَّبَاتُ بِهِ ثَبَاتُ الْقُوَی الْجُسْمَانِيَّةِ وَصَلَاحُهَا وَالْقُوَّةُ الْعَقْلِيَّةُ أَوْلٰی بِالْإِصْلَاحِ، وَذٰلِكَ بِالرُّسُلِ" ترجمہ: ہمارے قول پر نجم کا معنی نباتات لیں تو نباتات سے جسمانی قوتوں کا ثبات اور ان کی اصلاح ہوتی ہے، اور قوتِ عقلیہ کی اصلاح بدرجۂ اولیٰ درکار ہے اور یہ رسولوں سے حاصل ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النجم، ج28، ص231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ثُمَّ دَنا فَتَدَلّٰی سے لے کر تین آیات کی تفسیر

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۝﴾ کی ضمائر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد ہے، تو اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل کے قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں کے فاصلے جتنا بلکہ اس سے قریب ہوا اور اوحی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی۔ تفسیر روح المعانی میں ہے "وجوز أن تكون الضمائر في ﴿دنا فتدلّٰى فكان قاب قوسين أو أدنى﴾ على ما روي عن الحسن للنبي صلى الله عليه وسلم والمراد ثم دنا النبي عليه الصلاة والسلام من ربه سبحانه فكان منه عز وجل قاب قوسين أو أدنى والضمائر في ﴿فأوحى﴾ إلخ لله تعالى" ترجمہ: جائز ہے کہ ﴿ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی﴾ میں ضمائر امام حسن کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوں، اور مراد یہ ہے کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے پس آپ کا رب آپ سے قوسین یا اس سے بھی کم فاصلے پر تھا، اور اسی طرح ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی﴾ میں موجود ضمائر کا مرجع اللہ جل مجدہ کی ذات اقدس ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ النجم، ج14، ص52، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مذکورہ تفسیر کی تائید احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے ((حَتّٰی جَاءَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّۃِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی، فَاَوْحَی اللّٰہُ فِیْمَا اَوْحٰی اِلَیْہِ: خَمْسِیْنَ صَلَاۃً عَلٰی اُمَّتِکَ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ)) ترجمہ: یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ

پر آئے، جبار رب العزت آپ کے قریب ہوا حتی کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف جو وحی فرمانی تھی فرمائی، آپ کی امت پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔

(صحیح بخاری، باب قولہ، کلم اللہ موسیٰ تکلیماً، ج9، ص149، دار طوق النجاۃ)

ابن عساکر و خطیب بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینه کقاب قوسین او ادنیٰ، وقال لی یا محمد اھل غمك ان جعلتك اٰخر النبیین قلت لا (یارب) قال فھل غم امتك ان جعلتھم اٰخر الامم۔ قلت لا (یارب)، قال اخبر امتك انی جعلتھم اٰخر الامم لافضح الامم عندھم ولا افضحھم عند الامم)) ترجمہ: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا، رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء علیھم السلام سے متاخر کیا؟ عرض کی نہیں اے رب میرے! فرمایا: کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا؟ میں نے عرض کی: نہیں اے رب میرے! فرمایا: امتوں سے اس لئے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔

(تاریخ دمشق الکبیر، ذکر عروجہ الی السماء الخ، جلد3، صفحہ295،96، دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ ومنح محمدیہ میں اور علامہ محمد زرقانی رحمہما اللہ فرماتے ہیں "(ومنھا انه رای اللہ تعالیٰ بعینیه) یقظة علی الراجح (وکلمه اللہ تعالیٰ فی الرفیع الاعلیٰ) علی سائر الامکنة وقد روی ابن عساکر عن انس رضی

اللہ تعالٰی عنہ مرفوعا لما اسری لی قربنی ربی حتی کان بینی و بینہ قاب قوسین او ادنی" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند وبالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الرابع، الفصل الثانی، جلد 2، صفحہ 634، المکتب الاسلامی، بیروت)

ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 311ھ) نے "کتاب التوحید واثبات صفات الرب عزوجل" میں بحوالہ حدیث اس بات کی صراحت فرمائی کہ اس سے مراد رب تعالٰی کی ذات ہے جبریل علیہ السلام نہیں "قال ابو بکر فاما قولہ جل وعلا ﴿ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین او ادنی﴾ ففی خبر شریک بن عبد اللہ بن ابی نمیر، عن انس بن مالک، بیان ووضوح ان معنی قولہ ﴿دنا فتدلی﴾ انما دنا الجبار رب العزۃ، لا جبریل" ترجمہ: امام ابو بکر فرماتے ہیں: بہرحال اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین او ادنی﴾ تو شریک بن عبد اللہ بن نمیر کی انس بن مالک سے روایت کے مطابق اس کی وضاحت یہ ہے ﴿دنا فتدلی﴾ کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل قریب ہوا نہ کہ جبرئیل امین۔

(کتاب التوحید واثبات صفات الرب عزوجل، جلد 2، صفحہ 502، مکتبۃ الرشد، الریاض)

ولقد رآہ نزلۃ اخری

تفسیر روح المعانی میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا کہ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ میں ضمیر منصوب سے مراد اللہ تعالٰی کی ذات اقدس ہے، (اس صورت میں اس کا ترجمہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا جلوہ

دوبار دیکھا) اور امام حسن بصری قسم کھا کر کہتے تھے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ تفسیر روح المعانی میں ہے ''ولعل الحسن یجعل الضمائر فی قوله سبحانه ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى﴾ له عزوجل أيضا، وكذا الضمير المنصوب في قوله تعالى ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى﴾ فقد كان عليه الرحمة يحلف بالله تعالى، لقد رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه'' ترجمہ: شاید کہ امام حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى﴾ میں ضمائر کو اللہ عزوجل کے لئے بنایا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى﴾ میں ضمیر منصوب کو بھی اللہ عزوجل کے لئے بنایا ہے، پس ان پر اللہ کی رحمت ہو وہ حلفا کہتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ النجم، ج14، ص52، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے ((عن عبد الله بن عباس انه كان يقول ان محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه مرتين مرة ببصره ومرة بفؤاده)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار اپنے رب کو دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط، ج6، ص356، مکتبۃ المعارف، ریاض)

عند سدرة المنتهى

ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يصف سدرة المنتهى (وذكر الحديث الى ان قالت) قلت يارسول الله مارأيت عندها؟ قال رأيته عندها يعنى ربه)) ترجمہ: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرا المنتہیٰ کا

وصف بیان فرماتے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس رب کا دیدار ہوا۔

(الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویہ، تحت آیۃ 1/17، ج5، ص194، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ما زاغ البصر وما طغی

یعنی جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تو آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ اس آیتِ پاک کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں "ان رؤیۃ اللہ کانت بعین بصرہ علیہ السلام یقظۃ بقولہ ﴿ما زاغ البصر الخ﴾ لان وصف البصر بعدم الزیغ یقتضی ان ذلک یقظۃ ولو کانت الرؤیۃ قلبیۃ لقال ما زاغ قلبہ واما القول بأنہ یجوز ان یکون المراد بالبصر بصر قلبہ فلا بدلہ من القرینۃ وھی ھھنا معدومۃ" ترجمہ: مازاغ البصر کے فرمان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کو دیکھنا جاگتے ہوئے ظاہری آنکھوں کے ساتھ تھا کیونکہ بصر کو عدمِ زیغ سے موصوف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ جاگتے ہوئے تھا، اگر رؤیت قلبیہ ہوتی تو مازاغ قلبہ کہا جاتا، بہر حال یہ کہنا کہ یہاں بصر سے مراد بصرِ قلبی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مراد کے لئے کسی قرینہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہاں معدوم ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج9، ص228، دارالفکر، بیروت)

انبیاء کی معراجیں

اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی معراج کا شرف عطا فرمایا، جس طرح باقی اوصاف میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہیں، اسی طرح آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معراج بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی معراجوں سے بلند و بالا ہے۔

معراج موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کی معراج یہ ہے کہ وعدہ کے مطابق بروقت کوہِ طور پر پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان سے بلاواسطہ کلام فرمایا، جب کلام سنا تو دیدار کا شوق پیدا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھے دیکھوں، ارشادِ خداوندی ہوا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش گئے، اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (پ9، سورۃ الاعراف، آیت143)

موازنہ:

(1) موسیٰ علیہ السلام خود حاضر ہوئے، ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰی﴾ جب موسیٰ حاضر ہوا۔ (پ8، سورۃ الاعراف، آیت 143)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد ہوتا ہے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(پ15 سورۃ الاسراء، آیت 1)

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

(2) موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام بھی فرمایا اور دیدار بھی کروایا۔

(3) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ﴾ اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا: ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ﴾ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ (پ8، سورۃ الاعراف، آیت 143)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَارَقَنِی جِبْرِیلُ .. فَانْقَطَعَتِ الْاَصْوَاتُ عَنِّی فَسَمِعْتُ کَلَامَ رَبِّی وَھُوَ یَقُولُ: یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ اُدْنُ)) ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے، آوازیں مجھ سے منقطع ہو گئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا، وہ فرما رہا تھا: اے محمد قریب ہو جا، قریب ہو جا۔

(الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، الفصل السادس مناجاتہ للہ تعالیٰ ج1، ص390، دار الفیحاء، عمان)

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی، کہیں تقاضے وصال کے تھے

(4) تجلی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ پاش پاش ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو

گئے، وہ تجلی ستر ہزار پردوں سے ظاہر ہوئی۔ تفسیر مظہری میں ہے ''وحکی عن سهل بن سعد الساعدي ان الله اظهر من بسعين الف حجاب من نور قدر الدرهم فجعل الدرهم للجبل دكا ﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾'' ترجمہ: سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نور کے ستر ہزار حجابات میں سے درہم کی مقدار نور کو ظاہر فرمایا جس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿جَعَلَهُ دَكًّا﴾۔

(تفسیر مظہری، سورۃ الاعراف، آیت 143، ج 3، ص 403، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((رأیت ربی عزوجل)) ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ج 1، ص 285، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور کس شان سے دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ 27، سورۃ النجم، آیت 17)

فرقِ مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

(5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((لَمَّا كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى كَانَ يُبْصِرُ دَبِيبَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا پر دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی، من اسمہ احمد، ج 1، ص 65، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الرابع وفور عقلہ وفصاحۃ لسانہ، ج 1،

ص165، دار الفیحاء، عمان☆تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف، آیت 143، ج3، ص425، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ تیس میل کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہو تو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنہوں نے اپنے رب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مازاغ البصر وما طغی﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔

(پ27 سورۃ النجم، آیت 17)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولما کانت ھذہ القوۃ حصلت للکلیم بالتجلی فحصولھا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاسراء"

ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، ج1، ص381، دار الکتاب العربی بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فرأیتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت))

ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج5، ص221، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

معراج ادریس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا۔

(پ16 سورۃ مریم، آیت 56,57)

اس آیت پاک کے تحت مفسرین نے حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج کو بیان کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام کے ساتھ دوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی سیر کی۔ اس کا تفصیلی واقعہ تفسیر درمنثور میں کچھ یوں درج ہے أُخْرِجَ ابن المنذر عن عمر مولی عفرۃ یرفع الحدیث إلى النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن إدريس كان نبيا تقيا زكيا وكان يقسم دهره على نصفين: ثلاثة أيام يعلم الناس الخير وأربعة أيام يسيح في الأرض ويعبد الله مجتهدا وكان يصعد من عمله وحده إلى السماء من الخير مثل ما يصعد من جميع أعمال بني آدم وإن ملك الموت أحبه في الله فأتاه حين خرج للسياحة فقال له: يا نبي الله إني أريد أن تأذن لي في صحبتك فقال له إدريس - وهو لا يعرفه -: إنك لن تقوى على صحبتي قال: بلى إني أرجو أن يقويني الله على ذلك فخرج معه يومه ذلك حتى إذا كان من آخر النهار مر براعي غنم فقال ملك الموت لإدريس: يا نبي الله إنا لا ندري حيث نمسي فلو أخذنا جفرة من هذه الغنم فأفطرنا عليها فقال له إدريس: لا تعد إلى مثل هذا تدعوني إلى أخذ ما ليس لنا من حيث نمسي يأتي الله

برزق فلمّا أمسٰی أتاہُ اللہ بالرزق الّذی کان یأتیہ فقال لملک الموت: تقدم فکل فقال ملک الموت: لا والّذی أکرمک بالنبوۃ ما أشتھی فأکل إدریس وقاما جمیعًا إلی الصّلاۃ ففتر إدریس وکل ومل ونعس وملک الموت لا یفتر ولا یمل ولا ینعس فعجب منہُ وقال: قد کنت أظن أنّی أقوی النّاس علی العبادۃ فھذا أقوی منی فصغرت عندہ عبادتہ عندما رأی منہُ ثمّ أصبحا فساحا فلمّا کان آخر النّھار مرا بحدیقۃ عنب فقال ملک الموت لإدریس: یا نبی اللہ لو أخذنا قطفاً من ھذا العنب لأنا لا ندری حیثُ نمسی فقال إدریس: ألم أنھک عن ھذا وأنت حیثُ تمسی یأتینا اللہ برزق فلمّا أمسٰی أتاہُ اللہ الرزق الّذی کان یأتیہ فأکل إدریس فقال لملک الموت ھلمّ فکل فقال: لا والّذی أکرمک بالنبوّۃ یا نبی اللہ لا أشتھی فعجب ثمّ قاما إلی الصّلاۃ ففتر إدریس أیضا وکل ومل وملک الموت لا یکلّ ولا یفتر ولا ینعس فقال لہُ عند ذلک إدریس: لا والّذی نفسی بیدہ ما أنت من بنی آدم فقال لہُ ملک الموت عندہ ذلک: أجل لست من بنی آدم فقال لہُ إدریس: فمن أنت قال: أنا ملک الموت فقال لہُ إدریس: أمرت فیّ بأمر فقال لہُ: لو أمرت فیک بأمر ما ناظرتک (نظرتک) ولکنّی أحبک فی اللہ وصحبتک لہُ فقال لہُ إدریس: یا ملک الموت إنّک معی ثلاثۃ أیّام بلیالیھا لم تقبض روح أحد من الخلق قال: بلی والّذی أکرمک بالنبوّۃ یا نبی اللہ إنّی معک من حین رأیت وإنّی أقبض نفس من أمرت بقبض نفسہ

فِی مَشَارِقِ الأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا وَمَا الدُّنیَا عِنْدِی إِلَّا بِمَنْزِلَةِ المَائِدَةِ بَینَ یَدی الرَّجُلِ یَمُدُّ یَدَه لِیَتَنَاوَلَ مِنْهَا مَا شَاءَ، فَقَالَ لَهُ إِدْرِیسُ: یَا مَلَكَ المَوْتِ أَسْأَلُكَ بِالَّذِی أَحْبَبْتَنِی لَهُ وَفِیهِ أَلا (أَلَا) قَضَیْتَ لِی حَاجَةً أَسْأَلُكَهَا فَقَالَ لَهُ مَلَكُ المَوْتِ: سَلْنِی مَا أَحْبَبْتَ یَا نَبِیَّ اللهِ، فَقَالَ: أُحِبُّ أَنْ تُذِیقَنِی المَوْتَ وَتُفَرِّقَ بَیْنَ رُوحِی وَجَسَدِی حَتّٰی أَجِدَ طَعْمَ المَوْتِ ثُمَّ تَرُدَّ إِلَیَّ رُوحِی فَقَالَ لَهُ مَلَكُ المَوْتِ علیہ السلام: مَا أَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ أَسْتَأْذِنَ فِیهِ رَبِّی فَقَالَ لَهُ إِدْرِیسُ علیہ السلام: فَاسْتَأْذِنْهُ فِی ذٰلِكَ فَعَرَجَ مَلَكُ المَوْتِ إِلٰی رَبِّهِ فَأَذِنَ لَهُ فَقَبَضَ نَفْسَهُ وَفَرَّقَ بَیْنَ رُوحِهِ وَجَسَدِهِ فَلَمَّا سَقَطَ إِدْرِیسُ علیہ السلام مَیِّتًا رَدَّ إِلَیْهِ رُوحَهُ وَطَفِقَ یَمْسَحُ وَجْهَهُ وَهُوَ یَقُولُ: یَا نَبِیَّ اللهِ مَا كُنْتُ أُرِیدُ أَنْ یَكُونَ هٰذَا حَظَّكَ مِنْ صُحْبَتِی فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَهُ مَلَكُ المَوْتِ: یَا نَبِیَّ اللهِ كَیْفَ وَجَدْتَ قَالَ: یَا مَلَكَ المَوْتِ قَدْ كُنْتُ أُحَدَّثُ وَأَسْمَعُ فَإِذَا هُوَ أَعْظَمُ مِمَّا كُنْتُ أُحَدَّثُ وَأَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ: یَا مَلَكَ المَوْتِ أُرِیدُ مِنْكَ حَاجَةً أُخْرٰی قَالَ: وَمَا هِیَ قَالَ: تُرِینِی النَّارَ حَتّٰی أَنْظُرَ إِلٰی لَمْحَةٍ مِنْهَا فَقَالَ لَهُ مَلَكُ المَوْتِ: وَمَا لَكَ وَالنَّارَ إِنِّی لَأَرْجُو أَنْ لَا تَرَاهَا وَلَا تَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ: بَلٰی أُرِیدُ ذٰلِكَ لِیَكُونَ أَشَدَّ لِرَهْبَتِی وَخَوْفِی مِنْهَا فَانْطَلَقَ إِلٰی بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ فَنَادٰی بَعْضَ خَزَنَتِهَا فَأَجَابُوهُ وَقَالُوا: مَنْ هٰذَا قَالَ: أَنَا مَلَكُ المَوْتِ فَارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُمْ، قَالُوا: أُمِرْتَ فِینَا بِأَمْرٍ فَقَالَ: لَوْ أُمِرْتُ فِیكُمْ بِأَمْرٍ مَا نَاظَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ نَبِیُّ اللهِ إِدْرِیسُ علیہ السلام سَأَلَنِی أَنْ تُرُوهُ لَمْحَةً مِنْ

النَّارففتحوا لَهُ قدر ثقب الْمخيط فَأَصَابَهُ من حرهَا ولهبها وزفيرها مَا صعق فَقَالَ ملك الْمَوْت :أغلقوا فأغلقوا فمسح ملك الْمَوْت وَجهه وَهُوَ يَقُول : يَا نَبِي اللّٰه مَا كنت أحب أَن يكون هَذَا حظك من صحبتي فَلَمَّا أَفَاق قَالَ لَهُ ملك الْمَوْت:يَا نَبِي الله كَيفَ رَأَيْت قَالَ :يَا ملك الْمَوْت كنت أحدث وأسمع فَإِذا هُوَ أعظم مِمَّا كنت أحدث وأسمع فَقَالَ لَهُ:يَا ملك الْمَوْت قد بقيت لي حَاجَة أُخْرَى لم يبْق غَيرهَا قَالَ:وَمَا هِيَ قَالَ:تريني لمحة من الْجنَّة قَالَ لَهُ ملك الْمَوْت -علیہ السلام:يَا نَبِي الله أبشر فَإنَّك إِن شَاءَ الله من خِيَار أَهلهَا وَأَنَّهَا إِن شَاءَ الله مقيلك ومصيرك، فَقَالَ:يَا ملك الْمَوْت إِنِّي أحب أَن أنظر إِلَيْهَا وَلَعَلَّ ذَلِك أَن يكون أَشد لشوقي وحرصي وطلبي فَذهب بِهِ إِلَى بَاب من أَبْوَاب الْجنَّة فَنَادَى بعض خزنتها فَأَجَابُوهُ فَقَالُوا:من هَذَا قَالَ:ملك الْمَوْت،فارتعدت فرائصهم وَقَالُوا:أمرت فِينَا بِشَيْء فَقَالَ:لَو أمرت فِيكُم بِشَيْء مَا ناظرتكم وَلَكِن نَبِي الله إِدْرِيس -علیہ السلام- سَأَلَ أَن ينظر إِلَى لمحة من الْجنَّة فافتحوا فَلَمَّا فتح أَصَابَهُ من بردهَا وطيبها وريحانها مَا أَخذ بِقَلْبِه فَقَالَ:يَا ملك الْمَوْت إِنِّي أحب أَن أَدخل الْجنَّة فَآكل أَكلَة من ثمارها وأشرب شربة من مَائِهَا فَلَعَلَّ ذَلِك أَن يكون أَشد لطلبتي ورغبتي وحرصي فَقَالَ:ادخل،فَدخل فَأكل من ثمارها وَشرب من مَائِهَا،فَقَالَ لَهُ ملك الْمَوْت :اخْرُج يَا نَبِي الله قد أصبت حَاجَتك حَتَّى يردك الله مَعَ الْأَنْبِيَاء يَوْم الْقِيَامَة فاحتضن بساق شَجَرَة من شجر الْجنَّة

وَقَالَ:مَا أَنَا بِخَارِجٍ مِنهَا وَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُخَاصِمَكَ خَاصَمْتُكَ فَأَوحَى اللهُ إِلَى مَلَكِ الْمَوْتِ:قَاصِهِ الْخُصُومَةَ،فَقَالَ لَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ:مَا الَّذِي تُخَاصِمُنِي بِهِ يَا نَبِيَّ اللهِ فَقَالَ إِدْرِيسُ:قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ فَقَدْ ذُقْتُ الْمَوْتَ الَّذِي كَتَبَهُ اللهُ عَلَى خَلْقِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَقَالَ اللهُ:﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾ وَقَدْ وَرَدْتُهَا أَفَأَرِدُهَا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَإِنَّمَا كَتَبَ اللهُ وُرُودَهَا عَلَى خَلْقِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَقَالَ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ:﴿وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ أَفَأَخْرُجُ مِنْ شَيْءٍ سَاقَهُ اللهُ إِلَيَّ فَأَوحَى اللهُ إِلَى مَلَكِ الْمَوْتِ:خَصَمَكَ عَبْدِي إِدْرِيسُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي :إِنَّ فِي سَابِقِ عِلْمِي قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَهُ أَنَّهُ لَا مَوْتَ عَلَيْهِ إِلَّا الْمَوْتَةَ الَّتِي مَاتَهَا وَأَنَّهُ لَا يَرَى جَهَنَّمَ عَلَا (خَلَا) الْوِرْدِ الَّذِي وَرَدَهَا وَأَنَّهُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي دَخَلَهَا وَأَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا فَدَعْهُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ فَقَدْ خَصَمَكَ وَإِنَّهُ احْتَجَّ عَلَيْكَ بِحُجَّةٍ قَوِيَّةٍ" ترجمہ:ابن منذر نے غفرہ کے غلام عمر سے روایت کی وہ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک متقی پارسا نبی تھے انہوں نے اپنی زندگی کے ایام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا،تین دن لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتے اور چار دن زمین کی سیاحت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوب خوب عبادت کرتے،ان اکیلوں کا عمل جو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا وہ بنی آدم کے تمام اعمال کی مثل ہوتا،حضرت ملک الموت علیہ السلام کو ان سے اللہ کی رضا کے لئے محبت ہوگئی پس جس دن حضرت ادریس

علیہ السلام سیاحت کے لئے نکلے تو ملک الموت علیہ السلام ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی میں آپ کی صحبت میں رہنے کی اجازت طلب کرتا ہوں، ادریس علیہ السلام نے ان سے فرمایا (اس حال میں کہ انہوں نے انہیں پہچانا نہیں تھا): بے شک تو میری صحبت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: کیوں نہیں میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائے گا، پس وہ اس دن ادریس علیہ السلام کے ساتھ نکلے جب دن کا آخری حصہ آیا تو ان کا گزر ایک بکریوں کے ریوڑ پر ہوا، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ہم نہیں جانتے کہ ہم رات کہاں گزاریں گے اگر ہم ان بکریوں میں سے کچھ لے لیں تا کہ ہم ان سے افطاری کر سکیں، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: تو ایسی چیز کی طرف مجھے نہ بلا، تو اس چیز کو لینے کی طرف مجھے بلاتا جو ہماری نہیں ہے، ہم جہاں رات گزاریں گے وہیں اللہ تعالیٰ ہمیں رزق عطا فرما دے گا، جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا رزق عطا فرمایا جتنا وہ انہیں دیتا تھا، حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا: آگے بڑھو اور کھاؤ، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ پر نبوت کے ساتھ انعام فرمایا مجھے حاجت نہیں ہے، ادریس علیہ السلام نے کھانا کھایا، پھر دونوں عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے، پس ادریس علیہ السلام جلد تھک گئے اور ان کو نیند آ گئی اور ملک الموت علیہ السلام نہ تو تھکے اور نہ انہیں نیند آئی، حضرت ادریس علیہ السلام کو ان پر تعجب ہوا اور فرمایا: میں تو یہ سمجھتا تھا کہ میں عبادت پر کافی قوی ہوں حالانکہ یہ مجھ سے بھی قوی ہے پس جب انہوں نے ان کی

عبادت کا حال دیکھا تو اپنے آپ کو ان سے عبادت کرنے میں کم پایا، اگلے دن صبح پھر دونوں سیر کے لئے گئے، دن کے آخری پہر ان کا گزر انگوروں کے ایک باغ پر ہوا ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی اگر ہم ان انگوروں میں سے ایک گچھا لے لیں تو بہتر ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ ہماری رات کہاں گزرے گی، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا، تو جہاں رات گزارے گا اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارا رزق وہیں پہنچا دے گا، جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا رزق عطا فرمایا جتنا وہ دیتا تھا، ادریس علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: آؤ کھانا کھا لو، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے مشرف فرمایا ہے مجھے اس کی حاجت نہیں ہے، ادریس علیہ السلام کو ان پر تعجب ہوا، پھر دونوں عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے، ادریس علیہ السلام جلد ہی تھک گئے اور انہیں نیند آ گئی جبکہ ملک الموت علیہ السلام نہ تو تھکے اور نہ ہی انہیں نیند آئی، اس وقت ادریس علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بے شک تو انسانوں میں سے نہیں ہے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: جی ہاں میں واقعی انسانوں میں سے نہیں ہوں، ادریس علیہ السلام نے پوچھا پھر تو کون ہے؟ عرض کی: میں ملک الموت ہوں، ادریس علیہ السلام نے پوچھا: میرے بارے میں تمہیں کوئی حکم دیا گیا ہے؟ عرض کی: اگر مجھے آپ کے بارے میں کوئی حکم ملا ہوتا تو میں آپ کو مہلت نہ دیتا، ہاں میں آپ سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں اور اسی کی رضا کے لئے آپ کی صحبت اختیار کی ہے، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: اے

ملک الموت تو تین دن راتوں سے میرے ساتھ ہے کیا تو نے مخلوق میں سے کسی کی روح قبض نہیں کی؟ عرض کی: کیوں نہیں اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے نوازا بے شک جب سے آپ کے ساتھ ہوں اس دوران میں نے مشرق و مغرب میں سے ہر اس جان کی روح بھی قبض کی ہے جس کی روح قبض کرنے کے بارے میں مجھے حکم ہوا ہے بے شک دنیا میرے سامنے ایسے ہے جیسے کسی آدمی کے سامنے دستر خوان ہو وہ دستر خوان میں سے جہاں سے چاہے کھاتا ہے، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت میں تجھ سے اس ذات کے واسطے سے ایک سوال کرتا ہوں جس کی رضا کے لئے تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو کیا تو میری اس حاجت کو پورا فرمادے گا جو میں تجھ سے سوال کروں گا؟ ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ جو پسند فرمائیں پوچھیں، فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تو میری روح قبض کرلے اور میری روح کو جسم سے جدا کردے تاکہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں اور اس کے بعد تو روح واپس لوٹا دے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کیا: میں اس بارے میں اللہ کے حکم کے بغیر کچھ قدرت نہیں پاتا، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: تو آپ اللہ سے اس کی اجازت طلب فرمائیں، پس ملک الموت علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ادریس علیہ السلام کی روح کو قبض فرما کر جسم سے جدا کیا، جب ادریس علیہ السلام حالتِ موت میں گر گئے تو ملک الموت علیہ السلام نے آپ کی روح واپس آپ کے جسم ڈال دی اور اپنے چہرے پر مسح کرتے ہوئے کہنے لگے: اے اللہ کے نبی میں نہیں چاہتا تھا کہ میری صحبت نے آپ کو یہ تکلیف ملے،

جب حضرت ادریس علیہ السلام کو افاقہ ہوا تو ملک الموت علیہ السلام نے استفسار فرمایا: اے اللہ کے نبی آپ نے موت کو کیسا پایا؟ فرمایا: میں موت کے متعلق گفتگو کرتا اور سنتا تھا لیکن میں نے اسے اس سے بڑھ کر پایا ہے جتنا میں اس کے بارے میں گفتگو کرتا تھا اور سنتا تھا، پھر فرمایا: اے ملک الموت میری تجھ سے ایک اور حاجت بھی ہے، عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: تو مجھے دوزخ دکھا کہ میں اسے ایک لمحہ کے لئے دیکھوں، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: آپ کو دوزخ دیکھنے کی کیا حاجت ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اہلِ دوزخ سے ہوں گے، فرمایا: بلکہ میں چاہتا ہوں کہ میں مزید عبادت گزار اور جہنم سے خوف کھانے والا ہو جاؤں، پس ملک الموت علیہ السلام جہنم کے دروازے پر آئے اور جہنم کے بعض داروغوں کو آواز دی انہوں نے جواباً پوچھا کون؟ فرمایا: ملک الموت، ان پر کپکپی طاری ہوگئی، عرض کرنے لگے کیا آپ کو ہمارے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے؟ فرمایا نہیں اگر مجھے تمہارے بارے میں کوئی حکم دیا جاتا تو میں تمہیں بالکل مہلت نہ دیتا، ہاں اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے جہنم کو دیکھنا چاہتے ہیں، انہوں نے سوئی کے ناکے کے برابر جہنم کو کھولا، حضرت ادریس علیہ السلام کو جہنم کی گرمی، شعلے اور اس کے بھڑکنے کی آواز پہنچی، پھر ملک الموت علیہ السلام کے کہنے پر جہنم کو بند کر دیا گیا، ملک الموت علیہ السلام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے نبی میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو میری صحبت کی وجہ سے یہ مصیبت پہنچے، پھر جب ادریس علیہ السلام کو کچھ افاقہ ہوا تو ملک الموت علیہ السلام نے

عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ نے جہنم کو کیسا پایا؟ فرمایا: اے ملک الموت میں اس کے متعلق باتیں کرتا اور سنتا تھا لیکن میں نے اس کو اس کے متعلق باتیں کرنے اور سننے سے کہیں بڑھ کر پایا، پھر ادریس علیہ السلام نے فرمایا: میری ایک اور خواہش باقی رہ گئی ہے اس کے علاوہ اور کوئی خواہش نہیں ہے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: میں ایک لمحہ کے لئے جنت کو ملاحظہ کرنا چاہتا ہوں، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ آپ ان شاء اللہ اہل جنت کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے، اور ان شاء اللہ جنت آپ کی آرام گاہ اور ٹھکانا ہوگی، ادریس علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح میرا شوق اور طلب بڑھ جائے گی، پس ملک الموت علیہ السلام ان کے ساتھ جنت کے دروازے پر گئے اور جنت کے داروغوں کو آواز دی، انہوں پوچھا کون؟ فرمایا: ملک الموت، انہوں نے کانپتے ہوئے پوچھا کیا آپ کو ہمارے بارے میں کوئی حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا: اگر تمہارے بارے میں مجھے کوئی حکم دیا گیا ہوتا تو میں تمہیں بالکل مہلت نہ دیتا ہاں میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام نے مجھ سے ایک لمحہ کے لئے جنت کو دیکھنے کا سوال کیا ہے، دربانوں نے دروازہ کھول دیا، جب جنت کا دروازہ کھلا تو ادریس علیہ السلام کو جنت کی ٹھنڈک، خوشبو، اور ہوائیں پہنچیں تو ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ جنت میں داخل ہو کر اس کے پھلوں اور پانی میں سے کچھ کھاؤں پیوں تاکہ اس طرح میری جنت کی خواہش اور طلب مزید بڑھ جائے، ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: داخل ہو جائیں، پس

ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور جنت کے پھل کھائے اور اس کا پانی نوش فرمایا، پھر ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ کے نبی بے شک آپ نے اپنی تمام خواہشوں کو پالیا ہے لہذا اب جنت سے دنیا میں تشریف لے جائیں حتی کہ قیامت کے دن آپ کو دیگر انبیاء کے ساتھ جنت میں لوٹایا جائے، وہ جنت کے درختوں میں سے ایک کی جڑ کی اوٹ میں ہوکر بولے: میں اب جنت سے نہیں نکلوں گا اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس بارے میں آپ سے مناظرہ کروں تو میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: تو ان کے مناظرے کو سن کر فیصلہ کر، پس ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی: کن دلیلوں سے آپ مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ ترجمہ: ہر جان نے موت چکھنی ہے۔

(پ4، آل عمران، آیت 185)

اور تحقیق میں نے اس موت کو چکھ لیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایک ہی دفعہ لکھا ہے۔

اللہ فرماتا ہے ﴿وان منکم الا واردها کان علیٰ ربک حتما مقضیا﴾ ترجمہ: اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔

(پ16 سورۃ مریم، آیت 76)

تحقیق میرا اس پر گزر ہو چکا کیا آپ مجھے اس پر دوبارہ لوٹانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر اس سے ایک بار ہی گزرنا لکھا ہے۔

اور اہل جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وما هم منها بمخرجین﴾ ترجمہ: نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔

(پ14، الحجر، آیت 48)

تو کیا میں اس جگہ سے نکل جاؤں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: تجھ سے میرے بندے ادریس نے جھگڑا کیا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم میرے علم میں ادریس علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے سے ہی تھا کہ انہیں صرف وہ موت آئے گی جو موت وہ مر چکے اور ان کا جہنم سے بس ایک اسی دفعہ ہی گزر ہوگا جو کہ وہ گزر چکے ہیں اور یہ جنت میں اسی وقت داخل ہوں گے جس وقت وہ داخل ہو چکے ہیں اور یہ اب یہاں سے نہیں نکلیں گے پس اے ملک الموت تو انہیں چھوڑ دے یہ تجھ پر قوی دلیلوں سے غالب آچکے ہیں۔

(تفسیر درمنثور، ج5، ص519,520,521,522، دارالفکر، بیروت)

موازنہ:

(1) حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج جنت اور دوزخ تک جبکہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نا صرف جنت کی سیر کی اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا بلکہ ساتوں آسمانوں بلکہ سدرہ بلکہ عرش سے بھی آگے تشریف لے کر گئے۔

(2) حضرت ادریس علیہ السلام نے خود مطالبہ کیا، جبکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر معراج کا مژدہ سناتے ہیں۔

(3) حضرت ادریس علیہ السلام جنت کی نعمتوں سے واپس تشریف لانے سے انکار فرما دیتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر بھی کرتے ہیں، جنت کی سیر بھی کرتے ہیں، جنت کی نعمتوں کو ملاحظہ بھی کرتے ہیں بلکہ جنت کی سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی کرتے ہیں پھر امت کے پاس تشریف لے آتے ہیں بلکہ خاص نوازشوں کے وقت بھی امت عاصی کو یاد رکھتے ہیں۔

(4) حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہزاروں فرشتوں کی بارات ہے۔

معراج ابراھیم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

(پ7، سورۃ الانعام، آیت 75)

اس آیت پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین و آسمان کی بادشاہی دکھائی۔

ملکوت السموات والارض سے مراد:

تفسیر روح المعانی میں ہے" قیل: ملکوت السماوات الشمس، والقمر، والنجوم وملکوت الأرض، الجبال، والأشجار، والبحار" ترجمہ: کہا گیا کہ آسمانوں کی بادشاہی سے مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں اور زمین کی بادشاہی سے مراد پہاڑ، درخت اور سمندر ہیں۔

(تفسیر روح المعانی، ج4، ص186، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

گناہ کرنے والوں کو ملاحظہ کرنا

تفسیر روح المعانی میں ہے" وأخرج ابن مردویہ عن علی کرم اللہ تعالی وجہہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لما رأی إبراهیم ملکوت السماوات والأرض أشرف علی رجل علی معصیة من معاصی اللہ تعالی فدعا علیه فهلك ثم أشرف علی آخر علی معصیة من معاصی اللہ تعالی فدعا علیه فهلك ثم أشرف علی آخر فذهب یدعو علیه فأوحی اللہ تعالی إلیه أن یا إبراهیم إنك رجل مستجاب الدعوة فلا تدع علی عبادی فإنهم منی علی

ثلاث، إما أن يتوب العاصی فأتوب عليه، وإما أن أخرج من صلبه نسمة تملأ الأرض بالتسبيح .وإما أن أقبضه إلیّ فإن شئت عفوت وإن شئت عاقبت'' ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کو دیکھا تو اس دوران انہوں نے ایک بندے کو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی ہلاکت کی دعا کی، پس وہ ہلاک ہوگیا، پھر ایک اور شخص کو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ کر اس کے لئے بھی ہلاکت کی دعا کی وہ بھی ہلاک ہوگیا، پھر ایک اور آدمی کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا اور اس کے لئے ہلاکت کی دعا فرمانے ہی لگے تھے کہ اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم تو مستجاب الدعوات ہے، میرے بندوں کے خلاف دعا مت کر، میری بارگاہ میں گناہ گار بندوں کا معاملہ تین طرح کا ہے:

(1) گناہ گار شخص توبہ کرتا ہے میں اس کی توبہ قبول کرلیتا ہوں۔

(2) یا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرتا ہوں جو زمین کو میری تسبیح سے بھر دیتے ہیں (اس طرح ان کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے)۔

(3) یا اس کی روح قبض کرلیتا ہوں اپنی بارگاہ میں حاضری کے لیے، (جب قیامت کے دن وہ میری بارگاہ میں پیش ہوگا تو) اگر میں چاہوں گا اسے بخش دوں گا اور چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ الانعام، ج4، ص186,187، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

موازنہ:

(1) ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو زمین وآسمان کی بادشاہی دکھائی جبکہ اپنے حبیب کو آیات اللہ (اپنی نشانیاں) دکھائیں، یقیناً آیات اللہ کا دیکھنا زمین و

آسمان کی بادشاہی دیکھنے سے افضل اعلیٰ ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ) فرماتے ہیں ''الذی رآہ إبراھیم ملکوت السموات والأرض، والذی رآہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض آیات اللہ تعالی، ولا شك أن آیات اللہ أفضل'' ترجمہ: جو ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا وہ زمین وآسمان کی بادشاہی تھی اور جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیاں تھیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ کی نشانیاں افضل واعلیٰ ہیں۔

(تفسیر کبیر، ج 20، ص 292، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھایا، اس کے بعد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کون سی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(2) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گناہ گاروں کی ہلاکت کی دعا کی جبکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مغفرت کی دعا کی۔

معراج عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے

بارے میں اختلاف کرر ہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(پ6، سورۃ النساء، آیت 157)

تفسیر روح البیان میں ہے "روی ان رهطا من اليهود سبوه بان قالوا هو الساحر ابن الساحرة والفاعل ابن الفاعلة فقذفوه وامه فلما سمع علیہ الصلاۃ والسلام ذلك دعا عليهم فقال (اللهم أنت ربى وانا من روحك خرجت وبكلمتك خلقتنى ولم آتهم من تلقاء نفسى اللهم فالعن من سبنى وسب أمى) فاستجاب الله دعاءه ومسخ الذين سبوه وسبوا امه قردة وخنازير فلما رأى ذلك يهودا رأس القوم وأميرهم فزع لذلك وخاف دعوته عليه ايضا فاجتمعت كلمة اليهود على قتل عيسى علیہ السلام فبعث الله تعالى جبريل فاخبره بانه يرفعه الى السماء فقال لاصحابه أيكم يرضى بان يلقى عليه شبهى فيقتل ويصلب ويدخل الجنة فقال رجل منهم انا فالقى الله عليه شبهه فقتل وصلب .وقيل كان رجل ينافق عيسى علیہ السلام فلما أرادوا قتله قال انا أدلكم عليه فدخل بيت عيسى فرفع عليه السلام والقى شبهه على المنافق فدخلوا عليه فقتلوه وهم يظنون انه عيسى وقيل ان ططيانوس اليهودى دخل بيتا كان هو فيه فلم يجده فالقى الله تعالى شبهه عليه فلما خرج ظنوا انه عيسى فاخذ وقتل ثم صلب" ترجمہ: مروی ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو سب وشتم کیا کہ یہ اور ان کی والدہ جادوگر ہیں اور تہمت لگائی کہ یہ اور ان کی والدہ (معاذ اللہ) بدکار ہیں، جب آپ نے یہ سنا تو ان کے

خلاف یوں دعا کی: اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیری طرف سے روح ہوں جس کو تو نے نکالا ہے اور تیرے ہی حکم سے مجھے پیدا کیا گیا ہے میں ان کے پاس اپنی طرف سے نہیں آیا پس جس نے مجھے اور میری ماں کو گالی دی ہے تو اس پر لعنت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور جنہوں ان کو اور ان کی والدہ کو سب وشتم کیا تھا انہیں بندر اور خنزیر کی شکل میں بدل دیا، جب یہودی قوم کے سردار نے اپنی قوم کا یہ حال دیکھا تو وہ اس واقعہ سے ڈر گیا اور اسے اس بات نے خوف زدہ کر دیا کہ کہیں وہ اس کے لیے بھی دعائے ضرر نہ کر دیں، پس یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر متفق ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں آسمانوں پر اٹھا لے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کون اس بات پر راضی ہے کہ اسے میرے مشابہ کر دیا جائے، اسے قتل کیا اور سولی چڑھایا جائے اور وہ (اس کے بدلے میں) جنت میں داخل ہو۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا: میں، تو اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دیا، اسے قتل کیا گیا اور سولی دی گئی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا منافق تھا، جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو اس شخص نے ان سے کہا کہ میں تمہاری راہنمائی کرتا ہوں، پس یہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا، یہودی جب گھر میں داخل ہوئے، انہوں نے اسے قتل کر دیا اور گمان کیا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ططیانوس یہودی تھا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا، ان کو گھر میں نہ پایا، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ

کر دیا، جب وہ گھر سے باہر نکلا، یہودیوں نے اسے حضرت عیسیٰ گمان کیا، اسے پکڑا اور قتل کر دیا پھر سولی پر چڑھا دیا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الانعام، ج2، ص317، دار الفکر، بیروت)

موازنہ:

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اکثر روایات کے مطابق) دوسرے آسمان تک پہنچے اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کو کراس کر کے سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے کر گئے بلکہ عرش پر جلوہ گر ہوئے بلکہ عرش سے بھی آگے تشریف لے کر گئے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(2) یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس برے ارادے سے بچانے کے لیے آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا (یعنی آپ علیہ السلام کا یہ سفر سیر کے لیے نہیں تھا) جبکہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفر سیر کے لیے تھا، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھنے کے لیے تھا۔

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کے بارے میں فقط اتنا ملتا ہے کہ آپ کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا، یعنی سفر کے دوران کیا ہوا اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں، جبکہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دورانِ سفر ہزاروں چیزوں کا مشاہدہ فرمایا، بے شمار واقعات پیش آئے، ان میں سے بہت سارے واقعات مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

بطور معجزہ کے وقت کی کمی بیشی

شب معراج نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا، اس میں ایک سب سے نمایاں معجزہ انتہائی کم وقت میں اتنا عظیم الشان سفر طے کرنا۔ بعض آثار میں وارد ہوا ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج کو روانہ ہونے سے پہلے جس بستر پر آرام فرما رہے تھے، واپس تشریف لائے تو وہ بستر ابھی تک گرم تھا، اور درخت کی وہ ٹہنی جس سے جاتے ہوئے آپ کا عمامہ ٹکرایا تھا، واپسی پر وہ ٹہنی ہل رہی تھی، جاتے وقت جس پانی سے وضو فرمایا تھا، وہ پانی ابھی تک پوری طرح نہ بہا تھا۔ تفسیر روح المعانی میں ہے" وکان الإسراء والعروج في بعض ليلة واحدة وكان رجوعه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم على ما كان ذهابه عليه ولم يعين مقدار ذلك البعض ۔۔۔ وفي بعض الآثار أنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رجع وجد فراشه لم يبرد من أثر النوم وقيل إن غصن شجرة أصابه بعمامته في ذهابه فلما رجع وجده بعد يتحرك "ترجمہ: معراج رات کے بعض حصے میں واقع ہوئی، اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت تشریف لے کر گئے اسی لمحے واپس تشریف لے آئے، اس بعض کی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی۔ بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو بستر نیند کے اثر سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، اور کہا گیا کہ جاتے ہوئے درخت کی جس ٹہنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ ٹکرایا تھا جب آپ واپس آئے تو اس ٹہنی کو ہلتا پایا۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ الاسراء، ج8، ص13، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے" قد ذهب عليه السلام وجاء ولم يتم ماء ابريقه انصبابا" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے کر گئے اور واپس

تشریف لائے حال یہ تھا کہ آپ کے کوزہ سے جو پانی بوقتِ وضو گرا تھا وہ پوری طرح نہ بہا تھا۔
(تفسیر روح البیان، سورۃ الاسراء، ج5، ص125، دار الفکر، بیروت)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے عرشی مہمان جب برسوں کا سفر طے کر کے معراج سے واپس آئے تو وہی آن باقی تھی، بستر اسی طرح گرم تھا، درخت کی جس ٹہنی سے عمامہ شریف ٹکرایا تھا وہ اسی طرح ہل رہی تھی، وضو کا پانی ابھی تک پوری طرح نہ بہا تھا گویا برسوں تک زمانے کی حرکت رکی رہی، نہ کسی کے بال بڑے ہوئے نہ ناخن، نہ سونے والے اتنے طویل زمانے میں بیدار ہوئے، نہ پودوں کی مقدار بڑھی نہ درختوں کی جسامت میں اضافہ ہوا۔

برسوں کا طویل ترین سفر کچھ وقت میں طے ہو جانا، وقت کا رک جانا یہ بات انبیاء علیہم السلام کو بطورِ معجزہ اور اولیاء کو بطورِ کرامت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی متعدد مثالیں قرآن، حدیث اور دیگر کتب میں ملتی ہیں، اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

سو برس کچھ دیر میں

ایک کافر بادشاہ بخت نصر نے شہر بیت المقدس کو برباد کر دیا، حضرت عزیر علیہ السلام جب وہاں سے گزرے تو اپنے شہر کی یہ حالت دیکھ کر افسردہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہو سکے گا، خدا کے حکم سے ان کی روح قبض ہو گئی، سو برس تک اسی حالت میں رہے، لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے، اس دوران بیت المقدس دوبارہ آباد ہو گیا، سو برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ یہاں کتنی دیر ٹھہرے، عرض کی: ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم ٹھہرا ہوں، ارشاد ہوا: بلکہ آپ سو برس تک ٹھہرے رہے ہیں۔ ان کے پاس طعام (کھانا) اور انگوروں کا شیرہ تھا وہ خراب نہ ہوا جبکہ سواری کے لیے جو گدھا تھا اس کی ہڈیاں تک سلامت نہ

رہی تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے گدھے کو زندہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے: ﴿مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ ترجمہ: گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر، بولا اسے کیونکر جلائے (زندہ کرے) گا اللہ، اس کی موت کے بعد، تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا، فرمایا: تو یہاں کتنا ٹھہرا، عرض کی: دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم، فرمایا: نہیں، تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پینے کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ، کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں، جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوگیا، بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ (پ3، سورۃ البقرہ، آیت 259)

تفسیر بغوی میں ہے"وَقَالَ الضَّحَّاكُ وَغَیْرُهٗ: إِنَّهٗ عَادَ إِلٰی قَرْیَتِهٖ شَابًّا وَأَوْلَادُهٗ وَأَوْلَادُ أَوْلَادِهٖ شُیُوْخٌ وَعَجَائِزُ، وَهُوَ أَسْوَدُ الرَّأْسِ وَاللِّحْیَةِ" ترجمہ: ضحاک وغیرہ نے کہا: حضرت عزیر علیہ السلام جوانی کی حالت میں اپنی بستی کی طرف واپس آئے جبکہ ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد بوڑھی ہوچکی تھی اور حضرت عزیر علیہ السلام کے سر اور داڑھی شریف کے بال سیاہ تھے۔

(تفسیر بغوی، ج1، ص354، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر خازن میں ہے"وابن لعزیر شیخ ابن مائة سنة وثمانیة عشرة

سنة، وبنو بنيه شيوخ" "ترجمہ: حضرت عزیر علیہ السلام کا بیٹا ایک سو اٹھارہ سال کو بوڑھا ہو چکا تھا اور آگے اس کے بیٹے بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔

(تفسیر خازن، سورۃ البقرہ، ج 1، ص 193، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پلک جھپکنے سے پہلے

جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ارادے سے چلی، اس کا ایک تخت تھا جو اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا، جس جگہ تخت رکھا ہوا تھا وہ جگہ سلیمان علیہ السلام سے چھ ماہ کی مسافت پر تھی، ملکہ بلقیس اس تخت کو سات محلات میں بند کر کے آئی تھی، جب ملکہ بلقیس قریب پہنچ گئی تو سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ وہ تخت ملکہ بلقیس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس پہنچ جائے، تو انہوں نے اپنے درباریوں سے کہا کہ وہ تخت کون لائے گا، پہلے ایک طاقتور جن نے کہا کہ میں لے کر آؤں گا، آپ کے دربار برخاست ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا (دربار زوال کے وقت تک لگتا تھا)، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا تھا، جو اسم اعظم جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، وہ عرض کرنے لگے: حضور میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا، (اور صرف دعویٰ نہیں کیا بلکہ) دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا، فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

﴿قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ٥ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ٥ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي﴾ ترجمہ: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے

پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو، ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں، اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے (پلک جھپکنے) سے پہلے، پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

(پ19 سورۃ النمل، آیت 38,39,40)

تین سو نو برس کا پتا نہ چلا

اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی تھے، شہر افسوس کے رہنے والے تھے، ان کا بادشاہ بت پرست اور انتہائی ظالم شخص تھا، یہ اس سے ڈر کر بھاگے اور ایک غار میں پناہ لی اور وہاں سو گئے تو تین سو نو برس تک سوتے رہے، ان کو پتا ہی نہ چلا، زمانہ بدلتا رہا، سلطنتیں بدلتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے محفوظ رکھا، تین سو نو برس بعد بیدار ہوئے، جیسے سوئے تھے جاگے تو ویسے ہی تھے، جتنی عمریں سوتے وقت تھیں اتنی ہی بیدار ہونے کے وقت تھیں، گویا تمام لوگوں پر تین سو نو برس گزرے مگر اصحاب کہف پر کچھ دیر ہی گزری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا﴾ ترجمہ: تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا، پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔

(پ15 سورۃ الکہف، آیت 11,12)

مزید فرماتا ہے ﴿وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا

تِسۡعًا﴾ ترجمہ: اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر۔

(پ15، سورۃ الکہف، آیت25)

کچھ وقت میں پوری زبور ختم

حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تھوڑے سے وقت میں اتنی وسعت ہو جاتی کہ پوری زبور ختم کر لیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ علیہ السلام الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت داود علیہ السلام پر قرآن (زبور) کو آسان کر دیا گیا، وہ اپنے گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیتے اور جانور پر زین کسے جانے سے پہلے پہلے (پورا) قرآن (یعنی زبور) پڑھ لیا کرتے۔

(صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: وآتینا داود زبورا، ج4، ص160، دار طوق النجاۃ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "خود حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ داود علیہ السلام اپنے گھوڑے کو زین کرنے کو فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور یا توراتِ مقدس ختم فرما لیتے، تورات شریف قرآن عظیم سے حجم میں کئی حصے زائد ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص477، رضا فونڈیشن، لاہور)

ابتداءِ خلق سے دخولِ جنت ونار تک

تاجدارِ رسالت شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں ابتداءِ خلق سے لے کر لوگوں کے دخولِ جنت ونار تک تمام واقعات صحابہ کرام کے سامنے بیان کر دیئے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ

أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء فی قوله تعالی ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾، ج4، ص106، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "وَدَلَّ ذَٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَٰلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذَٰلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ" ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغاز پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا۔ **ان سب کو خرق عادت ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔**

(فتح الباری، باب ماجاء فی قوله تعالی ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ ...﴾، ج6، ص291، دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (متوفی 855ھ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "وَفِيهِ: دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنِ ابْتِدَائِهَا إِلَى انْتِهَائِهَا، وَفِي إِيرَادِ ذَٰلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ أَمْرٌ عَظِيمٌ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ" ترجمہ: یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ

نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیے اوران سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(عمدۃ القاری، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ ﴿وَہُوَ الَّذِیْ یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَہُوَ أَہْوَنُ عَلَیْہِ﴾ ج15، ص110، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں "وَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ: أَیْ أَخْبَرَنَا عَنِ الْمَبْدَأِ شَیْئًا بَعْدَ شَیْءٍ إِلَی أَنِ انْتَہَی الْإِخْبَارُ عَنْ حَالِ الِاسْتِقْرَارِ فِی الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَدَلَّ ذَلِکَ عَلَی أَنَّہٗ أَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ، وَتَیْسِیرُ إِیرَادِ ذَلِکَ کُلِّہٖ فِی مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِیمٌ" ترجمہ: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں ابتداء خلق سے یکے بعد دیگرے چیزوں کی خبریں دیتے گئے یہاں تک جنت اور جہنم میں ٹھہرنے تک سب کچھ بتادیا، اور یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مخلوقات کے جمیع احوال یعنی ابتداء وانتہا اور معاشرت کی خبریں ایک مجلس میں دیں، ایک مجلس میں خلاف عادت ان تمام چیزوں کو بیان کرنا عظیم معجزہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام، ج9، ص3436، دارالفکر، بیروت)

چند لمحوں میں قرآن ختم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تھے اور دوسری رکاب پر رکھنے کے لئے پاؤں مبارک کو حرکت دیتے، پاؤں کے جاتے جاتے قرآن کریم ختم کردیتے تھے۔ مرقاۃ المفاتیح اور شواہد النبوۃ میں ہے ((حُکِیَ أَنَّ عَلِیًّا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کَانَ یَبْتَدِءُ الْقُرْآنَ مِنَ ابْتِدَاءِ قَصْدِ رُکُوبِہٖ مَعَ تَحَقُّقِ الْمَبَانِی وَتَفَقُّہِ الْمَعَانِی، وَیَخْتِمُہٗ حِیْنَ وَضْعِ قَدَمِہٖ فِی رِکَابِہٖ

الثّانِی)) ترجمہ: حکایت کیا گیا کہ حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سواری پر سوار ہونے کا قصد کرتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع فرماتے اور دوسری رکاب پر پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن ختم فرمالیا کرتے حال یہ ہوتا کہ قرآن کے حروف بھی سمجھ آرہے ہوتے اور معانی بھی۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 9، ص 3654، دار الفکر، بیروت☆شواہد النبوۃ، ص 212، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی)

حجر اسود سے باب کعبہ تک پورا قرآن پاک

مرقاۃ میں ہی ہے "وَقَدْ نَقَلَ مَوْلَانَا نُوْرُ الدِّيْنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْجَامِيُّ قدس اللہ سرہ السامی فِيْ كِتَابِهٖ نَفَحَاتُ الْأُنْسِ فِيْ حَضَرَاتِ الْقُدْسِ عَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ: أَنَّهٗ قَرَأَ الْقُرْآنَ مِنْ حِيْنِ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ، وَالرُّكْنَ الْأَسْعَدَ إِلٰى حِيْنِ وُصُوْلِ مُحَاذَاةِ بَابِ الْكَعْبَةِ الشَّرِيْفَةِ، وَالْقِبْلَةِ الْمُنِيْفَةِ، وَقَدْ جَمَعَهٗ ابْنُ الشَّيْخِ شِهَابُ الدِّيْنِ السُّهْرَوَرْدِيُّ مِنْهُ كَلِمَةً كَلِمَةً وَحَرْفًا حَرْفًا مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ، قدس اللہ أسرارہم ونفعنا برکۃ أنوارہم" ترجمہ: مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس فی حضرت القدس میں بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استیلام سے لے کر خانہ کعبہ کے دروازے تک پہنچنے کے وقت میں پورا قرآن پاک پڑھا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی نے ان سے ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف اول سے آخر تک سنا ہے، قدس اللہ أسرارہم ونفعنا برکۃ أنوارہم۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 9، ص 3654، دار الفکر، بیروت)

ستر ہزار مرتبہ قرآن

تفسیر روح البیان میں ہے "فی مناقب الشیخ موسیٰ السدرانی من أکابر أصحاب الشیخ ابی مدین قدس اللہ سرہ ان لہ وردا فی الیوم و اللیلۃ

سبعين الف ختمة يقول الفقير قال شيخي وسندي قدس سره في الكلام عليه ان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة فيكون في كل اثنتي عشرة ساعة خمس وثلاثون الف ختمة لانه اما ان ينبسط الى ثلاث وأربعين سنة وتسعة أشهر واما الى اكثر وعلى التقدير الاول يكون اليوم والليلة منبسطا الى سبع وثمانين سنة وستة أشهر فيكون في كل يوم وليلة من ايام السنين المنبسطة إليها ولياليها ختمتان ختمة في اليوم وختمة في الليلة كما هو العادة "ترجمہ: شیخ موسیٰ سدرانی جو کہ شیخ ابومدین کے اکابر اصحاب میں سے ہیں کے مناقب میں ہے کہ ان کا ایک دن رات میں ستر ہزار قرآن پاک ختم کرنے کا ورد تھا۔ فقیر کہتا ہے: میرے شیخ کے نزدیک اس میں کچھ تفصیل ہے، کہ ایک دن رات میں چوبیں گھنٹے ہیں، پس ہر بارہ گھنٹوں میں پینتیس ہزار ختم بنتے ہیں، کیونکہ یا تو ایک دن کا وقت پھیل کر تینتالیس (43) سال اور نو (9) ماہ کا ہو جاتا ہوگا یا اس سے زیادہ۔ پہلی تقدیر پر دن رات دونوں ستاسی (87) سال اور چھ (6) ماہ کے ہو گئے، اس صورت میں پھیلے ہوئے سالوں کے دنوں میں ایک ختم دن کو ہوگا اور ایک رات کو جیسا کہ عادت ہے۔ (تفسیر روح البیان سورۃ الاسراء، ج5، ص125، دار الفکر، بیروت)

سات سال چند لمحوں میں

حضرت عماد الدین احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے طے زمانی (یعنی زمانہ سمٹ جانے) اور بسطِ زمانی (یعنی زمانے کے پھیل جانے کے) راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: طے زمانی اور بسط زمانی ایک مخصوص شان ہے جو بعض اولیاء کرام پر ظاہر ہوتی ہے، پھر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق میں ایک واقعہ سنایا اور فرمایا: شیخ الشیوخ

حضرت ابن السکینہ کا ایک سنار مرید تھا، ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ جمعہ کے دن مشائخ کرام کے لیے مصلے بچھایا کریں اور بعدِ نمازِ جمعہ لپیٹ کر خانقاہ شریف میں واپس لائیں، ایک جمعہ کے موقعہ پر انہوں نے مصلے لپیٹے تا کہ جامع مسجد میں جائیں اور چاہا کہ پہلے دریائے دجلہ پر غسل کریں چنانچہ دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچ کر کپڑے اتارے، تہبند باندھا، دریا میں اتر کر غوطہ لگایا، جب پانی سے باہر آیا، دیکھا نہ وہ کنارہ ہے نہ وہ کپڑے ہیں، لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون سا شہر ہے، لوگوں نے بتایا کہ دریائے نیل ہے اور اس کے قریب شہر مصر ہے، انہیں سخت تعجب ہوا اور پانی سے باہر نکلے اور وہی تہبند باندھے ہوئے، شہر میں چلے گئے، وہاں ایک سنار کی دوکان ملی، اس پر کھڑے ہو گئے، دوکاندار نے فراست سے جانا کہ یہ اہل فن ہے، انہیں عزت اور احترام سے بٹھایا اور گھر لے گیا مختصر یہ کہ اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی، سات سال تک یہاں رہا، تین بچے ہو گئے، ایک روز دریائے نیل پر گیا اور غوطہ لگایا، جب پانی سے باہر ظاہر ہوا اور اپنے آپ کو اس جگہ پایا، جہاں سات سال پہلے غوطہ لگایا تھا، اور دیکھا کہ کپڑے بھی اسی جگہ پڑے ہیں جہاں اتارے تھے، اس نے کپڑے پہنے اور خانقاہ شریف میں آ گیا، مصلی جیسے لپیٹ گیا تھا ویسے ہی ملا، بعض لوگ کہنے لگے آپ تو دجلہ سے بہت جلدی واپس لوٹ آئے، غرض کہ یہ مصلی مسجد میں لے گیا اور نمازِ جمعہ پڑھی، پھر مصلے خانقاہ شریف میں لایا، اس کے بعد حیرت میں جلدی جلدی گھر چلا گیا، بیوی نے کہا: جن مہمانوں کی خاطر مچھلی تلنے کو کہہ گیا تھا، میں نے مچھلی تل رکھی ہے، اس نے مہمانوں کو بلا کر کھانا کھلایا، پھر حضرت ابن السکینہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا تو شیخ ابن السکینہ نے فرمایا کہ تو مصر سے اپنی بیوی اور بچے لے آ، چنانچہ یہ وہاں گیا اور تینوں بچے اور بیوی کو لے آیا، جب ابن

السکینہ نے دیکھا تو تصدیق فرمائی اور فرمایا: ان اللہ یبسط زمانا لمن یشاء من عبادہ مع قصرہ لقوم آخرین "ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے زمانے کو پھیلا دیتا ہے حالانکہ دوسرے لوگوں کے لیے زمانہ مقصور رہتا ہے۔

اس کے بعد شیخ ابن السکینہ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے دل میں کچھ وسوسہ ہوا تھا؟ اس شخص نے کہا کہ ہاں مجھے معراج کے متعلق کبھی وہم ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسد مبارک کے ساتھ اتنی دیر میں اتنی لمبی مسافت کس طرح طے فرمائی۔ شیخ نے فرمایا: یہ خداوندِ عالم کی مہربانی ہے کہ تمہارے شبہ کو رفع فرمادیا اور تمہارے ایمان کو صحیح اور برقرار کر دیا۔

(تحفۃ معراج النبی، خلیفۃ اعلیٰ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر، ص128، اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ)

چودہ دن کا سفر چند لمحوں میں

ابو المعالی نامی ایک شخص ایک روز حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر تھا، چنانچہ اثنائے مجلس میں اسے طبعی حاجت محسوس ہوئی اور بہت شدت اختیار کر گئی، بھیڑ کی وجہ سے باہر جانے کی کوئی صورت نہ تھی، بلکہ خلقت اتنی تھی کہ ہلنا جلنا مشکل تھا، مجبور ہو کر استغاثہ کے طور پر حضور غوث پاک کی طرف متوجہ ہوا، حضور غوث پاک منبر کے ایک پائے سے اترے اور پہلے پائے پر ایک سر ان کے سر کی مانند ظاہر ہوا، جب حضور دوسرے پائے پر اترے، وہ نیچے کا سر مبارک مع دو کندھوں کے ظاہر ہوا، اسی طرح غوث پاک جب اترتے وہ صورت زیادہ ہوتی جاتی، یہاں تک کہ وہ صورت بعینہ مثلِ صورت غوث اعظم کے بن گئی اور وعظ کہنا شروع کیا، آواز مثلِ آواز غوث کے تھی اور کلام اس کا مثلِ کلامِ غوث اعظم کے تھا اور اس کو اس شخص کے سوا جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا، کسی شخص نے نہ دیکھا، پھر غوثِ اعظم

اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین مبارک یا رومال مبارک سے اس شخص کو چھپا لیا، اس شخص نے اپنے آپ کو ایک کشادہ جنگل میں پایا، وہاں ایک ندی میں پانی بہتا تھا اور ندی کے کنارے درخت تھے، وہاں ایک جگہ قضائے حاجت کی، پھر ایک درخت پر چابیوں کا دستہ لٹکا دیا اور ندی کے پانی سے وضو کیا، اور دو رکعت نماز ادا کی، ہر دو طرف سلام پھیرا کہ اچانک غوث پاک نے اس سے اپنا رومال اٹھا لیا تو اس نے اپنے آپ کو مجلس وعظ میں دیکھا اور اپنے اعضاء کو وضو کے پانی سے تر پایا اور حضور غوث اعظم وعظ میں مصروف تھے، گویا ہرگز نیچے نہ اترے ہوں، وہ شخص خاموش رہ گیا اور کسی کو کچھ نہ بتایا، چابیوں کا گچھا تلاش کیا جیب میں نہ پایا، بڑی مدت کے بعد عجم جانے کا قصد کیا، سفر کرتے ہوئے چودہ دن بغداد سے ہو گئے تھے کہ ایک جنگل میں گزر ہوا، وہاں ندی کے کنارے وضو کا ارادہ کیا دیکھا تو اس جنگل کا نقشہ اس جنگل کی طرح نظر آتا ہے، جہاں پہلے آیا تھا اور ندی بھی وہی ہے جہاں پہلے وضو کیا تھا، کچھ دیر ندی کے کنارے پہ چلا تو اس کو وہ جگہ نظر آئی جہاں وضو کیا تھا اتنے میں اس درخت کو دیکھا جس پر چابیوں کا گچھا لٹکا ہوا تھا، جب بغداد واپس آیا اور غوث اعظم کے سامنے تذکرہ کیا تو آپ نے بہت آہستہ سے کان میں فرمایا: ابو المعالی! جب تک ہم زندہ ہیں اس راز کو ظاہر نہ کرنا اور کسی کو نہ بتانا۔ (نفحات الانس از ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ، ص465)

وقت روک دیا

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعۃ من نھار)) ترجمہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ تو وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(المعجم الاوسط، ج5، ص33، مکتبۃ المعارف، ریاض ☆ مجمع الزوائد، کتاب علامات نبوت،

باب حبس الشمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج8، ص296، دار الکتاب، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں "اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے (جو کہ آگے آرہا ہے) جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی، امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی، الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السموٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص485، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سورج رک گیا

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام میدان اریحا میں قوم جبارین سے جنگ کر رہے، یہ جنگ چھ ماہ سے جاری تھی، جب فتح کے آثار نمودار ہوئے تو جمعہ کا دن تھا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا، اس زمانہ میں ہفتہ کے دن اور رات جہاد کی اجازت نہ تھی، اگر سورج غروب ہوتے ہی جہاد بن کر دیا جاتا تو دشمن کے غلبہ کا اندیشہ تھا، اس لیے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے دعا کی: ہم پر بقیہ دن کو زیادہ کر دے تا کہ ہم جہاد میں فتح حاصل کر سکیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج وہیں رک گیا، یہاں تک کہ جہاد ہوتا رہا اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح یاب فرمایا اور بنی اسرائیل کی فوجوں نے اریحاء پر قبضہ کر لیا، دشمنوں کو ہلاک کیا اور مال غنیمت حاصل کیا، اس کے بعد سورج غروب ہوا۔ خصائص کبری میں ہے "اوتی حبس الشمس حین

قاتل الجبارین" ترجمہ: حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے سورج کو روکا گیا جب وہ قوم جبارین سے لڑائی کر رہے تھے۔

(خصائص کبری، ذکر موازنۃ الانبیاء فی فضائلھم بفضائل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 310، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

چاند رک گیا

سیرتِ حلبیہ میں ہے "فعن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالی عنہ قال: إن اللہ تعالی حین أمر موسی علیہ الصلاۃ والسلام بالمسیر ببنی إسرائیل إلی بیت المقدس، أمرہ أن یحمل معہ عظام یوسف علیہ الصلاۃ والسلام، وأن لا یخلفھا بأرض مصر وأن یسیر بھا حتی یضعھا بالأرض المقدسۃ، أی وفاء بما أوصی بہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام فقد ذکر أن یوسف علیہ الصلاۃ والسلام لما أدرکتہ الوفاۃ، أوصی أن یحمل إلی مقابر آبائہ، فمنع أھل مصر أولیاء ہ من ذلک، فسأل موسی علیہ الصلاۃ والسلام عمن یعرف موضع قبر یوسف، فما وجد أحدا یعرفہ إلا عجوزا من بنی إسرائیل، فقالت لہ: یا نبی اللہ أنا أعرف مکانہ وأدلک علیہ إن أنت أخرجتنی معک ولم تخلفنی بأرض مصر، قال أفعل، وفی لفظ: إنھا قالت أکون معک فی الجنۃ فکأنہ ثقل علیہ ذلک، فقیل لہ أعطھا طلبتھا فأعطاھا .وقد کان موسی علیہ الصلاۃ والسلام وعد بنی إسرائیل أن یسیر بھم إذا طلع القمر، فدعا ربہ أن یؤخر طلوعہ حتی یفرغ من أمر یوسف علیہ الصلاۃ والسلام، ففعل" ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر بیت المقدس جا رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جسدِ اطہر کو ساتھ لے کر جائیں اور ان کو مصر میں نہ چھوڑ کر جائیں، مقدس

زمین میں ان کے جسد اطہر کو پہنچادیں، اس وصیت کو پورا کرنے کے لیے جو انہوں نے کی تھی، ذکر کیا گیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو ان کے آباء واجداد کے قبرستان میں دفن کیا جائے، ان کے اولیاء میں سے جو اہل مصر تھے انہوں نے اس وصیت کو پورا نہ ہونے دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو ان کے قبر کے بارے میں جانتا ہو، ایک بڑھیا کے علاوہ کوئی بھی نہ جانتا تھا، وہ بڑھیا کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! میں جانتی ہوں اور آپ کو بتاتی ہوں بشرطیکہ آپ مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں اور پیچھے مصر میں چھوڑ کر نہ جائیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا۔ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ بڑھیا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: (اس شرط پر بتاتی ہوں کہ) میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔ گویا کہ یہ کلمات موسیٰ علیہ السلام پر گراں گزرے، ان سے کہا گیا کہ جو بڑھیا طلب کر رہی ہے اسے دے دو۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ چاند نکلے گا تو وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے جائیں گے، تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اسے طلوع ہونے سے روک دے، یہاں تک کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ سے فارغ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی کیا یعنی چاند کو طلوع ہونے سے روک دیا۔

(سیرتِ حلبیہ، باب ذکر الاسراء والمعراج، ج1، ص542، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

وقت واپس لوٹا دیا

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی ﴿تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾ ترجمہ: یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔

(پ23، سورۃ ص، آیت 32)

فرمایا ﴿رُدُّوهَا عَلَيَّ﴾ ترجمہ: پلٹالاؤ میری طرف۔ (پ 23، سورۃ ص، آیت 33)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی ہے کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب ان ملائکہ سے ہے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلیمان نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ، وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور سیدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔

(معالم التنزیل، ج 4، ص 52، دار الکتب العلمیہ بیروت)

سیدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نوابان (تابان) بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے ایک جلیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 30، ص 486,487، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سورج واپس لوٹا دیا

خصائص کبریٰ میں مروی ہے ((أخرج ابن منده وابن شاهين والطبراني بأسانيد بعضها على شرط الصحيح عن أسماء بنت عميس قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوحى إليه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم إنه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد الشمس قالت أسماء فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت وفي لفظ للطبراني فطلعت عليه الشمس حتى وقفت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء)) ترجمہ: ابنِ مندہ، ابنِ شاہین اور طبرانی نے ایسی اسناد کے ساتھ جن میں سے بعض صحیح بخاری کی شرط پر ہیں روایت کیا ہے کہ اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر مبارک

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک نمازِ عصر نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا، لہٰذا سورج کو لوٹا دے، اسماء کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا پھر دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہوگیا۔

اور طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: آپ پر سورج طلوع ہوا یہاں تک کہ سورج پہاڑ اور زمین کے درمیان ٹھہر گیا حضرت علی کھڑے ہوئے وضو کیا اور نمازِ عصر ادا کی پھر سورج ڈوب گیا۔ یہ مقامِ صہباء کا واقعہ ہے۔

(خصائص کبریٰ، ج2، ص137، دار الکتب العلمیہ بیروت)

تفسیر خازن میں مروی ہے ((أن نبینا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم حبست له الشمس مرتین إحداهما یوم الخندق حین شغلوا عن صلاة العصر حتی غربت الشمس فردها الله علیه حتی صلی العصر ذکر ذلك الطحاوی وقال رواته ثقات والثانیة صبیحة لیلة الإسراء حین انتظر العیر لما أخبر بوصولها مع شروق الشمس ذکره یونس بن بکیر فی زیاداته عن سیرة بن إسحاق)) ترجمہ: بے شک ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو مرتبہ سورج روکا گیا، ایک مرتبہ غزوۂ خندق میں جب تمام مسلمان نمازِ عصر نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا یہاں تک کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کو امام طحاوی نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور دوسری مرتبہ شبِ معراج کی صبح قافلے کے انتظار میں، جب آپ نے سورج نکلنے کے وقت قافلہ پہنچنے کی خبر دی۔ اس کو یونس بن بکیر نے اپنی زیادات

میں سیرہ بن اسحاق سے روایت کیا ہے۔

(تفسیر خازن، ج 2، ص 31، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ شرح نووی علی صحیح مسلم، ج 12، ص 52، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

واقعۂ معراج

چھت شق کرکے جبریل علیہ السلام کی حاضری

معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ چھت شق کر کے جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ہے ((فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کو چیر کر جبریل علیہ السلام آئے۔ (صحیح بخاری، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج1، ص78، دارطوق النجاۃ)

فرشتوں کی بارات

معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام اکیلے نہیں تھے بلکہ ان کے ساتھ حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل علیہما السلام بھی تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کی بارات تھی۔ جبریل علیہ السلام نے اپنے مبارک پروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ((نزل جبریل ومیکائیل واسرافیل علیہم السلام ومع کل واحد منہم سبعون الف ملک وایقظہ جبریل بجناحہ)) ترجمہ: جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نورانی پروں سے بیدار کیا۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ اسراء کی آیت نمبر(1) کے تحت، ج5، ص129، المکتبۃ القدس، کوئٹہ)

معارج النبوۃ میں ایک روایت ہے "از جبریل علیہ السلام منقول است کہ گفت مرا بوحی الٰہی چنان معلوم شدہ بود کہ ترتیب نہاد وترکیب قالب من از کافور جنت بود وحکمت آن نمی

دانستم و حکمت آن در شب معراج دانستم و آنچنان بود که در حسن ایقاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب متامل بودم که بچہ کیفیتش از خواب بیدار کنم تا ملھم شدم که روی خود را بر کف پای مبارکش نهم چون روی خود بر کف پای آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالیدم برودت کافور باحرارت که لازمہ خواب است مقارن گشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب بلطف بیدار شدہ حاصل آنوقت دانستم حکمت در خلق خود از کافور" ترجمہ: جبریل علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے معلوم ہوا کہ میرے جسم کی ساخت وترکیب جنت کے کافور سے ہوئی ہے، مگر مجھے اس کی حکمت کا علم نہیں تھا، اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی، ہوا یوں کہ میں نفاست ولطافت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگانے میں متامل تھا سوچتا تھا کہ کس کیفیت سے بیدار کروں، مجھے الہام ہوا کہ اپنے چہرہ کو پائے مبارک کے تلوے پر رکھوں، جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا، کافور کی برودت حرارت کے ساتھ ملی جو خواب کا لازمہ ہے، آنحضرت نیند سے بسہولت بیدار ہوگئے، اپنے کافور سے پیدا کیے جانے کی حکمت مجھے اس وقت معلوم ہوئی۔

(معارج النبوۃ، رکن سوم، باب چہارم در ذکر معراج، فصل دوم در حکمت تعیین شب از برای معراج الخ، ص92، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

جبریل علیہ السلام نے معراج کا مژدہ سنایا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی تیاری کے لئے مسجد الحرام میں حطیم کے پاس لے گئے، فتح الباری میں ہے ((أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَاهُ فَأَخْرَجَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہیں مسجد الحرام میں لے گئے۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دار المعرفہ بیروت)

سینہ چاک کیا گیا

وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا، نہ درد ہوا نہ خون نکلا، پھر دل مبارک نکالا گیا، دل مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر زمزم کے پانی سے غسل دیا گیا اور ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا۔ صحیح بخاری میں مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الحَطِيمِ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ: قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ - فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ۔۔۔ الخ)) ترجمہ: جس رات مجھے معراج کروائی گئی میں حطیم کعبہ میں تھا میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا، اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا سینہ چاک کیا راوی کہتے ہیں میں نے جارود سے پوچھا اس سے کیا مراد تھی؟ انہوں نے کہا: حلقوم سے لے کر ناف تک، (حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں) پھر اس نے میرا دل نکالا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر میرے دل کو زمزم کے پانی سے غسل دیا گیا پھر اس کو ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا پھر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

(صحیح بخاری، باب ذکر الملائکہ، ج4، ص109، دار طوق النجاۃ)

ایک روایت میں ہے ((فَهَوَى أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِي فَفَلَقَهَا فِيمَا أَرَى بِلَا دَمٍ وَلَا وَجَعٍ)) ترجمہ: ان میں سے ایک نے میرے دیکھتے ہوئے میرے سینے کو چاک کیا، نہ خون نکلا اور نہ درد ہوا۔ (مجمع الزوائد، ج8، ص223، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

براق کی حاضری

پھر خدمت اقدس میں سواری کے لیے براق حاضر کیا گیا۔ جامع ترمذی میں

ہے ((عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا؟ فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک براق لایا گیا، جس کو لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر زین چڑھائی ہوئی تھی۔ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شوخی سے اچھل کود کی تو جبریل علیہ السلام نے اسے کہا: کیا تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا کر رہے ہو؟ ان سے بڑھ کر مکرم شخصیت تم پر آج تک سوار نہیں ہوئی، تب براق تھم گیا اور اس کا پسینہ بہنے لگا۔

(جامع ترمذی، ج5، ص152، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

براق پر سوار ہوئے تو

جب براق پر سوار ہوئے تو دو مرد اور ایک عورت نے آواز دی، پھر بیت المقدس پہنچے تو دودھ اور شراب پیش کی گئی، جس کا تفصیلی واقعہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت میں نقل کرتے ہیں ((فبينما أنا أسير عليه إذ دعاني داع عن يميني يا محمد أنظرني أسألك يا محمد أنظرني أسألك، فلم أجبه ولم أقم عليه فبينما أنا أسير عليه إذ دعاني داع عن يساري: يا محمد! أنظرني أسألك يا محمد أنظرني أسألك فلم أجبه ولم أقم عليه وبينما أنا أسير عليه إذا أنا بامرأة حاسرة عن ذراعيها وعليها من كل زينة خلقها الله فقالت يا محمد أنظرني أسألك فلم ألتفت إليها ولم أقم عليها حتى أتيت بيت المقدس فأوثقت دابتي بالحلقة التي كانت الأنبياء توثقها به فأتاني جبريل علیہ السلام بإناءين: أحدهما خمر، والآخر لبن. فشربت اللبن وتركت الخمر فقال جبريل أصبت الفطرة فقلت الله أكبر الله أكبر فقال جبريل ما رأيت في

وجهك هذا قال فقلت بينما أنا أسير إذ دعاني داع عن يميني يا محمد أنظرني أسألك فلم أجبه ولم أقم عليه قال ذاك داعي اليهود أما إنك لو أجبته أو وقفت عليه لتهودت أمتك قال :وبينما أنا أسير إذ دعاني داع عن يساري، فقال:يا محمد أنظرني أسألك فلم ألتفت إليه ولم أقم عليه قال ذاك داعي النصارى أما إنك لو أجبته لتنصرت أمتك فبينما أنا أسير إذا أنا بامرأة حاسرة عن ذراعيها عليها من كل زينة خلقها الله تقول :يا محمد أنظرني أسألك فلم أجبها ولم أقم عليها قال تلك الدنيا أما إنك لو أجبتها لاختارت أمتك الدنيا على الآخرة الخ)) ترجمہ: پس جب میں سواری پر سیر کر رہا تھا تو مجھے دائیں جانب سے کسی نے آواز دی: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے نہ تو اسے جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، پھر مجھے بائیں جانب سے کسی نے آواز دی: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے اسے بھی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، پھر اسی سیر کے دوران ایک عورت انتہائی زینت سے باہیں کھولے کھڑی تھی، اس نے بھی کہا: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتی ہوں، اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتی ہوں، میں نے اس کی طرف بھی التفات نہیں کیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، حتی کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا، میں نے اس حلقہ میں اپنی سواری کو باندھا جس حلقے میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے، پھر جبریل میرے پاس دو برتن لے کر آئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا، میں نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا، جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پالیا، میں نے کہا اللہ اکبر اللہ

اکبر، جبریل نے پوچھا: میں آپ کے چہرے میں کچھ آثار دیکھ رہا ہوں، میں نے کہا: میں جب سیر کر رہا تھا تو میری دائیں جانب سے ایک شخص نے پکار کر کہا: اے محمد! ادھر دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے نہ تو اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، جبریل نے کہا: یہ بلانے والا یہودی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے یا اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی، آپ نے فرمایا: میں جب سفر پر تھا تو میرے بائیں جانب سے ایک شخص نے پکارا: اے محمد! میری طرف دیکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، میں نے نہ تو اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس رکا، جبریل نے عرض کی: وہ بلانے والا نصرانی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے یا اس کے پاس ٹھہرتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سفر پر تھا کہ ایک عورت انتہائی زینت کے ساتھ کھڑی تھی اس نے بھی کہا: اے محمد! میری طرف دیکھئے میں آپ سے سوال کرتی ہوں، میں نے اسے بھی نہ جواب دیا اور نہ ہی اس کے پاس ٹھہرا، جبریل نے کہا: وہ دنیا تھی اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر اختیار کر لیتی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج2، ص390,391، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور پر گزر

براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کی طرف رواں دواں تھے کہ راستہ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزر ہوا، وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے ((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: أَتَيْتُ - وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ - عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات کثیب احمر کے پاس میرا گزر موسیٰ علیہ

السلام پر ہوا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج 4، ص 1845، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

انبیاء کی امامت

پھر مسجدِ اقصیٰ میں امام الانبیاء مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں تمام انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی، تمام انبیاء جو کہ اپنی اپنی امتوں کے مقتداء تھے، آج وہ ہمارے آقا کے مقتدی تھے اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے امام۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف، ج 1، ص 221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

انبیاء کے خطبات

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے باری باری خطبہ دیا، جس خطبہ میں انہوں نے ان انعامات کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے تھے، سب سے آخر میں جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ہونے والے انعاماتِ خداوندی بیان کیے تو ابراہیم علیہ السلام نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا اقرار واظہار فرمایا۔

وہ خطبات درج ذیل ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: الحمد للہ الذی اتخذ إبراھیم خلیلا، وأعطانی ملکا عظیما، وجعلنی أمة قانتا للہ یؤتم بی، وأنقذنی من النار، وجعلھا علی بردا وسلاما۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور جس نے مجھے ملک عظیم دیا اور مجھے ڈرنے والی امت بنایا میری پیروی کی جاتی ہے، اور مجھے آگ سے بچایا اور اس آگ کو میرے لئے ٹھنڈک اور سلامتی والی کر دیا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد للہ الذی کلمنی تکلیما، واصطفانی برسالتہ وکلماتہ، وقربنی إلیہ نجیا، وأنزل علی التوراۃ وجعل ھلاک آل فرعون علی یدی ونجی بنی إسرائیل علی یدی۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے کلیم بنایا اور مجھے اپنی رسالت اور اپنے ساتھ کلام کرنے سے سرفراز فرمایا، اور مجھے اپنا راز دار بنایا، مجھ پر تورات نازل کی اور آل فرعون کو میرے ہاتھ پر ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو میرے ہاتھ پر نجات دی۔

پھر داود علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد للہ الذی خولنی ملکا، وأنزل علی الزبور، وألان لی الحدید، وسخر لی الطیر والجبال، وآتانی الحکمة وفصل الخطاب۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے حکومت دی اور مجھ پر زبور نازل فرمائی اور میرے ہاتھ میں لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پرندوں اور پہاڑوں کو مسخر کیا اور مجھے حکمت دی اور مجھے فیصلہ سنانے کا منصب عطا فرمایا۔

پھر سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور فرمایا: الحمد للہ الذی سخر لی: الریاح والجن، والانس، وسخر لی الشیاطین۔ یعملون ما شئت من

محاریب، وتماثیل، إلی آخر الآیة وعلمنی منطق الطیر وکل شیء، وأسال لی عین القطر، وأعطانی ملکا عظیما لا ینبغی لأحد من بعدی۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے ہواؤں کو، جنوں اور انسانوں کو مسخر کر دیا، اور میرے لئے شیاطین کو مسخر کر دیا جو عمارتیں اور مجسمے بناتے تھے اور مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور ہر چیز سکھائی، اور میرے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے ایسا عظیم ملک دیا جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: الحمد لله الذی علمنی التوراة والإنجیل، وجعلنی أبرء الأکمه والأبرص، وأحیی الموتی بإذنه، ورفعنی، وطهرنی من الذین کفروا، وأعاذنی وأمی من الشیطان الرجیم، فلم یکن للشیطان علیها سبیل۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور مجھے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو ٹھیک کرنے والا بنایا، اور میں اس کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، اور مجھے آسمان پر اٹھایا اور مجھے کفار سے نجات دی، اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے محفوظ رکھا، اور شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں ہے۔

پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: کلکم قد أثنی علی ربه وإنی مثن علی ربی، فقال: الحمد لله الذی أرسلنی رحمة للعالمین، وکافة للناس بشیرا ونذیرا، وأنزل علی الفرقان فیه تبیان کل شیء، وجعل أمتی خیر أمة أخرجت للناس، وجعل أمتی أمة وسطا، وجعل أمتی هم الأولون وهم الآخرون، وشرح صدری، ووضع عنی وزری، ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما۔ ترجمہ: تم سب نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی

اب میں اپنے رب عزوجل کی ثناء بیان کرتا ہوں، پس فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا، اور تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن مجید کو نازل کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان کیا ہے، اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا اور میری امت کو امتِ وسط بنایا، اور میری امت کو اول اور آخر بنایا، اور میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے بوجھ اتار دیا اور میرا ذکر بلند کیا اور مجھے ابتداء کرنے والا اور انتہاء کرنے والا بنایا۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: بھذا فضلکم محمد۔ ترجمہ: انہیں تمام فضائل کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج2، ص390،391، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

آسمانوں اور سدرۃ المنتہی پر

پھر آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے، ہر آسمان پر کسی نہ کسی نبی سے ملاقات ہوئی، پھر سدرۃ المنتہی پر پہنچے، اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی روایت نقل کی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى عِيسَى، وَيَحْيَى فَقَالاَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ،

فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى، فَقِيلَ: مَا أَبْكَاكَ: قَالَ: يَا رَبِّ هَذَا الْغُلَامُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ قِيلَ مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ، فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ، وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُولِ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ: فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ: النِّيلُ وَالْفُرَاتُ)) ترجمہ: پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام

نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو، پھر جبریل علیہ السلام میرے ہمراہ اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے، اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام ملے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں، جبریل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو، پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے، اور دروازہ کھول دیا گیا، پھر میں جب وہاں پہنچا تو یوسف علیہ السلام ملے جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف ہیں انہیں سلام

کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو، اس کے بعد جبریل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، اور دروازہ کھول دیا گیا، پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، اس کے بعد کہا: خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو، پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے، اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک آنا ہے، پھر میں جب وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں سلام کا جواب دیا، پھر کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کے لیے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا لے گئے، یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید

ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، پھر میں جب وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو، پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس شخص مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر چڑھا لے گئے، جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا، جبریل، پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں، کہا گیا کہ انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے، پھر میں جب وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں سلام کا جواب دیا، پھر کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کے لئے، پھر مجھے بیت المعمور کی طرف بلند کیا گیا پس میں جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور جو اس سے ہو کر نکلتے ہیں دوبارہ کبھی اس میں نہیں آئیں گے، پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا، تو اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے، اور اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں، دو پوشیدہ اور دو ظاہر، میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر

ہیں وہ نیل وفرات ہیں۔ (صحیح بخاری، باب ذکر الملائکہ، ج4، ص109، دار طوق النجاۃ)

فرشتوں کی امامت

آسمانوں (بیت المعمور) میں تمام فرشتوں کی امامت بھی کروائی۔ ((عن عائشة قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء اذن جبریل فظننت الملئکة انه یصلی بهم فقدمنی فصلیت بالملئکة)) ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا، جبریل نے اذان دی، ملائکہ سمجھے ہمیں جبریل نماز پڑھائیں گے۔ جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

(الخصائص الکبری بحوالہ ابن مردویہ، باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاسراء، ج1، ص176، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات الہند ☆الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ، ج5، ص193، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

آگے بڑھا تو جل جاؤں گا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ سے آگے عرش کی طرف روانہ ہوئے تو جبریل علیہ السلام رک گئے اور عرض کرنے لگے کہ اس سے آگے اگر ایک پورا (ایک انچ) بھی بڑھا تو جل جاؤں گا۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((فرأی جبریل فی بعض تلك النزلات عِندَ سِدرَةِ المُنتَهیٰ وهو مقام جبریل وكان قد بقی هناك عند عروجه علیه السلام الی مستوی العرش وقال لو دنوت انملة لاحترقت)) ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جبرئیل امین کو سدرۃ المنتہیٰ پر دیکھا اور یہ جبرئیل امین کا مقام ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کی طرف چڑھنے کے وقت وہ وہیں رک گئے

اور عرض کی: اگر میں یہاں سے ایک انچ بھی آگے گیا تو میں جل جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان ،سورۃ النجم ،آیت 13,14 ،ج9،ص224،دار الفکر،بیروت)

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 850ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((روی أن جبریل علیہ السلام أخذ بركاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی أركبه على البراق ليلة المعراج ولما وصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم الى بعض المقامات تخلف عنه جبريل وقال لو دنوت أنملة لاحترقت)) ترجمہ: مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ کر آپ کو براق پر سوار کرایا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض مقامات تک پہنچے تو جبرئیل رک گئے اور عرض کی اگر میں یہاں سے ایک پورا بھی آگے گیا تو جلا دیا جاؤں گا۔

(تفسیر نیشاپوری، ج1، ص250,251، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عرش کی طرف روانگی

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے عرش تک رفرف پر تشریف لے کر گئے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ''وردفی المعراج انه صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ سدرۃ المنتھی جاءہ بالرفرف جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فتناوله فطار به الی العرش'' ترجمہ: حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل واما ما ورد فی حدیث الاسراء ، ج2،ص310،مرکز اہلسنت ،گجرات ہند)

قرب خاص

پھر اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص میں پہنچے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فرماتے ہیں ((تَدَلّٰی الرَّفْرَفُ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ فَجَلَسَ عَلَیْہِ ثُمَّ رُفِعَ فَدَنَا مِنْ رَبِّہٖ)) ترجمہ: معراج کی رات رفرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، پھر وہ بلند ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قرب میں پہنچے۔

(الشفاء، الفصل السابع الدنو والقرب، ج1، ص394، دار الفیحاء، عمان)

دیدار خداوندی

اور اپنے رب کا جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فرأیتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج5، ص221، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے ((عن عبداللہ بن عباس انہ کان یقول ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفوادہ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار اپنے رب کو دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط، ج6، ص356، مکتبۃ المعارف، ریاض)

اللہ تعالیٰ کا جلوہ دیکھنا عرش سے بھی اوپر لامکان میں تھا۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں روایت نقل کرتے ہیں "تدلیہ علی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش" ترجمہ: (قرآن پاک میں جو ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی﴾ ہے یہ تدلی عرش سے بھی اوپر تھی، جیسا کہ حدیثِ شریک ہے۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس مراحل المعراج، ج3، ص88 تا 90 ملتقطاً، المکتب

الاسلامی، بیروت)

خاص خلوتوں کی گفتگو

اس وقت محبوب ومحب میں کیا کیا گفتگو ہوئی، اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب بہتر ہی جانتے ہیں، قرآن پاک میں ہے ﴿ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ ﴾
ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت10)

کچھ کلام احادیث میں بیان کیا گیا ہے، امام بیہقی روایت نقل کرتے ہیں

((فکلمه ربه عند ذلك قال له: سل، قال: إنك اتخذت إبراهيم خليلا وأعطيته ملكا عظيما، وكلمت موسى تكليما، وأعطيت داود ملكا عظيما، وألنت له الحديد وسخرت له الجبال، وأعطيت سليمان ملكا عظيما وسخرت له الجبال والجن والإنس وسخرت له الشياطين والرياح وأعطيته ملكا لا ينبغي لأحد من بعده، وعلمت عيسى التوراة والإنجيل وجعلته يبرء الأكمه والأبرص ويحيي الموتى بإذنك وأعذته وأمه من الشياطين فلم يكن له عليهما سبيل، فقال له ربه: قد اتخذتك خليلا، قال: وهو مكتوب في التوراة خليل الرحمن، وأرسلتك إلى الناس كافة بشيرا ونذيرا، وشرحت لك صدرك ووضعت عنك وزرك ورفعت لك ذكرك فلا أذكر إلا ذكرت معي يعني بذلك الأذان، وجعلت أمتك خير أمة أخرجت للناس، وجعلت أمتك أمة وسطا، وجعلت أمتك هم الأولون وهم الآخرون، وجعلت من أمتك أقواما قلوبهم أناجيلهم، وجعلت أمتك لا تجوز عليهم خطبة حتى يشهدوا أنك عبدي ورسولي، وجعلتك أول النبيين خلقا وآخرهم مبعثا، وآتيتك سبعا من المثاني لم أعطها نبيا قبلك وأعطيتك خواتيم سورة البقرة من كنز تحت العرش لم أعطها نبيا قبلك

وجعلتك فاتحا وخاتما .قال وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:فضلني ربي أرسلني رحمة للعالمين وكافة للناس بشيرا ونذيرا، وألقى في قلب عدوى الرعب من مسيرة شهر، وأحلت لي الغنائم، ولم تحل لأحد قبلي وجعلت الأرض كلها لي مسجدا وطهورا، وأعطيت فواتيح الكلام وخواتمه وجوامعه وعرضت علي أمتي فلم يخف علي التابع والمتبوع)) ترجمہ:اس وقت آپ کا رب آپ سے ہم کلام ہوا اور فرمایا: طلب کیجئے، آپ نے عرض کیا: تو نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور ان کو ملکِ عظیم عطا فرمایا اور تو نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا اور تو نے حضرت داؤد کو ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا اور پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور تو نے حضرت سلیمان کو ملکِ عظیم عطا فرمایا اور ان کے لیے پہاڑوں ،جنوں، انسانوں، شیطانوں اور ہواؤں کو مسخر کر دیا، اور ان کو اتنی عظیم سلطنت دی جو ان کے بعد اور کسی کے لائق نہیں ہے اور تو نے حضرت عیسیٰ کو توریت اور انجیل کا علم عطا فرمایا اور انہیں مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کے لیے شفا دینے والا بنا دیا اور وہ تیری اجازت سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور تو نے ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان سے اپنی پناہ میں رکھا تب آپ کے رب نے فرمایا: میں نے آپ کو اپنا خلیل بنایا اور توریت میں لکھا ہوا ہے کہ خلیل الرحمٰن اور تمام لوگوں کی طرف آپ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا، اور آپ کا شرح صدر کیا اور آپ سے بوجھ دور کر دیا اور آپ کے ذکر کو بلند کر دیا، جب بھی میرا ذکر کیا جاتا ہے اس کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے یعنی اذان وغیرہ میں، اور آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر بنائی گئی اور آپ کی امت امتِ متوسطہ بنائی گئی، اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا گیا اور آپ کی امت کے بعض لوگوں کے دلوں میں آپ کی کتاب رکھی گئی اور ان کا کوئی خطبہ اس وقت تک درست نہیں ہوگا

جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی گواہی نہ دیں اور میں نے آپ کو ازروئے خلق کے تمام انبیاء میں اول اور ازروائے بعثت کے تمام انبیاء میں آخر بنایا اور آپ کو سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آیات عرش کے خزانے کے نیچے سے دی ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے فضیلت دی، مجھ کو رحمۃ للعلمین بنایا، تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنایا، میرے دشمنوں کے دل میں ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب ڈال دیا، میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا، اور تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور تیمم کا ذریعہ بنایا اور مجھے کلام کے فواتح، خواتیم اور جوامع عطا کیے اور مجھ پر تمام امت کو پیش کیا گیا اور اب امت کا کوئی فرد مجھ پر مخفی نہیں ہے خواہ وہ تابع ہو یا متبوع۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج2، ص402، دار الکتب العلمیہ بیروت)

نمازوں کی فرضیت اور موسیٰ علیہ السلام کی مدد

پھر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے نمازیں کم کروانے کا مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، کچھ نمازیں کم ہوئیں، پھر حاضری ہوئی کچھ کم ہوئیں، بالآخر کم ہوتے ہوتے صرف پانچ رہ گئیں، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (فَفَرَضَ اللّٰهُ عزوجل عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ

أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي)) ترجمہ: اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا، یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیے کہ آپ کی امت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ کم فرمادیا، پھر واپس آکر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ نے کچھ کم کر دی ہیں انہوں نے کہا: آپ پھر جائیں کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ اور کم کر دیا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر کہا کہ آپ واپس جائیں کہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر واپس اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: یہ نمازیں پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا کہ میرا قول نہیں بدلتا، میں پھر جب موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ واپس جائیے، میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ (صحیح بخاری، کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج1، ص78، دار طوق النجاۃ)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ((أصبح بمكة يخبرهم بالعجائب: أني أتيت البارحة بيت المقدس وعرج بي إلى السماء، ورأيت كذا ورأيت كذا فقال أبو جهل بن هشام: ألا تعجبون مما يقول محمد، ايزعم أنه أتى البارحة بيت المقدس، ثم أصبح فينا وأحدنا يضرب مطيته مصعدة شهرا ومنقلبة شهرا، فهذا مسيرة شهرين في ليلة واحدة. قال فأخبرهم بعير

لقریش لما کان فی مصعدی رأیتها فی مکان کذا وکذا وأنها نفرت فلما رجعت رأیتها عند العقبۃ وأخبرهم بکل رجل وبعیرہ کذا وکذا ومتاعه کذا وکذا، فقال أبو جهل یخبرنا بأشیاء، فقال رجل من المشرکین: أنا أعلم الناس بیت المقدس وکیف بناؤہ وکیف هیأته وکیف قربه من الجبل، فإن یکون محمد صادقا فسأخبرکم، وإن یکن کاذبا فسأخبرکم، فجاءہ ذلك المشرك فقال: یا محمد! أنا أعلم الناس ببیت المقدس فأخبرنی کیف بناؤہ وکیف هیأته وکیف قربه من الجبل؟ قال: فرفع لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بیت المقدس من مقعدہ فنظر إلیه کنظر أحدنا إلی بیته: بناؤہ کذا وکذا، وهیأته کذا وکذا، وقربه من الجبل کذا وکذا، فقال الآخر: صدقت. فرجع إلی الصحابة فقال: صدق محمد فیما قال)) ترجمہ: صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو ان عجائبات کی خبر دی کہ میں گزشتہ رات بیت المقدس گیا اور مجھے آسمان کی معرج کرائی گئی، اور میں نے فلاں فلاں چیز دیکھی، ابو جہل بن ہشام نے کہا: کیا تم کو محمد کی باتوں پر تعجب نہیں ہوتا؟ ان کا دعوی ہے کہ یہ گزشتہ رات بیت المقدس گئے اور صبح کو یہاں ہمارے ساتھ ہیں، حالانکہ ہم میں سے ایک شخص ایک ماہ مسافت طے کر کے بیت المقدس پہنچتا ہے اور پھر ایک ماہ کی مسافت طے کر کے واپس پہنچتا ہے تو یہ آنا اور جانا دو ماہ میں طے ہوتا ہے، اور یہ ایک رات میں جا کر واپس آ گئے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قریش کے قافلہ کی خبر دی، اور فرمایا: میں نے جاتے وقت اس قافلہ کو فلاں فلاں جگہ دیکھا ہے، اور جب میں واپس لوٹا تو میں نے اس قافلہ کو فلاں گھاٹی کے پاس دیکھا، پھر آپ نے قافلہ میں جانے والے ہر شخص اور اس کے اونٹ

کی خبر دی کہ وہ اونٹ اس اس طرح کا تھا اور اس پر فلاں فلاں سامان لدا ہوا تھا، ابوجہل نے کہا: انہوں نے ہمیں کئی چیزوں کی خبر دی ہے، پھر مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا مجھے بیت المقدس کی عمارت اور اس کی ہیئت اور اس کی کیفیت کا سب سے زیادہ علم ہے، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اس کا ابھی پتا چل جائے گا، پھر اس مشرک نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بیت المقدس کا سب سے زیادہ علم ہے آپ مجھے اس کی عمارت، ہیئت اور پہاڑ سے اس کے قرب کے متعلق بتایئے؟ تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا، پھر جس طرح ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دیکھ کر بیت المقدس کے متعلق بیان فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اس طرح اس کی عمارت ہے اور اس کی اس اس طرح کی ہیئت ہے، اور وہ پہاڑ کے اس اس طرح قریب ہے، اس نے کہا آپ نے سچ کہا، پھر وہ اپنے اصحاب کے پاس گیا اور کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

(دلائل النبوۃ، ج 2، ص 395، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام بیہقی مزید ایک روایت نقل کرتے ہیں ((عن إسماعيل بن عبد الرحمن القرشي، قال لما أسري برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وأخبر قومه بالرفقة والعلامة في العير، قالوا فمتى يجيء، قال: يوم الأربعاء فلما كان ذلك اليوم أشرفت قريش ينظرون وقد ولى النهار ولم يجيء فدعا النبي صلی اللہ علیہ وسلم فزيد له في النهار ساعة، وحبست عليه الشمس، فلم ترد الشمس على أحد إلا على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يومئذ وعلى يوشع بن نون حين قاتل الجبارين يوم الجمعة فلما أدبرت الشمس خاف أن تغيب قبل أن يفرغ منهم ويدخل السبت فلا يحل له قتالهم فيه فدعا الله فرد عليه الشمس

حتیٰ فرغ من قتالھم)) ترجمہ: اسماعیل بن عبدالرحمٰن قرشی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو قافلہ کی علامتوں کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یہ قافلہ کب آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قافلہ بدھ کو آئے گا، پھر بدھ کے دن قریش صبح سے قافلے کے انتظار میں بیٹھے رہے حتیٰ کہ دن غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو دن بڑھا دیا گیا، اور سورج کو روک دیا گیا، اور سورج کو صرف اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روکا گیا تھا اور حضرت یوشع بن نون کے لئے جب جمعہ کے دن انہوں نے جبارین سے جہاد کیا تھا اور ان کے فارغ ہونے سے پہلے سورج غروب ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی کہ سورج کو موخر کر دیا جائے کیونکہ ہفتہ کے دن ان کے لئے جنگ کرنا جائز نہ تھا، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کو موخر کر دیا حتیٰ کہ وہ جنگ سے فارغ ہو گئے۔

(دلائل النبوۃ، ج2، ص404، دارالکتب العلمیہ بیروت)

تفسیر ابن کثیر میں ہے، کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ معراج کی صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معراج کا واقعہ سنایا ((قَالَ: وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى قُرَيْشٍ فَأُخْبِرُهُمْ بِمَا رَأَيْتُ. "فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي أُذَكِّرُكَ اللَّهَ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا يُكَذِّبُونَكَ وَيُنْكِرُونَ مَقَالَتَكَ، فَأَخَافُ أَنْ يَسْطُوا بِكَ. قَالَتْ: فَضَرَبَ ثَوْبَهُ مِنْ يَدِي، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْهِمْ فَأَتَاهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَأَخْبَرَهُمْ مَا أَخْبَرَنِي، فَقَامَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَوْ كُنْتَ شَابًّا كَمَا كُنْتَ، مَا تَكَلَّمْتَ بِمَا تَكَلَّمْتَ بِهِ وَأَنْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لَنَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَاللَّهِ قَدْ وَجَدْتُهُمْ أَضَلُّوا بَعِيرًا لَهُمْ فَهُمْ فِي طَلَبِهِ. قَالَ: فَهَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لِبَنِي فُلَانٍ؟

قَالَ: نَعَمْ، وَجَدْتُهُمْ فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، وَقَدِ انْكَسَرَتْ لَهُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ، وَعِنْدَهُمْ قَصْعَةٌ مِنْ مَاءٍ، فَشَرِبْتُ مَا فِيهَا. "قَالُوا: فَأَخْبِرْنَا عِدَّتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ (قَالَ" : قَدْ كُنْتُ عَنْ عِدَّتِهَا مَشْغُولًا. "فَنَامَ فَأُوتِيَ بِالْإِبِلِ فَعَدَّهَا وَعَلِمَ مَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ) ثُمَّ أَتَى قُرَيْشًا فَقَالَ لَهُمْ" : سَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَسَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَهِيَ مُصَبِّحَتُكُمْ مِنَ الْغَدَاةِ عَلَى الثَّنِيَّةِ. "قَالَ: فَقَعَدُوا عَلَى الثَّنِيَّةِ يَنْظُرُونَ أَصَدَقَهُمْ مَا قَالَ؟ فَاسْتَقْبَلُوا الْإِبِلَ فَسَأَلُوهُمْ: هَلْ ضَلَّ لَكُمْ بَعِيرٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَسَأَلُوا الْآخَرَ: هَلْ انْكَسَرَتْ لَكُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالُوا: فَهَلْ كَانَ عِنْدَكُمْ قَصْعَةٌ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَاللَّهِ وَضَعْتُهَا فَمَا شَرِبَهَا أَحَدٌ وَلَا أَهْرَاقُوهُ فِي الْأَرْضِ. فَصَدَّقَهُ أَبُو بَكْرٍ (رضی اللہ عنہ) وَآمَنَ بِهِ فَسُمِّيَ يَوْمَئِذٍ الصِّدِّيقَ)) ترجمہ: اور فرمایا: میرا ارادہ یہ ہے کہ میں قریش کو بتلاؤں کہ میں نے اس رات کیا کیا دیکھا ہے؟ میں نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا: اگر آپ اپنی قوم کے پاس گئے تو وہ آپ کا انکار کریں گے اور آپ کی تکذیب کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دامن چھڑا کر اپنی قوم کے پاس تشریف لے گئے اس حال میں کہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان کے پاس جا کر ان کو وہ بتایا جو مجھے بتایا تھا، جبیر بن مطعم نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر واقعی تم اس رات وہاں گئے ہوتے تو اس وقت ہمارے پاس نہ ہوتے، ایک شخص نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے فلاں فلاں جگہ ہمارے اونٹوں کو دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں بخدا میں نے دیکھا کہ ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کو ڈھونڈ رہے تھے، اس شخص نے کہا کہ کیا آپ بنو فلاں

کے اونٹوں کے پاس سے گزرے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے ان کو فلاں فلاں جگہ دیکھا، ان کی سرخ رنگ کی اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ان کے پاس پیالے میں پانی تھا جس کو میں نے پی لیا، اس نے کہا: اچھا بتائیے ان کی اونٹنیاں کتنی تھیں؟ اور ان کے چرواہے کون کون تھے؟ آپ نے فرمایا میں اس وقت ان کی گنتی کی طرف توجہ نہیں کی تھی تو اسی وقت وہ اونٹ اور ان کے چرواہے میرے پاس حاضر کر دیے گئے آپ نے اونٹوں کو گن لیا اور ان کے چرواہوں کو جان لیا، پھر آپ نے قریش سے فرمایا: تم نے مجھ سے بنو فلاں کے اونٹوں کی تعداد اور ان کے چرواہوں کے متعلق پوچھا تھا، سنو! ان اونٹوں کی تعداد اتنی ہے اور ان کے فلاں فلاں چرواہے ہیں اور ان میں ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابو بکر) کے بھی چرواہے ہیں، اور صبح یہ اونٹ وادی ثنیہ میں پہنچ جائیں گے، وہ لوگ صبح وادی ثنیہ دیکھنے کے لیے پہنچ گئے کہ آیا آپ نے سچ فرمایا ہے یا نہیں؟ سو وہ اونٹ آ گئے، ان لوگوں نے پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر دوسرے سے پوچھا: کیا تمہاری سرخ اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر انہوں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس پیالہ تھا؟ حضرت ابو بکر نے کہا: بخدا میں نے وہ پیالہ رکھا تھا، اس سے کسی نے پانی پیا تھا نہ اس پانی کو کسی نے زمین پر گرایا تھا (اور وہ پانی ختم ہو گیا تھا) حضرت ابو بکر نے کہا میں تصدیق کرتا ہوں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، پھر اسی دن سے حضرت ابو بکر کا لقب صدیق ہو گیا۔

(تفسیر ابن کثیر، ج5، ص42، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

افعالِ معراج کی حکمتیں

چھت شق کرکے آنے کی حکمتیں

اس میں درج ذیل حکمتیں ہیں:

(1) قِيلَ الْحِكْمَةُ فِي نُزُولِهِ عَلَيْهِ مِنَ السَّقْفِ الْإِشَارَةُ إِلَى الْمُبَالَغَةِ فِي مُفَاجَأَتِهِ بِذَلِكَ۔ ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جبریل امین کے چھت چیر کر آنے میں یہ حکمت تھی کہ اس میں معراج کے اچانک ہونے کی طرف اشارہ تھا۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دار المعرفہ، بیروت)

(2) وَالتَّنْبِيهُ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَنْ يَعْرُجَ بِهِ إِلَى جِهَةِ الْعُلُوِّ۔ چھت چیر کر آنے میں اس بات پر تنبیہ تھی کہ معراج سے مراد یہ ہے کہ اوپر کی طرف سفر فرمانا ہے۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص204، دار المعرفہ، بیروت)

(3) وَيَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْحِكْمَةُ فِي انْفِرَاجِ سَقْفِ بَيْتِهِ الْإِشَارَةَ إِلَى مَا سَيَقَعُ مِنْ شَقِّ صَدْرِهِ۔ ترجمہ: یہ بھی احتمال ہے کہ گھر کی چھت شق کرنے میں یہ اشارہ ہو کہ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے شق ہونے کا وقوع ہوگا۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج7، ص205، دار المعرفہ، بیروت)

ام ہانی کے گھر سے معراج کی ابتداء میں حکمتیں

(1) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گھر مبارک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل سکونت کی وجہ سے فضیلت سے مشرف تھا، ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے سفرِ معراج شروع ہونے میں ممکن ہے یہ حکمت ہو کہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو شرف وفضیلت مل جائے کہ جب جب معراج کا تذکرہ ہو تو ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا بھی تذکرہ ہو۔

(2) اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہوتے تو

فرشتے نہ بغیر اجازت داخل ہو سکتے تھے اور باہر سے آواز دے سکتے تھے کیونکہ یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

(پ22، سورۃ الاحزاب، آیت53)

قرآن مجید میں ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے وقوف ہیں۔

(پ26، سورۃ الحجرات، آیت4)

یاد رہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے بھی رسول ہیں کیونکہ آپ تمام مخلوقات کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً)) ترجمہ: میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، ج1، ص371، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

دل مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر دھونے کی حکمتیں

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے ''خَصَّ الطَّسْتُ لِکَوْنِہٖ اَشْھَرَ آلَاتِ الْغُسْلِ عُرْفًا وَالذَّھَبُ لِکَوْنِہٖ اَعْلٰی اَنْوَاعِ الْاَوَانِی الْحِسِّیَّۃِ وَاَصْفَاھَا وَلِاَنَّ فِیْہِ خَوَاصَّ لَیْسَتْ لِغَیْرِہٖ وَیَظْھَرُ لَھَا ھُنَا مُنَاسَبَاتٌ مِنْھَا اَنَّہٗ مِنْ اَوَانِی الْجَنَّۃِ۔ وَمِنْھَا اَنَّہٗ لَا تَاْکُلُہُ النَّارُ وَلَا التُّرَابُ وَلَا یَلْحَقُہُ الصَّدَاُ۔ وَمِنْھَا اَنَّہٗ اَثْقَلُ الْجَوَاھِرِ فَنَاسَبَ ثِقَلَ الْوَحْیِ وَقَالَ السُّھَیْلِیُّ وَغَیْرُہٗ اِنْ نُظِرَ اِلٰی لَفْظِ الذَّھَبِ نَاسَبَ مِنْ جِھَۃِ اِذْھَابِ الرِّجْسِ عَنْہُ وَلِکَوْنِہٖ وَقَعَ عِنْدَ الذَّھَابِ اِلٰی رَبِّہٖ وَاِنْ نُظِرَ اِلٰی مَعْنَاہُ فَلِوَضَاءَتِہٖ وَنَقَائِہٖ وَصَفَائِہٖ وَلِثِقَلِہٖ وَرَسُوْبَتِہٖ وَالْوَحْیُ ثَقِیْلٌ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا﴾ ﴿وَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ

فاولئک ھم المفلحون﴾ وَلِأَنَّهُ أَعَزُّ الْأَشْيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَالْقَوْلُ هُوَ الْكِتَابُ الْعَزِيزُ وَلَعَلَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ يَحْرُمَ اسْتِعْمَالُ الذَّهَبِ فِي هَذِهِ الشَّرِيعَةِ وَلَا يَكْفِي أَنْ يُقَالَ إِنَّ الْمُسْتَعْمِلَ لَهُ كَانَ مِمَّنْ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ ذَلِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ قَدْ حَرُمَ عَلَيْهِ اسْتِعْمَالُهُ لَنُزِّهَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهُ غَيْرُهُ فِي أَمْرٍ يَتَعَلَّقُ بِبَدَنِهِ الْمُكَرَّمِ وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ تَحْرِيمَ اسْتِعْمَالِهِ مَخْصُوصٌ بِأَحْوَالِ الدُّنْيَا وَمَا وَقَعَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ كَانَ الْغَالِبُ أَنَّهُ مِنْ أَحْوَالِ الْغَيْبِ فَيَلْحَقُ بِأَحْكَامِ الْآخِرَةِ '' ترجمہ: ترجمہ: یہاں طشت کے ساتھ اس وجہ سے خاص کیا گیا کہ عرفاً یہ غسل کے تمام برتنوں سے زیادہ مشہور ہے، سونے کے ساتھ خاص کیا گیا اس کی چند وجہیں ہیں: سونے کا برتن حسی برتنوں کی تمام اقسام سے اعلی اور صاف ہے ۔اس میں جو خصوصیت ہے وہ اس کے غیر میں نہیں ہے۔ یہاں پر سونے کے برتن کو استعمال کرنے میں چند مناسبتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ جنتی برتن ہے ۔ایک وجہ یہ ہے کہ اسے نہ تو آگ کھا سکتی ہے اور نہ ہی مٹی، اور نہ ہی اسے زنگ لگے ،ایک وجہ یہ ہے کہ یہ تمام زیورات میں ثقیل ہے جس سے وحی کے ثقیل ہونے کی طرف اشارہ ہے، سہیلی وغیرہ نے کہا ہے: اگر لفظِ ذہب کی طرف نظر کی جائے تو اس کی ذہاب رجس (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گندگی کے دور ہونے) کے ساتھ مناسبت ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ اس کا وقوع ذہاب الی اللہ (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کی طرف جانے کے) وقت واقع ہوا، اور اگر اس کے معنی کی طرف نظر کی جائے تو اس کے پاک، صاف، بھاری اور خالص ہونے کی طرف اشارہ ہے، وحی ثقیل ہے اللہ فرماتا ہے'' بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے'' اور فرماتا ہے'' تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی مراد کو پہنچے '' ایک وجہ یہ ہے کہ سونا دنیا میں

ایک عزت والی چیز ہے، اور قول ہے کہ یہ کتاب عزت والی ہے، شاید یہ اس شریعت میں حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، اور یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ اس کو استعمال کرنے والے وہ تھے جن پر ان کا استعمال حرام نہ تھا یعنی ملائکہ کیونکہ اس وقت اگر اس کا استعمال حرام ہوتا تو اس کے استعمال سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا جاتا کہ اس کے استعمال کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور سے تھا، ممکن ہے کہ یہ جواب دیا جائے کہ سونے کے استعمال کا حرام ہونا دنیاوی احوال کے ساتھ خاص ہے اور اس رات واقع ہونے والے امور کا تعلق غیب سے ہے لہذا وہ اخروی احوال سے ملحق ہوگیا۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج 7، ص 205، دار المعرفہ، بیروت)

شق صدر کی حکمتیں

عمدۃ القاری میں ہے "اَلْحِکْمَۃُ فِی الْأَوَّلِ وَھُوَ فِی حَالِ الطفولیۃ لینشأ علٰی أَکْمَلِ الْأَحْوَالِ مِنَ الْعِصْمَۃِ مِنَ الشَّیْطَانِ، وَلِھٰذَا قَالَ فِی حَدِیثِ أَنَسٍ عِنْدَ مُسْلِمٍ: ھٰذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْکَ وَذٰلِکَ الْعَلَقَۃُ الَّتِی أخرجھا وَفِی الثَّانِی: أَعْنِی: عِنْدَ الْبَعْثِ لیتلقی مَا یُوحٰی إِلَیْہِ بقلب قوی فِی أکمل الْأَحْوَالِ. وَفِی الثَّالِثِ: أَعْنِی: عِنْدَ العروج إِلَی السَّمَاءِ لیتاھب للمناجاۃ"

ترجمہ: (تین مرتبہ شق صدر ہوا) پہلی مرتبہ جو کہ بچپن میں ہوا تھا اس میں حکمت یہ ہے کہ شیطان سے بچتے ہوئے اکمل احوال پر آپ کی پرورش ہو، اسی وجہ سے صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس لوتھڑے کے بارے میں جسے نکالا تھا کہا: یہ شیطان کا حصہ تھا۔ دوسری مرتبہ یعنی بعثت کے وقت شق صدر کی وجہ یہ ہے کہ جو وحی کی جائے وہ اکمل الاحوال میں قلب قوی کی طرف کی جائے۔ اور تیسری مرتبہ یعنی آسمان کی طرف معراج کے وقت شق صدر اس وجہ سے کیا گیا تاکہ یہ مناجات کے لیے تیار

ہو جائے۔
(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 23، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

براق پر سوار ہونے کی حکمتیں

اس کی متعدد حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں:

(1) إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ تَأْنِيساً لَهُ بِالْعَادَةِ فِي مَقَام خرق الْعَادَة۔

ترجمہ: براق پر سواری کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خرق عادت کے مقام میں عادت والی چیز سے انسیت پہنچائی جائے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) وَأَيْضاً أَنَّ الْمَلِكَ إِذَا طَلَبَ مَنْ يُحِبُّهُ يَبْعَثُ إِلَيْهِ مركوباً۔

ترجمہ: اس میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ بادشاہ جب اپنے کسی محبوب کو بلاتا ہے تو اس کی طرف سواری بھیجتا ہے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(3) أَنَّ طَيَّ الْأَرْضِ يَشْتَرِكُ فِيهِ الْأَوْلِيَاءُ بِخِلَافِ المركوب الَّذِي يَقْطَعُ الْمُسَافَةَ الْبَعِيدَةَ براكبه أَسْرَع من طرفة الْعين، فَإِنَّهُ مَخْصُوص بالأنبياء، عَلَيْهِمُ السَّلَام۔ ترجمہ: زمین کے لپٹ جانے میں انبیاء اور اولیاء مشترک ہیں، برخلاف کسی سواری پر سوار ہو کر مسافتِ بعیدہ طے کرنا پلک جھپکنے سے تیز یہ چیز انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

براق کا رنگ سفید ہونے کی حکمتیں

(1) كَونه أَبيض بِاعْتِبَار أَنه أصل الألوان۔ ترجمہ: براق کا سفید ہونے میں حکمت یہ ہے کہ یہی تمام رنگوں کی اصل ہے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) أو باعتبار أنه، صلی اللہ علیہ وسلم، کان یحب البیاض۔ ترجمہ: یا اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کو پسند فرماتے تھے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

براق کیوں مچلا

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو براق شوخی سے مچلا تھا، اس مچلنے کی علماء نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن میں کچھ درج ذیل ہیں:

(1) فقال ابن بطال: بعد عهده بالأنبياء وطول الفترة بين عيسى ومحمد، عليهما الصلاة والسلام۔ ترجمہ: ابن بطال نے کہا کہ انبیاء کے زمانے کے طویل ہونے اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہما السلام کے درمیان زمانہ فترت طویل ہونے کی وجہ سے (براق سواری کا عادی نہ رہا تھا، اسی لیے مچلنے لگا)۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 24، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(2) وقال ابن التين: إنما استصعب البراق تيهاً وزهواً بركوب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وأراد جبريل استنطاقه، فلذلك خجل وارفض عرقاً من ذلك، وقريب من ذلك رجفة الجبل به حتى قال له: اثبت، فإنما عليك نبي وصديق وشهيد، فإنها هزة الطرب لا هزة الغضب۔ ترجمہ: ابن تین نے کہا کہ براق کا مچلنا خوشی کی وجہ سے تھا کہ آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو رہے تھے، اور جبریل علیہ السلام نے اسے قابو میں رہنے کا کہا، لہٰذا وہ شرمندہ ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا، اس کے قریب قریب وہ واقعہ ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر سوار ہوئے تو احد حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ سے فرمایا: ٹھہر جا، کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں، تو اس کا مچلنا خوشی سے تھا نہ کہ غصے سے۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص25، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(3) وَسمع العَبدُ الضَّعِيفُ من مشايخه الثقاة أنه إِنَّمَا شمس بِهِ ليعدِه الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم، بالركوب عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَة، فَلَمَّا وعده بذلك قرو ذَلِك، لِأَنَّهُ جاءَ فِي التَّفسِيرِ فِي قَوْله تَعَالَى: ﴿ ولسوف يعطيك رَبك فترضى﴾، أَن الله أعد لَهُ فِي الْجنَّة أَرْبَعِينَ ألف براق ترتع فِي مروج الْجنَّة۔ ترجمہ: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عبدِ ضعیف نے اپنے بعض ثقہ مشائخ سے سنا ہے کہ براق کا مچلنا اس وجہ سے تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس پر سوار ہونے کا وعدہ فرمالیں، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وعدہ فرمالیا تو اسے قرار مل گیا کیونکہ ﴿ولسوف يعطيك ربك فترضى﴾ کی تفسیر میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جنت میں چالیس ہزار براق تیار کر رکھے ہیں جو جنت کے چراگاہوں میں چر رہے ہیں۔

(عمدۃ القاری، باب [illegible] 1، ص25، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مخصوص انبیاء علیہم السلام ہی سے آسمانوں پر ملاقات کی وجہ

عمدۃ القاری میں ہے "فَإِن قلت: مَا الْحِكْمَة فِي الِاقْتِصَار على هَؤُلَاءِ الْأَنْبِيَاء الْمَذْكُورين فِيهِ دون غيرهم مِنْهُم؟ قلت: لِلْإِشَارَة إِلَى مَا سيقع لَهُ صلی اللہ علیہ وسلم، مَعَ قومه مَعَ نَظِير مَا وَقع لكل مِنْهُم، فَفِي آدم مَا وَقع لَهُ من الْخُرُوج من الْجنَّة، فَكَذَلِك فِي النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، وَقع لَهُ من الْخُرُوج من مَكَّة. وَفِي عِيسَى وَيحيى على مَا وَقع لَهُ أول الْهِجْرَة من عَدَاوَة الْيَهُود وتماديهم فِي الْبَغي عَلَيْهِ، وَفِي يُوسُف على مَا وَقع لَهُ مَعَ إخْوَته، فَكَذَلِك النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم، مَا وَقع لَهُ من قُرَيْش فِي نصبهم الْحَرْب لَهُ، وَفِي إِدْرِيس

علی رفیع منزلته عند الله فکذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وفی هارون علی أن قومه رجعوا إلی محبته بعد أن آذوه فکذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فأکثر قومه رجعوا إلیه بعد العداوة، وفی موسی علی ما وقع له من معالجة قومه فکذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم عالج قریشا وغیرهم أشد المعالجة، وفی إبراهیم، علیہ الصلوۃ والسلام فی آخر عمره من إقامة مناسک الحج وتعظیم البیت فکذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم، أقام مناسک الحج وعظم البیت وأمر بتعظیمه ''ترجمہ: آسمانوں پر جن انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی، صرف انہی پر اقتصار کیوں کیا گیا، (علامہ عینی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: صرف مذکورہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جو واقعات مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پیش آئے عنقریب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آنے والے ہیں، آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج ہوا اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکہ سے خروج واقع ہوا، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے لیے پہلی ہجرت یہودیوں کی دشمنی کی وجہ سے پیش آئی اور یہودیوں ہی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا، حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا (کہ پہلے بھائیوں نے ستایا اور بعد میں آپ علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف کر دیا)، ایسے ہی قریش کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملات پیش آئے (کہ پہلے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا اور ان کے ساتھ جنگیں کیں، بالآخر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہوا تو انہیں معاف کر دیا)، ادریس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک رفیع المنزلت ہیں (بلندی پر پہنچنے والے ہیں) ایسے ہی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفیع المنزلت ہیں (بلندیوں پر پہنچنے والے ہیں)، ہارون علیہ السلام کی قوم ان کو تکلیفیں

پہنچانے کے بعد ان کی محبت کی طرف لوٹ آئی، ایسے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم عداوت کے بعد محبت کی طرف لوٹ آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قوم کی مناقشت پیش آئی، ایسے ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش وغیرھم سے شدید لڑائی کی ،حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آخری عمر میں اقامت مناسکِ حج اور تعظیم بیت کا حکم دیا گیا، اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر مبارک کے آخری حصے میں مناسکِ حج کو قائم فرمایا، بیت اللہ کی تعظیم کی اور اس کی تعظیم کا حکم دیا۔

(عمدۃ القاری، باب المعراج، ج 17، ص 27، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

انبیاء علیہم السلام کے مخصوص آسمانوں پر دیکھنے کی وجوہات

فتح الباری میں ہے ''اَلْحِکْمَۃُ فِی کَوْنِ آدَمَ فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا لِأَنَّہٗ أَوَّلُ الْأَنْبِیَاءِ وَأَوَّلُ الْآبَاءِ وَھُوَ أَصْلٌ فَکَانَ أَوَّلًا فِی الْأُولَی وَلِأَجْلِ تَأْنِیسِ النُّبُوَّۃِ بِالْأُبُوَّۃِ وَعِیسَی فِی الثَّانِیَۃِ لِأَنَّہٗ أَقْرَبُ الْأَنْبِیَاءِ عَھْدًا مِنْ مُحَمَّدٍ وَیَلِیہِ یُوسُفُ لِأَنَّ أُمَّۃَ مُحَمَّدٍ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَلَی صُورَتِہٖ وَإِدْرِیسُ فِی الرَّابِعَۃِ لِقَوْلِہٖ وَرَفَعْنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا وَالرَّابِعَۃُ مِنَ السَّبْعِ وَسَطٌ مُعْتَدِلٌ وَھَارُوْنُ لِقُرْبِہٖ مِنْ أَخِیہِ مُوسَی وَمُوسَی أَرْفَعُ مِنْہُ لِفَضْلِ کَلَامِ اللّٰہِ وَإِبْرَاھِیمُ لِأَنَّہٗ الْأَبُ الْآخِرُ فَنَاسَبَ أَنْ یَتَجَدَّدَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بلقیہ أنس لتوجھہ بعدہ إِلَی عَالَمٍ آخَرَ وَأَیْضًا فَمَنْزِلَۃُ الْخَلِیلِ تَقْتَضِی أَنْ تَکُونَ أَرْفَعَ الْمَنَازِلِ وَمَنْزِلَۃُ الْحَبِیبِ أَرْفَعُ مِنْ مَنْزِلَتِہٖ فَلِذَلِکَ ارْتَفَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ مَنْزِلَۃِ إِبْرَاھِیمَ إِلَی قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ أَدْنَی'' ترجمہ: ترجمہ: آدم علیہ السلام کے پہلے آسمان میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ انبیاء میں سب سے پہلے ہیں آباء میں سب سے پہلے ہیں اور وہی اصل ہیں تو وہ پہلے آسمان میں ہوں یہ اولیٰ ہے اور نبوۃ اور ابوۃ کے جمع ہونے کی وجہ سے بھی، اور

عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے آسمان میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانے میں قریب ہیں۔ اور ان کے ساتھ والے (تیسرے) آسمان پر یوسف علیہ السلام تھے کیونکہ امتِ محمدیہ ان کی صورت پر جنت میں داخل ہوگی۔ اور ادریس علیہ السلام کے چوتھے آسمان میں ہونے کی وجہ اللہ کا یہ قول مبارک ہے کہ "ہم نے انہیں بلند مکان کی طرف رفعت بخشی" اور سات آسمانوں میں چوتھا آسمان معتدل درمیانہ ہے، اور پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام تھے کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام کا قرب حاصل تھا، اور موسیٰ علیہ السلام ان سے بلند جگہ (چھٹے آسمان) پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کلام سے فضیلت بخشی، ابراہیم علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی کہ وہ آخری اب (والد) ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انسانوں سے ملاقات کا متجدد ہونا اس وجہ سے تھا کہ اس کے بعد آپ کی توجہ ایک دوسرے عالم کی طرف ہونے والی تھی۔ اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خلیل کا مرتبہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ سب سے اوپر والی منزل پر ہو جبکہ حبیب کا مرتبہ اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ خلیل کے مرتبہ سے بھی بڑھ کر ہو، اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے مرتبے سے بڑھ کر قاب قوسین او ادنیٰ تک بلند ہوئے۔ (فتح الباری، باب المعراج، ج 7، ص 211، دار المعرفہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کے رونے کی وجہ:

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان میں موجود موسیٰ علیہ السلام سے آگے جانے لگے تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وَكَانَ بكاؤه حزنا على قومه وقصور عددهم وعلى فَوَاتِ الفضل الْعَظِيم مِنهُم، وَيُقَال: لم يكن بكاء مُوسَى حسداً، معَاذ الله! فَإِن الْحَسَد فِي ذَلِك الْعَالم منزوع عَن آحَاد الْمُؤمنِينَ، فَكيف بِمن

اصطفاه الله؟ بل كَانَ آسفاً على مَا فَاتَهُ من الْأَجر الَّذِي يَتَرَتَّب عَلَيْهِ رفع الـدرجة ''ترجمہ: ان کا رونا اپنی قوم پر اور اپنی قوم کی تعداد کم ہونے پر غم کی وجہ سے تھا اور امت کی وجہ سے ملنے والے فضل عظیم کے فوت ہونے کی وجہ سے تھا، موسیٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ حسد کی وجہ سے نہ تھا کہ حسد اس عالم میں عام مومنین سے بھی نہیں ہو سکتا، تو اس ہستی سے کیسے متصور ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہو، بلکہ اس اجر کے فوت ہونے پر افسوس کی وجہ سے تھا جس اجر پر رفع درجات مترتب ہوتا ہے۔ (عمدة القاری، باب المعراج، ج17، ص27، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

''لڑکا'' کہنے کی وجوہات:

موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا ''میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے'' موسیٰ علیہ السلام کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکا کہنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں ''لَيْسَ لِلتحقير وَالاستصغار بِهِ، بل إِنَّمَا هُوَ لتعظيم منَّة الله على رَسُول الله، صلى الله عليه وسلم، من غير طول الْعُمر، وَيُقَال: بل قَالَ ذَلِك على سَبِيل التنويه بقدرة الله وعظيم كرمه إِذا أعْطى لمن كَانَ فِي ذَلِك السن مَا لم يُعْطه أحدا قبله مِمَّن هُوَ أسن مِنْهُ'' ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑکا کہنا معاذ اللہ تحقیر کے طور پر نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لمبی عمر نہ ہونے کے باوجود احسان تھا اس کی تعظیم کے طور پر ایسا کہا تھا اور کہا گیا: موسیٰ علیہ السلام کا کہنا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے عظیم کرم کے بیان کرنے کے طور پر تھا کہ اس نے اس عمر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرمایا تھا جو اس سے پہلے ان سے بڑی عمر والوں کو بھی عطا نہ فرمایا تھا۔

(عمدة القاری، باب المعراج، ج17، ص27، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

گناھوں کی سزائیں

معراج کی رات نبی پاک صاحبِ لولاک سیاح افلاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بعض گناہوں کی سزاؤں کی بھی ملاحظہ فرمایا، گناہ گاروں کو عذاب میں مبتلا دیکھا، ان میں کچھ روایات درج ذیل ہیں:

سود خور کی سزا

سود خور کے پیٹ کمروں (کوٹھوں) کی مانند دیکھے جن میں سانپ اور بچھو تھے، نیز سود خوروں کو خون کے دریا میں پتھروں سے عذاب ہوتے دیکھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا)) ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کوٹھوں (کمروں) کی مانند تھے اور ان میں سانپ تھے جو کہ باہر سے دکھائی دیتے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ سود خور ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی الربا، ج2، ص763 دار احیاء الکتب العربیہ، حلب)

تفسیر ابن کثیر میں ہے ((فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ-حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ- وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ، (مَا يَسْبَحُ) ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ الْحِجَارَةَ عِنْدَهُ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا "وَذَكَرَ فِي تَفْسِيرِهِ: أَنَّهُ آكِلُ الرِّبَا)) ترجمہ: ہم چلتے چلتے خون کی مثل ایک سرخ نہر پر پہنچے، اس میں

ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک شخص کھڑا تھا، جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ نہر میں موجود شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا تو باہر کھڑا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر مارتا اور اسے اس کی جگہ واپس پہنچا دیتا۔ اس کی تفسیر میں فرمایا: یہ سود خور ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج1، ص709، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

تارکِ نماز کی سزا

بے نمازی کو دیکھا کہ اس کا سر کچلا جاتا، پھر ٹھیک ہو جاتا، پھر کچلا جاتا، پھر ٹھیک ہو جاتا، اس طرح ان کو عذاب ہو رہا تھا۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((وکشف له عن حال من ترك الصلاة المفروضة في دار الجزاء فاتي على قوم ترضخ رؤسهم كلما رضخت عادت كما كانت فقال (يا جبريل من هؤلاء) قال هؤلاء الذين تتثاقل رؤسهم عن الصلاة المكتوبة اى المفروضة عليهم))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا حال جو دار الجزاء میں نماز ترک کرتا تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو کچلا جا رہا تھا، جب سر کچل دیا جاتا تو وہ پھر پہلے کی طرح درست ہو جاتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز کے وقت بھاری ہو جاتے تھے۔ (تفسیر روح البیان، ج5، ص109، دار الفکر، بیروت)

تارکِ زکوٰۃ کی سزا

زکوٰۃ نہ دینے والے جہنم کے کانٹے دار درخت کھا رہے تھے، جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((وکشف له عن حال من يترك الزكاة الواجبة عليه فاتي على قوم على إقبالهم رقاع وعلى ادبارهم رقاع يسرحون كما تسرح الإبل والغنم ويأكلون الضريع وهو اليابس من

الشوک والزقوم ثمر شجر مر له زفرة قيل انه لا يعرف شجره في الدنيا وانما هو شجر في النار وهي المذكورة في قوله تعالى إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ويأكلون رضف جهنم اى حجارتها المحماة التي تكون بها فقال (من هؤلاء يا جبريل) قال هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم المفروضة عليهم)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا حال جو اپنے مال سے فرض زکوۃ نہیں نکالتا تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے آگے اور پیچھے کپڑوں کی دھجیاں تھیں، وہ اونٹوں اور بکریوں کی طرح چیخ رہے تھے، جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کو کھا رہے تھے (زقوم جہنم کا ایک کانٹے دار درخت ہے کہا گیا ہے کہ اس کی مثل دنیا میں کوئی درخت نہیں ہے) یہ جہنم میں ایک درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں مذکور ہے "وہ ایک درخت ہے جو کہ جہنم کی تہہ میں اُگا ہے"، اور وہ لوگ جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں سے فرض کی ہوئی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دار الفکر بیروت)

بے عمل خطباء کی سزا

بے عمل واعظین کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے ((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ شِفَاهُهُمْ تُقْرَضُ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ "قَالُوا: خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا مِمَّنْ كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُونَ؟))

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معراج کی رات میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا: یہ اہل دنیا کے وہ خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور خود کو بھول جاتے تھے، حالانکہ وہ قرآن میں پڑھتے تھے، کیا وہ عقل نہیں رکھتے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج1، ص248، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

غیبت کی سزا

غیبت کرنے والوں کے تانبے کے ناخن تھے اور لوگ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((وکشف لہ عن حال المغتابین للناس فمر علی قوم لھم اظفار من نحاس یخمشون وجوھھم وصدورھم فقال (من ھؤلاء یا جبریل) فقال ھؤلاء الذین یأکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضھم)) ترجمہ: غیبت کرنے والوں کا حال آپ کو یوں دکھایا گیا کہ آپ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، آپ نے استفسار فرمایا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دار الفکر، بیروت)

تفسیر ابن کثیر میں ہے ((عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَمَّا عَرَجَ بِی رَبِّی، عَزَّ وَجَلَّ، مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ، يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج کروائی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے

چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، آپ نے استفسار فرمایا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی ان کی غیبت کیا کرتے) تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج5، ص9,10، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

امانت کا حق ادا نہ کرنے والے کی مثال

جو لوگ امانتوں کی حفاظت نہیں کر سکتے اور جو حقوق ان کے سپرد ہیں ان کو ادا کرنے پر قادر نہیں، مگر ان کی خواہش ہے کہ انہیں اور امانتیں سپرد کی جائیں تو ان لوگوں کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کے پاس لکڑیوں کا گٹھا ہو اسے اٹھانے پر قادر نہ ہو، پھر بھی اس میں اور لکڑیاں ڈالتا جائے، یعنی لوگوں کی امانتیں لے کر ادا نہ کرنا اپنے لیے قیامت کے دن بوجھ بڑھانے والی بات ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ((وکشف لہ عبد اللہ عن حال من یقبل الامانۃ مع عجزہ عن حفظھا بضرب مثال فاتی علی رجل جمع حزمۃ حطب عظیمۃ لا یستطیع حملھا وھو یزید علیھا فقال (ما ھذا یا جبریل) قال ھذا الرجل من أمتك یکون عندہ أمانات الناس لا یقدر علی أدائھا ویرید ان یتحمل علیھا)) ترجمہ: وہ شخص جو حفاظت سے عاجز ہونے کے باوجود لوگوں کی امانتیں لیتا ہے معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حالت ایک مثال کے ذریعے ظاہر فرمائی گئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص پر آئے جس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر لیا جس کو وہ اٹھا نہیں سکتا لیکن وہ اس میں مزید لکڑیاں ڈالتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی اُمت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور چاہتا ہے کہ مزید امانتیں

لے لے۔
(تفسیر روح البیان، ج5،ص109،دار الفکر، بیروت)

زانی کی سزا

پاکیزہ بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں پر آنے والے ایسے ہیں جیسے تازہ اور پاکیزہ گوشت چھوڑ کر گلا سڑا گوشت کھانے والے، اسی طرح حلال اور پارسا شوہروں کو چھوڑ کر بدکار لوگوں کے پاس آنے والیاں ایسی ہی ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے((وکشف له عن حال الزناة بضرب مثل فاتی علی قوم بین أیدیهم لحم نضیج فی قدور ولحم نیء ایضا فی قدور خبیث فجعلوا یأكلون من ذلك النیء الخبیث ویدعون النضیج الطیب فقال (ما هذا یا جبریل) قال هذا الرجل من أمتك یكون عنده المرأة الحلال الطیب فیأتی امرأة خبیثة فیبیت عندها حتی یصبح والمرأة تقوم من عند زوجها حلالا طیبا فتأتی رجلا خبیثا فتبیت عنده حتی تصبح)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زانیوں کا حال ایک مثال کے ذریعے یوں دکھایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے سامنے ایک طرف دیگچیوں میں پاکیزہ پکا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور دوسری طرف گلا سڑا خراب گوشت رکھا ہے، وہ لوگ اس پاکیزہ گوشت کو چھوڑ کر گلے سڑے گوشت کو کھا رہے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس اس کی اپنی حلال پارسا بیوی ہے وہ اسے چھوڑ کر بدکار عورت کے پاس آ کر صبح تک رات گزارتا ہے، اور وہ عورت ہے جو اپنے حلال پارسا شوہر کو چھوڑ کر بدکار شخص کے ہاں صبح تک رات گزارتی ہے۔
(تفسیر روح البیان، ج5،ص110،دار الفکر، بیروت)

ڈاکے ڈالنے والوں کی مثال

ڈاکوؤں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایسی (کانٹے دار) لکڑی جو بھی اس کے

پاس سے گزرے اسے پھاڑ ڈالے، اور فرمایا گیا کہ گمراہ اور بے دین قسم کے لوگ بھی ڈاکو ہیں کہ لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکا ڈالتے ہیں، ان کے عقائد خراب کرتے ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے ((وكشف له عن حال من يقطع الطريق بضرب مثال فاتي عليه السلام على خشبة لا يمر بها ثوب ولا شيء إلا خرقته فقال (ما هذه يا جبريل) قال هذا مثل أقوام من أمتك يقعدون على الطريق فيقطعونه وتلا وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وفيه اشارة الى الزناة المعنوية وقطاع الطريق عن اهل الطلب وهم الدجاجلة والائمة المضلة في صورة السادة القادة الاجلة فانهم يفسدون أرحام الاستعدادات والاعتقادات بما يلقون فيها من نطف خلاف الحق ويصرفون المقلدين عن طريق التحقيق ويقطعون عليهم خير الطريق فاولئك يحشرون مع الزناة والقطاع)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا حال جو ڈاکے ڈالتا ہے یعنی ڈاکو ہے، ایک مثال کے ذریعے دکھایا گیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی لکڑی کے پاس گزر ہوا کہ جو بھی اس کے پاس سے گزرتا ہے وہ اسے پھاڑ دیتی ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: اے جبریل یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں پر بیٹھتے ہیں اور اسے قطع کر دیتے ہیں (یعنی لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں)، پھر یہ آیت تلاوت کی: اور ہر راستہ پر اس لئے نہ بیٹھو کہ مسلمانوں کو ڈراؤ۔ اس میں زنا معنوی اور اہل طلب سے راستہ روکنے کی طرف اشارہ ہے اور یہ (طلب والوں کو لوٹنے والے) دھوکے باز اور گمراہ امام ہیں جو پاک صاف اجل ائمہ کے بھیس میں ہیں، یہ لوگوں کے اعتقادات خراب کر دیتے ہیں اور ان کے عقائد میں خلاف حق بات ڈال دیتے ہیں، مقلدین کو تحقیق کے راستے سے ہٹاتے ہیں اور بہترین راستے کو قطع

کرتے ہیں، ان لوگوں کا حشر زانیوں اور ڈاکوؤں کے ساتھ ہوگا۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دار الفکر، بیروت)

بے حیائی بول کر پچھتانے والے کی مثال

تفسیر روح البیان میں ہے ((وکشف لہ عن حال من یتکلم بالفحش بضرب مثال فأتی علی حجر یخرج منہ ثور عظیم فجعل الثور یرید ان یرجع من حیث یخرج فلا یستطیع فقال (ما ھذا یا جبریل) فقال ھذا الرجل من أمتك یتکلم الکلمۃ العظیمۃ ثم یندم علیھا أفلا یستطیع ان یردھا)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا حال کہ جو فحش گو تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ ایک سوراخ پر تشریف لائے جس سے ایک کافی بڑا بیل نکلا، پھر اس بیل نے واپس اس سوراخ میں جانے کا ارادہ کیا لیکن نہ جا سکا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے جبریل یہ کا ماجرا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جو اپنی زبان سے سخت بری بات نکالتا ہے پھر نادم ہو کر چاہتا ہے کہ اسے واپس کر لے لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دار الفکر، بیروت)

یتیموں کا مال کھانے والے کی سزا

یتیموں کا مال کھانے والوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی مانند ہیں، ان کے ہونٹوں میں پتھر گرم کر کے ڈالے جا رہے ہیں اور ان کے پیٹ کے نچلے حصے سے نکل جاتے ہیں۔ تفسیر بن کثیر میں ہے ((عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قُلْنَا: یا رسول اللہ ما رأیت لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِكَ؟ قَالَ: انطلق بی إِلَی خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ کَثِیرٍ رِجَالُہ کُلُّ رَجُلٍ لَہُ مِشْفَرانِ کَمِشْفَرَیِ الْبَعِیرِ، وَھُوَ مُوَکَّلٌ بِھِمْ رِجَالٌ یَفُکُّونَ لِحَاءَ أَحَدِھِمْ، ثُمَّ یُجَاءُ بِصَخْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَتُقْذَفُ فِی فِی أَحَدِھِمْ حَتَّی یَخْرُجَ مِنْ أَسْفَلِہِ وَلَھُمْ خُوار وصُرَاخ. قُلْتُ یَا جِبْرِیلُ، مَنْ

هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا)) ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے معراج کی رات کیا ملاحظہ فرمایا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق کی طرف آیا، وہاں کثیر آدمی تھے ان میں سے ہر آدمی کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے، ان پر چند لوگ مسلط تھے جو ان کے ہونٹوں کو کھول کر ان میں آگ سے گرم کیے پتھر ڈال رہے تھے یہاں تک کہ وہ پتھر ان کے پیٹ کے نچلے حصے سے نکل جاتے، میں نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھا جاتے تھے، یہ اپنے پیٹوں کو آگ سے بھرتے تھے اور عنقریب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر، ج2، ص222,223، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، بیروت)

جنت ودوزخ کی آواز

تفسیر روح البیان میں ہے ((وكشف له عن حال من احوال الجنة فأتى على واد فوجده طيبا باردا ريحه ريح المسك وسمع صوتا فقال (يا جبريل ما هذا) قال هذا صوت الجنة تقول يا رب ائتني ما وعدتني وكشف له عن حال من احوال النار فأتى على واد فسمع صوتا منكرا ووجد ريحا خبيثة فقال (ما هذا يا جبريل) قال صوت جهنم تقول يا رب ائتني ما وعدتني)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنت کے احوال میں سے ایک حال یوں ظاہر کیا گیا کہ آپ ایک وادی پر تشریف لائے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈی خوشبودار ہوا کو سونگھا اور ایک آواز سنی، جبریل امین سے اس کے متعلق

استفسار فرمایا: انہوں نے عرض کی: یہ جنت کی آواز تھی جو کہ رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کر رہی تھی: اے میرے رب مجھ میں وہ لا جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، پھر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر دوزخ کا حال یوں ظاہر کیا گیا کہ آپ ایک وادی پر تشریف لائے وہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مکروہ آواز سنی، جبریل امین سے اس کے متعلق استفسار فرمایا: انہوں نے عرض کی: یہ دوزخ کی آواز تھی جو کہ رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کر رہی تھی: اے میرے رب مجھ میں وہ لا جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج5، ص110، دار الفکر، بیروت)

معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقائد اہل سنت

(1) حاضر وناظر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم حدیثِ معراج میں ارشاد فرماتے ہیں ((مَرَرْتُ عَلَی مُوسَی وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم، باب من فضائل موسی علیہ السلام، ج4، ص1845، دار احیاء التراث العربی بیروت)

پھر جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے، جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي۔ إِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي۔ إِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي۔ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز (کی جماعت) کا وقت ہوا تو میں نے ان کی امامت کروائی۔

(صحیح مسلم، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال، ج1، ص156، دار احیاء التراث العربی بیروت)

پھر جب آسمانوں پر تشریف لے کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں پر بھی موجود تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ)) ترجمہ: پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا، انہوں نے عرض کیا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

(صحیح مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ج 1، ص 149، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

سنن نسائی میں ہے ((ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ)) ترجمہ: پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا تو اس میں موسیٰ علیہ السلام تھے۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر اختلاف الناقلین، ج 1، ص 221)

جب موسیٰ علیہ السلام جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں تو جو سید الانبیاء ہیں، نبی الانبیاء ہیں، امام الانبیاء ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس یہ طاقت نہ ہو، یقیناً وہ بھی جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

مدینہ سے کربلا

حضرت سلمیٰ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالی عنہ کی زوجہ) فرماتی ہیں: ((دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَعْنِي فِي الْمَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا)) ترجمہ: میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں، میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف پر گرد وغبار لگی ہوئی تھی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا حال ہے یعنی آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں ابھی ابھی

حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔

(جامع الترمذی، باب مناقب ابو محمد الحسن بن علی، ج6، ص120، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ)) ترجمہ: میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کھڑے تھے کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے اور گرد آلود تھے اور آپ کے دست اقدس میں بوتل تھی جس میں خون تھا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا چیز ہے، فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج اسے اٹھاتا رہا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے وہ دن یاد رکھا پھر لوگوں نے جان لیا کہ اسی دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے تھے۔

(مسند امام احمد ابن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، ج4، ص336، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

شہادت کے وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "الحاوی للفتاوی" میں ایک روایت نقل کرتے ہیں ((قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ثُمَّ أَتَيْتُ عُثْمَانَ لِأُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأَخِي، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم - فِي هَذِهِ الْخُوخَةِ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ حَصَرُوكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: عَطَّشُوكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَأَدْلَى لِي دَلْوًا فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوِيتُ حَتَّى إِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا، فَاخْتَرْتُ

أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُ فَقُتِلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ. انتهى. وَهٰذِهِ الْقِصَّةُ مَشْهُوْرَةٌ عَنْ عثمان مُخَرَّجَةٌ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ بِالْإِسْنَادِ أَخْرَجَهَا الحارث بن أبي أسامة فِي مُسْنَدِهِ وَغَيْرُهُ)) ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: جس وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ محصور تھے میں آپ کے پاس سلام کے لیے حاضر ہوا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمانے لگے: مرحبا اے بھائی! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گلی میں دیکھا ہے، مجھے حضور نے فرمایا: اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، پھر فرمایا: انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک ڈول لٹکا دیا، جس میں پانی تھا، میں نے پیا، یہاں تک کہ سیراب ہو گیا اور میں نے اس کی ٹھنڈک سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کی، پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کروں اور اگر چاہو تو افطار ہمارے پاس کرنا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس افطار کرنے کو اختیار کر لیا، (حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں) پھر حضرت عثمان اسی دن شہید کر دیئے گئے۔ (امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ مشہور ہے اور کتب احادیث میں سند کے ساتھ موجود ہے، اسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی، ج2، ص315، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

مجھے بیداری میں دیکھے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

(صحیح بخاری، باب من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، ج9، ص33، مطبوعہ دار طوق

النجاۃ)

اولاً تو اس حدیث پاک سے یہ پتا چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کو خواب میں تشریف لا کر دیدار کراتے ہیں، کیونکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ ہی کو دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا کہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا۔

(صحیح بخاری باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، ج 9، ص 33، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

ثانیاً یہ کہ جسے خواب میں زیارت کراتے ہیں اس کے لیے بشارت ہے کہ اسے بیداری میں بھی زیارت کرائیں گے۔

(2) حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے برسوں بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا، تمام انبیاء علیہم السلام کا مسجد اقصیٰ میں آکر امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے　　مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات　　مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ2، سورۃ البقرۃ، آیت 154)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔
(پ4سورہ آلِ عمران، آیت169)

جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو لکھ کر فرماتے ہیں "وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَى بِذَلِكَ، فَهُمْ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ، وَمَا نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفَ الشَّهَادَةِ، فَيَدْخُلُونَ فِي عُمُومِ لَفْظِ الْآيَةِ" ترجمہ: انبیاء بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں کہ وہ مرتبے میں ان سے بڑھ کر ہیں، (بلکہ) کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وصفِ نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ ہوئی ہو پس انبیاء بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔

(الحاوی للفتاوی، الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، ج2، ص180، دار الفکر، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنْ أُمَّتِهِ ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ فَكَيْفَ سَيِّدُهُمْ بَلْ رَئِيسُهُمْ. لِأَنَّهُ حَصَلَ لَهُ أَيْضًا مَرْتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيدِ السَّعَادَةِ بِأَكْلِ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ وَعَوْدِ سُمِّهَا الْمَغْمُومَةِ" ترجمہ: امت محمدی کے شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں) تو ان کے سردار بلکہ ان کے رئیس کے لیے کیا مرتبہ ہوگا کیونکہ انہیں دیگر فضیلتوں کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہوا ہے کہ ایک دفعہ زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمالیا تھا جس کا زہر آخری عمر میں لوٹ آیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعۃ، ج3، ص1020، دار الفکر، بیروت)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ((اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ، فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانے کو حرام کر دیا ہے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 524، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''لان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' ترجمہ: کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الایمان بالقدر، ج 1، ص 149، دار الفکر، بیروت)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''وصح خبر: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعۃ، ج 3، ص 1020، دار الفکر، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوی میں فرماتے ہیں ((واخرج ابو یعلی عن ابی ھریرۃ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسی ابن مریم، ثم لئن قام علی قبری، فقال یا محمد لاجیبنہ)) ترجمہ: ابو یعلی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور عیسیٰ بن مریم آئیں گے پھر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے یا محمد کہہ کر خطاب کریں گے تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔

(الحاوی للفتاوی، الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، ج 2، ص 179، دار الفکر، بیروت)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

الحاوی للفتاوی میں ہے ((وَأَخرَجَ أبو نعیم فِی دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ:لَقَدْ رَأَیْتُنِی لَیَالِیَ الْحَرَّةِ وَمَا فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِی وَمَا یَأْتِی وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ)) ترجمہ:ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے واقعۂ حرہ کی راتوں میں اپنے آپ کو دیکھا حال یہ ہوتا تھا کہ میرے سوا مسجد میں کوئی نہیں ہوتا تھا، جب بھی نماز کا وقت آتا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور سے اذان کی آواز سنتا۔ (الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

الحاوی للفتاوی ہی میں ہے ((وَأَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ فِی مُسْنَدِهِ قَالَ:أَنبَأَنَا مروان بن محمد عَنْ سعید بن عبد العزیز قَالَ:لَمَّا کَانَ أَیَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِی مَسْجِدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثًا وَلَمْ یُقَمْ، وَلَمْ یَبْرَحْ سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ الْمَسْجِدَ وَکَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ یَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَعْنَاهُ فَهَذِهِ الْأَخْبَارُ دَالَّةٌ عَلَى حَیَاةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَائِرِ الْأَنْبِیَاءِ)) ترجمہ:دارمی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ مروان بن محمد نے سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے بتایا:جب واقع حرہ پیش آیا تو تین دن مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ کہی گئی،ان دنوں سعید بن مسیب مسجد میں ہی تھے وہ نماز کا وقت اس طرح جانتے تھے کہ جب بھی نماز کا وقت آتا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور سے ایک آواز سنائی دیتی۔پس یہ احادیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ پر دال ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

(3)علمِ غیب

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق

۵۔ متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((فَرَأَیْتُهُ عزوجل وَضَعَ كَفَّهُ بَیْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَیْنَ ثَدْیَیَّ، فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے (معراج کی رات) اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے ان کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی، ج5، ص221، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ''هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِیْلَ، عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ، فَقَالَ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ'' ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی، ج5، ص222، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

زمین وآسمان کا علم

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں ((فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(سنن الترمذی، ج5، ص222، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہر چہ در زمین ہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی واحاطہ آں'' ترجمہ: چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کلی۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ، ج1، ص333، مکتبہ نوریہ رضویہ،

سکیپر)

مشرق ومغرب کا علم

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں((فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))ترجمہ:میں نے جان لیا جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

(سنن الترمذی،ج5،ص222،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

علمِ ما کان ومایکون

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وعلمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما﴾ترجمہ:اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(پ5،سورۃ النساء،آیت113)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے"آں علم ما کان ومایکون ہست کہ حق سبحانہ درشب اسرابداں حضرت عطافرمود چنانچہ درحدیث معراج ہست کہ من درزیر عرش بودم قطرہ درحلق من ریختند فعلمت ما کان ومایکون"ترجمہ:یہ ما کان ومایکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطافرمایا،چنانچہ حدیث معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے،ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا،پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کرلیے۔

(تفسیر قادری اردوترجمہ تفسیر حسینی،سورۃ النساء،آیت113،ج1،ص192)

ابتداءِ خلق سے دخول جنت ونار تک

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:((قَامَ فِینَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّی دَخَلَ

أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ) ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرما دیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء فی قولہ تعالٰی ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُہُ وَہُوَ أَہْوَنُ عَلَیْہِ﴾، ج 4، ص 106، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "وَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنٰى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذٰلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذٰلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ" ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرما دیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغازِ پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا، ان سب کو خرقِ عادت ایک ہی مجلس میں بیان کر دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری، باب ماجاء فی قولہ تعالٰی ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ ....﴾ ج 6، ص 291، دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (متوفی 855ھ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "وَفِيهِ: دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنِ ابْتِدَائِهَا إِلَى انْتِهَائِهَا، وَفِي إِيرَادِ ذٰلِكَ كُلِّهِ فِي

مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة "ترجمہ: یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے اوران سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(عمدة القاری، باب ماجاء فی قوله تعالیٰ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾، ج 15، ص 110، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صحیح مسلم میں ہے ((أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا)) ترجمہ: حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوکر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا، اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا، اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو غروب آفتاب تک ہمیں خطبہ دیتے رہے، اس خطبہ (بیان) میں ہمیں علم ما کان و مایکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی، ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(صحیح مسلم، باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص 2217، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ((لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرّک طائر جناحیہ فی السّماء الّا ذکر لنا منہ علما)) ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ، ج5، ص153، المکتب الاسلامی بیروت ☆المعجم الکبیر للطبرانی، باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالی عنہ، ج 2، ص155، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و شرح زرقانی للمواہب میں ہے "ھذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلا تارۃ واجمالا اخری" ترجمہ: یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی، کوئی تفصیلاً کوئی اجمالاً۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، فصل ومن ذلک ما اطلع، ج 3، ص153، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات ☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن، الفصل الثالث، القسم الثانی، ج7، ص206، دار المعرفۃ، بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والاخرین" ترجمہ: اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن، الفصل ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیب، ج3، ص560، المکتب الاسلامی، بیروت)

جو چاہو پوچھو

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ

اللَّہِ؟ فَقَالَ :أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّہِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّہِ عزّ وجلّ)) ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند تھے، جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہو گئے، پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے، ایک دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا والد کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم، ج1، ص30، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

عذاب کیوں ہو رہا ہے؟

صحیح بخاری میں ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:مَرَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ:إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا:يَا رَسُولَ اللَّہِ! لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ:لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے معاملہ کے سبب عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا، پھر ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو حصے کیے، پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں

تو ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء غسل البول، ج1، ص53، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بناء پر ہو رہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی۔ اس حدیث میں اکٹھے چار علم غیب کی خبر ہے۔

کل کیا ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ: فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ. فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز فرمایا: یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

کی آنکھیں دکھتی ہیں، فرمایا: انھیں بلاؤ، انھیں بلایا گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہو گئے گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انھیں جھنڈا عطا فرمادیا۔

(صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، ج5، ص134، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

دوسری روایت ہے ((فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ)) ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور انہیں کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، ج5، ص134، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

کون کہاں مرے گا؟

سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کی جگہوں کی نشاندہی فرمادی تھی، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ((فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا، هَاهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے (راوی کہتے ہیں) اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے کہ یہاں یہاں (فلاں کافر مرے گا)، راوی (یعنی حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کہتے ہیں: ان میں سے کوئی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا (یعنی جس کے بارے میں جہاں فرمایا تھا وہیں مرا)۔

(صحیح مسلم، باب غزوۂ بدر، ج3، ص1403، دار احیاء التراث العربی بیروت)

وصال کب ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا

فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)) ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ کا وصال ہوا، ان کو سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو وہ رونے لگیں، پھر بلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ اسی مرض میں ان کا وصال ہو جائے گا تو میں رونے لگی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سے سب سے پہلی میں ہوں جو ان کے پیچھے دنیا سے جاؤں گی، تو میں ہنس پڑی۔

ل۔ (صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج4، ص204، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

(4) نورانیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

شق صدر

صحیح بخاری میں مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ، -وَرُبَّمَا قَالَ: فِي الْحِجْرِ- مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ، فَقَدَّ: قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ -فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ- فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ۔۔۔ الخ)) ترجمہ: جس رات مجھے معراج کروائی گئی میں حطیم کعبہ میں لیٹا ہوا تھا میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) آیا، اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا سینہ چاک کیا راوی کہتے ہیں میں نے جارود سے

پوچھا اس سے کیا مراد تھی؟ انہوں نے کہا: حلقوم سے لے کر ناف تک، (حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں) پھر اس نے میرا دل نکالا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر میرے دل کو زمزم کے پانی سے غسل دیا گیا پھر اس کو حکمت سے بھر دیا گیا پھر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

(صحیح بخاری، باب ذکر الملائکۃ، ج4، ص109، دار طوق النجاۃ)

ایک روایت میں ہے ((فَهَوَىٰ أَحَدُهُمَا إِلَىٰ صَدْرِي فَفَلَقَهَا فِيمَا أَرَىٰ بِلَا دَمٍ وَلَا وَجَعٍ)) ترجمہ: ان میں سے ایک نے میرے دیکھتے ہوئے میرے سینے کو چاک کیا، نہ خون نکلا اور نہ درد ہوا۔

(مجمع الزوائد، باب قدم نبوتہ، ج8، ص223، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ تین مرتبہ چاک کیا گیا: بچپن میں، بعثت کے وقت اور معراج کے موقع پر، مگر نہ درد ہوا اور نہ ہی خون نکلا، کیونکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور ہے، لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لائے ہیں، جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو خون نہیں نکلتا، سینہ چاک کرنے سے درد نہیں ہوتا اور جب بشریت کا غلبہ ہوتا ہے تو خون نکلتا ہے اور درد کا احساس بھی ہوتا ہے۔

جب نور کا غلبہ ہوتا ہے تو نوریوں کا سردار بھی پیچھے رہ جاتا ہے، چنانچہ

سدرۃ المنتھی اور جبریل علیہ السلام

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 850ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((روی أن جبریل علیہ السلام أخذ برکاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی أرکبہ علی البراق لیلۃ المعراج ولما وصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم إلی بعض المقامات تخلف عنہ جبریل وقال: لو دنوت أنملۃ لاحترقت)) ترجمہ: مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری

کی لگام پکڑ کر آپ کو براق پر سوار کرایا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض مقامات تک پہنچے تو جبرئیل رک گئے اور عرض کی اگر میں یہاں سے ایک پورا بھی آگے گیا تو جل جاؤں گا۔

(تفسیر نیشاپوری، ج1، ص250,251، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((فرأى جبريل فى بعض تلك النزلات عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهى وهو مقام جبريل وكان قد بقى هناك عند عروجه علیہ السلام الى مستوى العرش وقال لودنوت انملة لاحترقت)) ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جبرئیل امین کو سدرۃ المنتہی پر دیکھا اور یہ جبرئیل امین کا مقام ہے، حضور اکرم صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کی طرف چڑھنے کے وقت وہ وہیں رک گئے اور عرض کی: اگر میں یہاں سے ایک انچ بھی آگے گیا تو جل جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان سورۃ النجم، آیت 13,14، ج9، ص224، دارالفکر، بیروت)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا، اور پھر باقی مخلوقات کو اسی نور سے پیدا فرمایا چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں نقل کرتے ہیں، حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالیٰ ولم يكن فى ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنى ولا انسى، فلما اراد الله تعالیٰ ان يخلق الخلق قسم ذلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، ومن الثانى اللوح، ومن الثالث العرش، قسم الجزء الرابع اربعة

اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکۃ، ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء، فخلق من الاول السمٰوات ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنۃ والنار، ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء، الحدیث بطولہ)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔

(المواہب اللدنیۃ، تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص48، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ، مصر)

یہی حدیث پاک کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ امام بخاری و مسلم کے استاذ امام عبدالرزاق صنعانی نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر18، ص63،64، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

اس حدیث پاک کو الفاظِ مختلفہ کے ساتھ امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں، امام قسطلانی نے ''مواہب لدنیہ'' میں، امام ابن حجر مکی نے ''افضل القریٰ'' میں، علامہ فاسی نے ''مطالع المسرات'' میں، علامہ زرقانی نے ''شرح مواہب'' میں، علامہ

دیار بکری نے ''خمیس'' میں، قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور شیخ محقق دہلوی نے ''مدارج النبوۃ'' میں اور بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد فرمایا ہے۔

سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان میں ہے ((وعن ابی هريرة انه علیہ السلام سأل جبريل علیہ السلام فقال (يا جبريل كم عمرك من السنين) فقال يا رسول الله لست اعلم غير ان في الحجاب الرابع نجما يطلع في كل سبعين الف سنة مرة رأيته اثنين وسبعين الف مرة فقال علیہ السلام يا جبريل وعزة ربي انا ذلك الكوكب)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(سیرت حلبیہ، باب تسمیہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص 47، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت 128، ج 3، ص 543، دار الفکر، بیروت)

(5) امدادِ محبوبانِ خدا

صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ

فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي)) ترجمہ: اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا، یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیے کہ آپ کی امت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ کم فرمادیا، پھر واپس آکر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ نے کچھ کم کردی ہیں انہوں نے کہا: آپ پھر جائیں کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ اور کم کردیا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر کہا کہ آپ واپس جائیں کہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر واپس اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: یہ نمازیں پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا کہ میرا قول نہیں بدلتا، میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ واپس جائیے، میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

(صحیح بخاری، کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء، ج1، ص78، دارطوق النجاۃ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصال کے بعد بھی ہم گناہ گاروں کی مدد فرمائی، معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی ظاہری زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور وصال کے بعد بھی مدد کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے ﴿فان اللہ ھو مولیٰہ و جبریل و صالح المومنین و الملائکۃ بعد ذالک ظھیر﴾ ترجمہ: بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک

مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ27،سورۂ تحریم،آیت نمبر6)

اللہ تعالٰی فرماتا ہے﴿انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکاۃ وھم راکعون﴾ ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (پ6سورۃ المائدہ،آیت55)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے﴿ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون﴾ ترجمہ: اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔ (پ10،سورۃ التوبۃ،آیت59)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں ہے﴿فالمدبرات امرا﴾ ترجمہ: قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ (پ30سورۃ النازعات،آیت5)

اس آیت مبارکہ تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ "قال ابن عباس ھم الملائکۃ وکلوا باموز عرفھم اللہ تعالٰی العمل بھا" ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کیے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔

(تفسیر خازن،سورۃ النازعات،ج4،ص391،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس کی دوسری تفسیر جسے بیضاوی شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے

کہ ''او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان ان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس و تنشط الی عالم الملکوت و تسبح فیه فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفها و قوتها من المدبرات '' ترجمہ: یا ان آیات میں اللہ تبارک وتعالی ارواح اولیاء کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتیں ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

(تفسیر بیضاوی، سورۃ النازعات، ج5، ص282، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اُطْلُبُوا الْخَیْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوهِ)) ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادتِ الٰہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الکبیر، مجاہد عن ابن عباس، ج11، ص81، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان للہ تعالی عبادا اختصهم لحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم اولئك الآمنون من عذاب اللہ)) ترجمہ: اللہ تعالی کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر، حدیث 16007، جلد 6، صفحہ 350، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ"، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو دیے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد12، صفحہ32، الدار السلفیۃ، الھندیۃ)

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللّٰهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ)) وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ۔ ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کردے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے

کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے۔یہ طریقۂ استمداد مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،ما اسند عتبہ بن غزوان،ج17،ص117،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ:يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ عزوجل فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ)) ترجمہ:جب تم میں سے کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو!روک دو،اے اللہ کے بندو!روک دو،زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں،وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابو یعلی الموصلی،مسند عبد اللہ بن مسعود،ج 9،ص177،دارالمامون للتراث، دمشق☆عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی،باب مایقول اذا انفلت الدابۃ،ج1،ص455،دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ ومؤسسۃ علوم القرآن،بیروت)

حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَى بِهَا أَحَدًا، فَلْيَقُلْ:أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ)) ترجمہ:جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے،وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے:اے اللہ کے بندو!میری مدد کرو،تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ،مایقول الرجل اذا ندبت بہ دابتہ او بعیرہ فی سفر،ج6،ص103،مکتبۃ الرشد،الریاض)

عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں"وروی عن أبی بکر بن أبی علی قال کان ابن المقرء یقول کنت أنا والطبرانی وأبو الشیخ بالمدینۃ فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك الیوم فلما کان وقت العشاء

حضرت القبر وقلت یا رسول الله الجوع؛ فقال لی الطبرانی اجلس فإما أن یکون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشیخ فحضر الباب علوی ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتین فیهما شیء کثیر وقال شکوتمونی إلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأیته في النوم فأمرني بحمل شیء إلیکم"

ترجمہ: حضرت ابی بکر بن علی کہتے ہیں کہ ابن المقرء فرماتے ہیں کہ میں، امام طبرانی اور ابوشیخ رحمہم اللہ مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہو گیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہو گئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔ امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آ جائے گی۔ میں اور ابوشیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔ علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آ کر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد3، صفحہ122، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوی میں ہے "سُئِل عمّا یقعُ من العامّةِ من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذلك من الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والصالحین وهل للمشائخ إغاثة بعد موتهم أم لا؟ فاجاب بما نصّه، انّ الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین جائزة وللانبیاء وللرسل والاولیاء والصالحین إغاثة بعد موتهم الخ" ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء ومرسلین واولیاء

وصالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین واولیاء وعلماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

(فتاوی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی ،مسائل شتی ،ج 4،ص 733، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشکوۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں "حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ مے شود بوی در حیات استمداد مے شود بوی بعد از وفات" ترجمہ: حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور، جلد 1، صفحہ 716، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

مزید شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سیدی احمد بن زروق کہ از عاظم فقہاء وعلماء ومشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید امداد حی قوی ست یا امداد میت قوی ست من گفتم قوی می گویند کہ امداد حی قوی تر است ومن می گویم کہ امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط است ودر حضرت اوست (قال) ونقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر ازان ست کہ حصر واحصار کردہ شود یافتہ نمی شود در کتاب وسنت واقوال سلف صالح چیزے کہ منافی ومخالف این باشد ورد کند این

دا'' ترجمہ: سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء و مشائخ سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ اس پر شیخ نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہیں (فرمایا) اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد و شمار سے باہر ہے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی و مخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبہ، جلد 1، صفحہ 716، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(6) سید الانبیاء والمرسلین

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ مخلوقات سے افضل ترین ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہیں، معراج کی رات مسجد اقصی میں وہ سب ہستیاں مقتدی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کے امام بنے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عليهم السلام فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ))

ترجمہ: پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا، تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی، فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف، ج 1، ص 221، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

کوئی نبی پہلے آسمان پر، کوئی دوسرے پر، کوئی تیسرے پر، کوئی چوتھے پر، کوئی پانچویں پر، کوئی چھٹے پر، کوئی ساتویں پر پہنچا جب کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کو کراس کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا فِيهَا آدَمُ علیہ السلام ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى وَيَحْيَى علیہما السلام ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيهَا يُوسُفُ علیہ السلام ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَإِذَا فِيهَا هَارُونُ علیہ السلام ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا إِدْرِيسُ علیہ السلام ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسَى علیہ السلام ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَإِذَا فِيهَا إِبْرَاهِيمُ علیہ السلام. ثُمَّ صُعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فَأَتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى)) ترجمہ: پھر مجھے آسمانِ دنیا پر لے جایا گیا تو وہاں آدم علیہ السلام تھے، دوسرے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام تھے (جو کہ خالہ زاد بھائی ہیں)، تیسرے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں یوسف علیہ السلام تھے، چوتھے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں ہارون علیہ السلام تھے، پانچویں آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں ادریس علیہ السلام تھے، چھٹے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں موسیٰ علیہ السلام تھے، ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام تھے، پھر مجھے ساتوں آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا تو ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔

(سنن نسائی، باب فرض الصلوٰۃ، ج1، ص221، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

بلکہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے عرش پر تشریف لے گئے، اور جبریل علیہ السلام وہیں رک گئے۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((فرأى جبريل فى بعض تلك النزلات عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وهو مقام جبريل وكان قد بقى هناك عند عروجه علیہ السلام الى مستوى العرش

وقال لو دنوت انملة لاحترقت)) ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بعض لمحات میں جبرئیل امین کو سدرۃ المنتہی پر دیکھا اور یہ جبرئیل امین کا مقام ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کی طرف چڑھنے کے وقت وہ وہیں رک گئے اور عرض کی: اگر میں یہاں سے ایک پورا (انچ) بھی آگے گیا تو جل جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ النجم، آیت 13,14، ج 9، ص 224، دار الفکر، بیروت)

بلکہ عرش سے بھی آگے تشریف لے کر گئے۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں روایت نقل کرتے ہیں "قد ورد فی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما عرج بی جبریل الی سدرۃ المنتھی و دنا الجبار رب العزۃ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی وتدلیہ علی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش" ترجمہ: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب جبریل مجھے سدرۃ المنتہی لے کر گئے اور جبار رب العزۃ جل وعلا کا جلوہ قریب ہوا اور خوب قریب ہوا تو دو کمانوں بلکہ ان سے بھی کم کا فاصلہ رہا، حضرت شریک کی حدیث کے مطابق **یہ تدلی (قربت) عرش سے بھی اوپر تھی۔**

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس، مراحل المعراج، ج 3، ص 88 تا 90 ملتقطاً، المکتب الاسلامی، بیروت)

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

موسیٰ علیہ السلام نے صرف کلام کیا اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کے ساتھ دیدار بھی کیا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کا عرض کیا: ﴿رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ﴾

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اپنا جلوہ دکھا تا کہ میں تجھے دیکھوں!

ارشاد ہوا﴿ لَنْ تَرَانِي ﴾ ترجمہ: تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

(پ9، سورۃ الاعراف، آیت143)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَارَقَنِي جِبْرِيلُ .. فَانقطعت الْأَصْوَاتُ عَنِّي فَسَمِعْتُ كَلَامَ رَبِّي وَهُوَ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ. ادْنُ ادْنُ))
ترجمہ: جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا ہوئے، آوازیں مجھ سے منقطع ہوگئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا، وہ فرما رہا تھا: اے محمد قریب ہوجا، قریب ہوجا۔

(الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، الفصل السادس مناجاته لله تعالی، ج 1، ص390، دار الفیحاء، عمان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿ما زاغ البصر وما طغی﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔

(پ 27، سورۃ النجم، آیت 17)

الغرض اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں سابقہ انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمائی ہیں، ان سے بڑھ کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ میں قرآن کریم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ امتیازات نقل فرمائے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

(1) خلیل جلیل علیہ الصلوۃ والتسلیم سے نقل فرمایا: ﴿فلا تخزني يوم يبعثون﴾ ترجمہ: مجھے رسوا نہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

(پ19، سورۃ الشعراء، آیت87)

حبیب کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا: ﴿يوم لا يخزي الله النبي والذين امنو معه﴾ ترجمہ: جس دن (لوگ اٹھائے جائیں گے) خدا رسوا نہ کرے گا نبی اور اسکے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

(پ28، سورۃ التحریم، آیت 8)

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(2) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی: ﴿انی ذاھب الی ربی سیھدین﴾ ترجمہ: بیشک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔

(پ23، سورۃ الصافات، آیت99)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطائے دولت کی خبر دی: ﴿سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہ﴾ ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(پ15، سورۃ الاسراء، آیت1)

(3) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی: ﴿سیھدین﴾ ترجمہ: وہ مجھے راہ دے گا۔

(پ23، سورۃ الصافات، آیت99)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد فرمایا: ﴿ویھدیک صراطاً مستقیما﴾ ترجمہ: اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

(پ26، سورۃ الفتح، آیت2)

(4) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے فرمایا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے: ﴿ھل اتٰک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین﴾ ترجمہ: اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟

(پ26، سورۃ الذاریات، آیت24)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے فرمایا فرشتے ان کے لشکری و سپاہی بنے: ﴿وایدہٗ بجنود لم تروھا﴾ ترجمہ: اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

(پ10، سورۃ التوبۃ، آیت40)

اور فرمایا: ﴿یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملٰئکۃ مسومین﴾ ترجمہ: تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

(پ4، سورہ آل عمران، آیت125)

اور فرمایا: ﴿والملٰئکۃ بعد ذٰلک ظھیر﴾ ترجمہ: اور اس کے بعد

فرشتے مدد پر ہیں۔
(پ28،سورۃ الطلاق،آیت 4)

(5) کلیم علیہ الصلوۃ والسلام کو فرمایا، انہوں نے خدا کی رضا چاہی:
﴿وعجلت الیک رب لترضی﴾ ترجمہ: اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔
(پ16،سورہ طٰہٰ،آیت 84)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا، خدا نے ان کی رضا چاہی:
﴿فلنولینک قبلۃ ترضٰھا﴾ ترجمہ: تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔
(پ2،سورۃ البقرۃ،آیت 144)

اور فرمایا: ﴿ولسوف یعطیک ربک فترضٰی﴾ ترجمہ: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔
(پ30،سورۃ الضحیٰ،آیت 5)

(6) کلیم علیہ الصلوۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا: ﴿ففرت منکم لما خفتکم﴾ ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا۔
(پ19،سورۃ الشعراء،آیت 21)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا: ﴿اذ یمکر بک الذین کفروا﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کر جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔
(پ10،سورۃ الانفال،آیت 30)

(7) کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرما دیا: ﴿انا اخترتک فاستمع لما یوحی ۝ اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی، واقم الصلوۃ لذکری﴾ الیٰ اٰخر الایات۔ ترجمہ: اور میں نے تجھے پسند کیا، اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔ آیات کے آخر

تک۔
(پ16،سورہ طٰہٰ،آیت13,14)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فوق السمٰوٰت مکالمہ فرمایا اور سب سے چھپایا:
﴿فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ﴾ ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔
(پ27،سورۃ النجم،آیت10)

(8) داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا: ﴿لاتتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ﴾ ترجمہ: خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔
(پ23،سورہ صٓ،آیت26)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا: ﴿وما ینطق عن الھویٰ ۝ ان ھو الا وحی یوحیٰ﴾ ترجمہ: کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا، وہ تو نہیں مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔
(پ27،سورۃ النجم،آیت3,4)

(9) نوح وہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی: ﴿رب انصرنی بما کذبون﴾ ترجمہ: الٰہی! میری مدد فرما بدلا اس کا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔
(پ18،سورۃ المؤمنون،آیت26)

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا: ﴿وینصرک اللہ نصرا عزیزا﴾ ترجمہ: اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔
(پ26،سورۃ الفتح،آیت3)

نوح وخلیل علیہما الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنی امت کی دعائے مغفرت کی: ﴿ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔
(پ13،سورہ ابراہیم،آیت41)

(یہ لفظ دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں، اور دعائے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لفظوں سے ہے: ﴿رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا

وللمؤمنین والمؤمنت﴾ ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔
(پ29، سورہ نوح، آیت28)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو: ﴿واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنت﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔
(پ26، سورہ محمد، آیت19)

(11) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آیا، انہوں نے پچھلوں میں اپنا ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی: ﴿واجعل لی لسان صدق فی الاخرین﴾ ترجمہ: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔
(پ19، سورۃ الشعراء، آیت84)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا: ﴿ورفعنا لک ذکرک﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔
(پ30، سورۃ الانشراح، آیت4)

اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا: ﴿عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔
(پ15، سورۃ الاسراء، آیت79)

کہ جہاں اولین وآخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد وثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔

(12) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا، انہوں نے قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی: ﴿یجادلنا فی قوم لوط﴾ ترجمہ: ہم سے لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔
(پ12، سورہ ہود، آیت 74)

اور فرمایا: ﴿یا ابراھیم اعرض عن ھذا﴾ ترجمہ: اے ابراہیم! اس

خیال میں نہ پڑے۔
(پ12،سورہ ہود،آیت 76)

عرض کی: ﴿ان فیھا لوطا﴾ ترجمہ: اس بستی میں لوط جو ہے۔
(پ20،سورۃ العنکبوت،آیت32)

حکم ہوا: ﴿نحن اعلم بمن فیھا﴾ ترجمہ: ہمیں خوب معلوم ہیں جو وہاں ہیں۔
(پ20،سورۃ العنکبوت،آیت32)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا: ﴿ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾ ترجمہ: اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم! تُو ان میں تشریف فرما ہے۔
(پ9،سورۃ الانفال،آیت33)

(13) خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا: ﴿ربنا وتقبل دعا﴾ ترجمہ: الٰہی! میری دعا قبول فرما۔
(پ13،سورہ ابراہیم،آیت40)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا: ﴿قال ربکم ادعونی استجب لکم﴾ ترجمہ: تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔
(پ24،سورۃ المؤمن،آیت60)

(14) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی: ﴿نودی من شاطیٔ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ﴾ ترجمہ: ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔
(پ20،سورۃ القصص،آیت30)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہٰی وفردوسِ اعلیٰ تک بیان فرمائی: ﴿عند سدرۃ المنتھٰی ٥ عندھا جنۃ الماوٰی﴾ ترجمہ: سدرۃ المنتہٰی کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔
(پ27،سورۃ النجم،آیت 13,14)

(15) کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وقت ارسال اپنے سینہ کی تنگی کی شکایت کی

:﴿ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الیٰ هٰرون﴾ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تُو ہارون کو بھی رسول کر۔

(پ19، سورۃ الشعراء، آیت13)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود شرحِ صدر کی دولت بخشی، اور اس سے منتِ عظمٰی رکھی۔ ﴿الم نشرح لک صدرک﴾ ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

(پ30، سورۃ الانشراح، آیت1)

(16) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حجاب نار سے تجلی ہوئی: ﴿فلما جاء ها نودی ان بورک من فی النار ومن حولها﴾ ترجمہ: پھر جب وہ آگ کے پاس آیا، ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

(پ19، سورۃ النمل، آیت8)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوۂ نور سے تجلی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم و تعظیم کیلئے بالفاظِ ابہام بیان فرمائی گئی: ﴿اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ﴾ ترجمہ: جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

(پ27، سورۃ النجم، آیت16)

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابو یعلی، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی:

((ثم انتهی الی السدرۃ فغشیها نور الخلّاق عزوجل فکلّمه تعالیٰ عند ذٰلك فقال له سل)) ترجمہ: پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا۔ اس وقت جل جلالہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا: مانگو۔ اھ ملخصاً۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، ج 7، ص 2313، مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ ☆ جامع البیان (تفسیر طبری)، ج 27، ص 68، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(17) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا، سب سے برأت وقطع تعلق نقل فرمایا۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو قتل عمالقہ کا حکم دیا اور انہوں نے نہ مانا۔ عرض کی: ﴿رب انی لاأملک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفسقین﴾ ترجمہ: الٰہی! میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا، تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت 25)

حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ظلِ وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا:

﴿ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم﴾ ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(پ9، سورۃ الانفال، آیت 33)

﴿عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا o﴾ ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اس جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(پ15، سورۃ الاسراء، آیت 79)

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق ومخالف سب کو شامل۔

(18) ہارون وکلیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا، انہوں نے فرعون کے پاس جاتے وقت اپنا خوف عرض کیا: ﴿ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغٰی﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔ (پ16، سورہ طٰہ، آیت 45)

اس پر حکم ہوا: ﴿لاتخافا اننی معکما اسمع واریٰ﴾ ترجمہ: ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا۔ (پ16 سورہ طٰہ، آیت 46)

حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خود مژدۂ نگہبانی دیا: ﴿واللہ یعصمک من الناس﴾ ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

(پ6، سورۃ المائدہ، آیت 67)

(19) مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرائی بات پر یوں سوال ہوگا: ﴿یعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ﴾ ترجمہ: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا ٹھیرالو۔

(پ6، سورۃ المائدہ، آیت 116)

معالم میں ہے اس سوال پر خوف الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بنِ مُو سے خون کا فوارہ بہے گا۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی)، تحت الآیۃ 116/5، ج2، ص66، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی۔ اس پر سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف ومحبت وکرم وعنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا: ﴿عفا اللہ عنک لم اذنت لھم﴾ ترجمہ: اللہ تجھے معاف فرمائے، تو نے انہیں اجازت کیوں دے دی۔

(پ10 سورۃ التوبۃ، آیت 43)

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور محبت کا کلمہ پہلے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

(20) مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا، انہوں نے اپنے امتیوں سے مدد طلب کی: ﴿فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ ء قال الحواریون نحن انصار اللہ﴾ ترجمہ: پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا، بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(پ3، سورہ آل عمران، آیت 52)

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت انبیاء ومرسلین کو حکم نصرت ہوا:
﴿لتؤمنن بہ ولتنصرنہ﴾ ترجمہ: تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔
(پ3، سورہ آل عمران، آیت 81)

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انہیں ملا، اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: جس قدر کمالات انبیاء سابقین کی ذواتِ مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود، یعنی جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص177تا185، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دیدارِ الٰہی

سوال: شب معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کن دلائل سے ثابت ہے؟

جواب: اس پر کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾

ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

(پ27، سورۃ النجم، آیت 17)

اس آیتِ پاک کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں "ان رؤیۃ اللہ کانت بعین بصرہ علیہ السلام یقظۃ بقولہ ما زاغ البصر الخ لان وصف البصر بعدم الزیغ یقتضی ان ذلک یقظۃ ولو کانت الرؤیۃ قلبیۃ لقال ما زاغ قلبہ واما القول بأنہ یجوز ان یکون المراد بالبصر بصر قلبہ فلا بدلہ من القرینۃ وھی ھھنا معدومۃ" ترجمہ: ﴿مازاغ البصر﴾ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کو دیکھنا جاگتے ہوئے ظاہری آنکھوں کے ساتھ تھا کیونکہ بصر کو عدمِ زیغ سے موصوف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ جاگتے ہوئے تھا، اور اگر رؤیت قلبیہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ (﴿مازاغ البصر﴾ کے بجائے) مازاغ قلبہ فرماتا، بہرحال یہ کہنا کہ یہاں بصر سے مراد بصر قلبی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مراد کے لئے کسی قرینہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہاں معدوم ہے۔

(تفسیرِ روح البیان، ج9، ص228، دارالفکر، بیروت)

احادیثِ مرفوعہ سے ثبوت

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے

ہیں((قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل))ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ،ج 1،ص285،المکتب الاسلامی، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالروٴف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ''یہ حدیث بسند صحیح ہے۔''

(الخصائص الکبریٰ، حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما،ج 1،ص161، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات ہند☆ التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث رأیت ربی،ج2،ص25، مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض)

(2)رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:((فرأیته عزوجل وضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فتجلی لی کل شیء وعرفت)) ترجمہ:میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا،اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا،میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی،پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ''هَـذَا حَـدِيـثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ'' ترجمہ:یہ حدیث حسن صحیح ہے،میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا،توانہوں نے فرمایا:یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

(3)ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((ان اللہ اعطی موسی

الکلام واعطانی الرؤیة لوجهه وفضلنی بالمقام المحمود والحوض المورود)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالٰی نے موسٰی کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبرٰی و حوض کوثر سے فضیلت بخشی۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر ،عن جابر حدیث، ج14، ص447، مؤسسۃ الرسالۃ ،بیروت)

(4) وہی محدث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا ((قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لی ربی نحلت ابراهیم خلتی وکلمت موسٰی تکلیما واعطیتك یا محمد کفاحا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسٰی سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد! مواجہہ بخشا کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر عروجه الی السماء واجتماعه بجماعة من الانبیاء ،ج3، ص296، دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

مجمع البحار میں ہے "کفاحا ای مواجهة لیس بینهما حجاب ولا رسول" ترجمہ: کفاح کا معنٰی بالمشافہ دیدار ہے جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ ہو۔

(مجمع بحار الانوار، باب کف ع تحت اللفظ کفح ،ج4، ص424، مکتبہ دار الایمان ،مدینہ منورہ)

(5) ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں ((سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وهو یصف سدرة المنتھٰی (وذکر الحدیث الی ان قالت)قلت یارسول اللہ مارأیت عندها ؟قال رأیته عندها یعنی ربه)) ترجمہ: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سدرالمنتھٰی کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور نے اس

کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس دیدار ہوا یعنی رب کا۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویہ، تحت آیۃ 1/17، ج5، ص194، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(6) صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((حَتّٰی جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى)) ترجمہ: یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر آئے، جبار رب العزت آپ کے قریب ہوا حتی کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک۔

(صحیح بخاری، باب قولہ، کلم اللہ موسیٰ تکلیما، ج9، ص149، دار طوق النجاۃ)

(7) صحیح مسلم میں ہے ((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ، لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: رَأَيْتُ نُورًا)) ترجمہ: عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے سوال کرتا، انہوں نے فرمایا: تم کس چیز کے بارے میں سوال کرتے، کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: میں نے دیکھا نور ہی نور دیکھا۔

(صحیح مسلم، باب فی قولہ علیہ السلام نور انی، ج1، ص161، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

آثار الصحابہ سے ثبوت

(1) ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

مروی ہے، فرماتے ہیں ((اما نحن بنوھا شم فنقول ان محمدارای ربه مرتین)) ترجمہ: ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

(جامع الترمذی، ابواب التفسیر، سورئہ نجم، ج 2، ص 161، امین کمپنی اردو بازار، دہلی ☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل وامارؤیة لربه، ج 1، ص 159، المطبعة الشرکة الصحافیة فی البلاد العثمانیه)

(2) ابن اسحٰق عبد اللہ بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں ((ان ابن عمر ارسل الی ابن عباس یسأله هل رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربه، فقال نعم)) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

(الدرالمنثور بحوالہ ابن اسحٰق، تحت آیة 18/53، ج 7، ص 570، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(3) جامع ترمذی و معجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی ہے ((واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربه قال عکرمة فقلت لابن عباس نظر محمد الی ربه قال نعم جعل الکلام لموسیٰ والخلة لابراهیم والنظر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (زاد الترمذی) فقد رای ربه مرتین)) ترجمہ: طبرانی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے لئے کلام رکھا اور ابراہیم کے لئے دوستی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دیدار۔ (اور امام ترمذی نے یہ زیادہ کیا کہ) بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔

(المعجم الاوسط، ج 10، ص 181، مکتبة المعارف، ریاض ☆ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، سورة

نجم،ج2،ص160، امین کمپنی اردو بازار، دہلی)

امام ترمذی فرماتے ہیں "یہ حدیث حسن ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب التفسیر، سورۃ نجم، ج2، ص160، امین کمپنی اردو بازار، دہلی)

(4) امام نسائی اور امام خزیمہ وحاکم وبیہقی کی روایت میں ہے ((واللفظ للبیہقی أتعجبون ان تکون الخلة لابراهیم والکلام لموسیٰ والرؤیة لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: الفاظ بیہقی کے ہیں کہ کیا ابراہیم کے لئے دوستی اور موسیٰ کے لئے کلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ اچنبا (تعجب) ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، ج6، ص472، دار الکتب العلمیة، بیروت ☆ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان، رأی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربه، ج1، ص65، دار الفکر، بیروت ☆ المواہب اللدنیة بحوالہ النسائی والحاکم، المقصد الخامس، ج3، ص104، المکتب الاسلامی بیروت)

حاکم نے کہا "یہ حدیث صحیح ہے۔"

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان، رأی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربه، ج1، ص65، دار الفکر، بیروت)

امام قسطلانی وزرقانی نے فرمایا "اس کی سند جید ہے۔"

(المواہب اللدنیة بحوالہ النسائی والحاکم، المقصد الخامس، ج3، ص104، المکتب الاسلامی بیروت)

(5) طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے ((عن عبد اللہ بن عباس انه کان یقول ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربه مرتین مرة ببصره ومرة بفؤاده)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط، ج6، ص356، مکتبة المعارف، ریاض ☆ المواہب اللدنیة بحوالہ الطبرانی فی الاوسط، المقصد الخامس، ج3، ص105، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام سیوطی وامام قسطلانی وعلامہ شامی وعلامہ زرقانی فرماتے ہیں ''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط، المقصد الخامس، ج 3، ص105، المکتب الاسلامی، بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، ج 6، ص117، المقصد الخامس، دارالمعرفہ، بیروت)

(6) امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) فرماتے ہیں: ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ. مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الاسراء، ج1، ص79، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

(7) امام الائمہ ابن خزیمہ وامام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ((ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ عزوجل)) ترجمہ: بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ، المقصد الخامس، ج 3، ص105، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد قسطلانی وعبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں ''اس کی سند قوی ہے۔''

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ، المقصد الخامس، ج 3، ص105، المکتب الاسلامی، بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس، ج6، ص118، دارالمعرفہ، بیروت)

(8) محمد بن اسحٰق کی حدیث میں ہے ((ان مروان سأل ابا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ هل رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربہ فقال نعم)) ترجمہ: مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن اسحٰق، ج 6، ص116، دارالمعرفہ

بیروت ☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفی بحوالہ ابن اسحق، فصل وما رؤیۃ لربہ، ج1، ص159، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ)

(9) جامع ترمذی میں ہے ((لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ، فَقَالَ كَعْبٌ:إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ، وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ)) ترجمہ: میدان عرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت کعب نے بلند آواز سے تکبیر کہی یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں بنو ہاشم ہوں (یعنی آپ میرا سوال نہ ٹالیں) تو حضرت کعب نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دیدار اور کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ (جامع ترمذی، باب ومن سورۃ والنجم، ج5، ص247، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

اس روایت کے بعد امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی انکارِ رؤیت والی روایت نقل کی ہے۔

اقوالِ تابعین سے ثبوت

(1) مصنف عبدالرزاق میں ہے ((عن معمر عن الحسن البصری انه كان يحلف بالله لقد رأى محمد صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی بحوالہ عبدالرزاق عن معمر عن الحسن البصری، فصل واما رویۃ لربہ، المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ)

(2) اسی طرح امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج دیدار الٰہی ہونا مانتے ((وانہ یشتد علیہ انکارھا)) ملتقطاً ترجمہ: اور ان پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ، المقصد الخامس، ج1، ص116، دار المعرفۃ، بیروت)

یوں ہی (1) کعب احبار عالم کتب سابقہ (2) وامام ابن شہاب زہری قرشی (3) وامام مجاہد مخزومی مکی (4) وامام عکرمہ بن عبداللہ مدنی ہاشمی (5) وامام عطا بن رباح قرشی مکی استاد امام ابو حنیفہ (6) وامام مسلم بن صبیح ابو الضحی کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ((اخرج ابن خزیمۃ عن عروہ بن الزبیر اثباتھا وبہ قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم بہ کعب الاحبار والزھری)) ترجمہ: ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا اثبات روایت کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگردوں کا یہی قول ہے۔ کعب احبار اور زہری نے اس پر جزم فرمایا ہے۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس، ج3، ص104، المکتب الاسلامی، بیروت)

اقوالِ ائمہ سے ثبوت

(1) امام خلال کتاب السنہ میں اسحٰق بن مروزی سے روایت کرتے ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رویت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے ((قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی اھ مختصراً)) ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

(المواہب اللدنیۃ بحوالہ الخلال فی کتاب السنن، المقصد الخامس، ج3، ص107، المکتب الاسلامی، بیروت)

(2) نقاش اپنی تفسیر میں انہی امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں "انہ قال اقول بحدیث ابن عباس بعینہ رای ربہ راہ راہ حتی انقطع نفسہ" ترجمہ: انہوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ بحوالہ النقاش عن احمد، واما رؤیۃ لربہ، ج 1، ص 159، المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ)

(3) امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں "جزم بہ معمر واخرون وھو قول الاشعری وغالب اتباعہ" ترجمہ: امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا، اور یہی مذہب ہے امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری اور ان کے غالب پیروؤں کا۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس، ج 3، ص 104، المکتب الاسلامی، بیروت)

(4) علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں "الاصح الراجح انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ بعین راسہ حین اسری بہ کما ذھب الیہ اکثر الصحابۃ" ترجمہ: مذہب اصح وراجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسرا اپنے رب کو بچشمِ سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض، فصل واما رؤیۃ لربہ، ج 2، ص 303، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات ہند)

(5) علامہ محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1122ھ) شرح مواہب میں فرماتے ہیں "انہ رأی اللہ تعالی بعینیہ یقظۃ علی الراجح کما یأتی فی مقصد الإسراء إن شاء اللہ تعالی، وجمع لہ بین الکلام والرؤیۃ، و کلمہ اللہ

تعالی فی الرفیع "بالفاء، أی :المکان "الأعلی "علی سائر الأمکنة تشریفا لــه" ترجمہ: راجح قول کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار جاگتے ہوئے اپنی آنکھوں سے کیا ہے جیسا کہ مقصد الاسراء میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے کلام اور رؤیت دونوں کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو شرف دیتے ہوئے تمام امکنہ سے ارفع واعلیٰ مکان پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کلام فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، ج7، ص204، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مزید فرماتے ہیں "الراجح عند اکثر العلماء انه رای ربه بعین راسه لیلة المعراج" ترجمہ: جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس، ج6، ص116، دارالمعرفۃ، بیروت)

(6) امام یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) فرماتے ہیں "وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ رَأَى رَبَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ثُمَّ اخْتَلَفَ هَؤُلَاءِ فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بِفُؤَادِهِ دُونَ عَيْنَيْهِ وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنَيْهِ" ترجمہ: جمہور مفسرین اس طرف ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار کیا ہے، پھر دیدار کی کیفیت میں اختلاف ہے، ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے دیدار کیا ہے نہ کہ آنکھوں سے، اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے دیدار کیا ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، ولقد راہ نزلۃ اخری، ج3، ص6، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مزید فرماتے ہیں "وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِلَى أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنِهِ

وَهُوَ قَوْلُ أَنَسٍ وَعِكْرِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالرَّبِيعِ" ترجمہ: مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، یہی حضرت انس، عکرمہ اور حسن کا موقف ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، ولقد راٰہ نزلۃ اخری، ج3، ص6، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(7) علامہ علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ) فرماتے ہیں "ذهب إلى الرؤية: أي المذكورة أكثر الصحابة وكثير من المحدثين والمتكلمين، بل حكى بعض الحفاظ على وقوع الرؤية له بعين رأسه الإجماع، وإلى ذلك يشير صاحب الأصل بقوله: وراٰه وما راٰه .... رؤية العين يقظة لا المرائي" ترجمہ: اکثر صحابہ، کثیر محدثین اور متکلمین رؤیت مذکورہ (آنکھ سے دیدار) کی طرف گئے ہیں بلکہ بعض حفاظ نے آنکھ سے دیدار پر اجماع حکایت کیا ہے۔ اور اسی کی طرف صاحبِ اصل نے اپنے قول سے اشارہ کیا ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور جو دیکھا آنکھ سے جاگتے ہوئے دیکھا نہ کہ نیند میں۔ (سیرت حلبیہ، باب ذکر الاسراء، ج1، ص574، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(8) علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قَالَ النَّوَوِيُّ الرَّاجِحُ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم رأى ربه بعيني رأسه لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ لِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ وَإِثْبَاتُ هَذَا لَا يكون إِلَّا بِالسَّمَاعِ من رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ولم تعتمد عَائِشَةُ فِي نفي الرُّؤْيَةِ على حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنَّمَا اعتمدت الاستنباط من الْآيَاتِ وَالْجَوَابُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْإِدْرَاكَ هُوَ الْإِحَاطَةُ وَاللهُ تَعَالَى لَا يحاط بِهِ وَإِذا ورد النص بِنَفْيِ الْإِحَاطَةِ فَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ نفي الرُّؤْيَةِ بِغَيْرِ إحاطة" ترجمہ: امام نووی نے فرمایا: اکثر علماء کا یہ موقف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ عزوجل کا دیدار بچشمِ سر

کیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ سے مروی روایت ہے، اس کا اثبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کے بغیر ممکن نہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رویت کی نفی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا بلکہ آیات سے استنباط پر اعتماد کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جس ادراک کی نفی آیت پاک میں کی گئی وہ احاطہ کے طور پر ادراک ہے، اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اور جب قرآن پاک میں احاطۂ رویت کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بلا احاطہ رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔

(شرح السیوطی علی مسلم، ج 1، ص 222، دار ابن عفان للنشر والتوزیع، عرب)

(9) محققِ علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "صحابہ کا اس میں اختلاف تھا کہ آیا شبِ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے اللہ سبحانہ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی نفی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کا اثبات کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ صحابہ کرام کی جماعتیں متفق ہوگئیں اسی طرح تابعین میں سے بھی بعض حضرت عائشہ کے نظریہ کے قائل تھے اور بعض حضرت ابن عباس کے نظریہ کے قائل تھے، اور بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے لیکن جمہور علماء حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نظریہ کے قائل ہیں اور علامہ محی الدین نووی نے لکھا ہے کہ اکثر علمائے عظام کا مختار یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ کہ حضرت ابن عباس کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع پر منقول ہے اور حضرت عائشہ نے محض اپنے اجتہاد سے انکار کیا ہے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول متعین ہے کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کے بغیر یہ بات نہیں کہہ

سکتے اور نہ یہ ان کے لئے جائز ہے کیونکہ اجتہاد سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کیا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: ہاں، تو حضرت ابن عمر نے اس کو تسلیم کر لیا۔

اکثر مشائخ صوفیہ کا مختار یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب سبحانہ کو دیکھا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا کو مخلوق کی عقلوں سے ماوراء ہے اور معراج کی شب آپ کو جو کمال حاصل ہوا وہ تمام کمالات سے بڑھ کر تھا اور آپ کو اس شب اللہ تعالیٰ کا وہ قرب نصیب ہوا جو انسانی عقل سے ماوراء ہے۔"

(اشعۃ اللمعات، ج4، ص431، مطبع تیج کمار، لکھنؤ)

سوال بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں، کیا دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے؟

جواب دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے بیداری کے ساتھ چشم سر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعوی کرے وہ کافر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تعلموا انه لن یری احد منکم ربه حتی یموت" ترجمہ: جان لو موت سے پہلے تم میں کوئی بھی اپنے رب کا دیدار ہرگز نہیں کر سکتا۔

(صحیح مسلم، ج2، ص399، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فتاوی حدیثیہ میں ہے "لایجوز لاحد ان یدعی انه رأی الله بعین رأسه، ومن زعم ذلك فهو کافر مراق الدم" ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعوی کرے، اور جس نے یہ گمان کیا وہ کافر اور مباح الدم ہے۔

(فتاوی حدیثیه، مطلب فی رؤیة الله تعالی فی الدنیا، ص200، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

منح الروض الازھر میں ہے"قال الاردبیلی فی کتابہ الانوار :ولو قال:انی اری اللہ تعالیٰ عیاناً فی الدنیا او یکلمنی شفاھا کفر "ترجمہ: اردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں لکھا: اگر کوئی کہے کہ میں نے دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلامِ حقیقی کیا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(منح الروض الازھر،ومنھا:ھل یجوز رؤیۃ اللہ تعالیٰ فی الدنیا،ص 124،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

معتقد المنتقد میں ہے"وکفروا مدعی الرؤیۃ کما ان القاری فی ذیل قول القاضی:وکذلک من ادعی مجالسۃ اللہ تعالیٰ والعروج الیہ ومکالمتہ ،قال:وکذا من ادعی رؤتہ سبحانہ فی الدنیا بعینہ "ترجمہ: فقہاء نے اللہ تعالیٰ کا جاگتی آنکھوں سے دیدار کا دعوی کرنے والے کی تکفیر کی ہے،جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے قاضی عیاض علیہ الرحمہ کے اس قول"وکذلک من ادعی مجالسۃ اللہ تعالیٰ والعروج الیہ ومکالمتہ"کے تحت فرمایا: اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنے کا دعوی کرے اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔

(معتقد المنتقد،ص 58،برکاتی پبلشر،کراچی)

بہارشریعت میں ہے"دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعوی کرے، وہ کافر ہے۔"

(بہارشریعت،حصہ 1،ص 271،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

سوال: کیا خواب میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوسکتا؟

جواب: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کے لیے بھی خواب میں اللہ کا دیدار ممکن ہے جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سو 100 بار خواب میں اللہ کا دیدار

نصیب ہوا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اولیاء اللہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انہیں خواب میں اللہ کا دیدار نصیب ہوا۔ نبراس میں ہے ''**واما الرؤیۃ فی المنام فقد حکیت عن کثیر من السلف** فعن الامام الاعظم انه رای مأة مرة وقال محمد بن سیرین التابعی امام المعبرین من رای الله سبحانه فی منامه دخل الجنة وتخلص من الغموم وعن الامام احمد قال رأیت الله سبحانه فی المنام فسألته عن افضل العبادات فقال تلاوة القران وعن حمزة القاری انه قرأ القران فی منامه علی الله سبحانه من اوله الی آخره **ولا خفاء فی انها نوع مشاهدة یکون بالقلب دون العین**'' ترجمہ: بہر حال خواب میں اللہ کا دیدار ہونا یہ بہت سے اولیاء اللہ سے مروی ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سو بار (خواب میں) اللہ کا دیدار کیا اور امام المعبرین محمد بن سیرین التابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں اللہ کا دیدار کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور غموں سے نجات حاصل کر لے گا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ عزوجل کا دیدار کیا تو میں نے اپنے رب سے سب سے افضل عبادت کے متعلق سوال کیا تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کرنا اور حمزہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اول تا آخر (پورا قرآن پاک) اللہ کی بارگاہ میں تلاوت کیا۔ اور اس بات میں کوئی خفاء نہیں کہ یہ مشاہدہ کی ایک نوع ہے کہ جو آنکھ کی بجائے قلب سے حاصل ہوتی ہے۔ (نبراس، صفحہ 170-169، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

شرح النووی میں ہے ''قال القاضی واتفق العلماء علی جواز رؤیة الله تعالی فی المنام وصحته'' ترجمہ: امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کا خواب میں اللہ کا دیدار ہونے کے جواز اور صحت پر اتفاق ہے۔

(شرح النووی، کتاب الرؤیا، جلد 15، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی (متوفی 1367ھ) فرماتے ہیں: "دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔"

(بہار شریعت، جلد1، حصہ 1، صفحہ 21، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

لہٰذا اگر کوئی پابند شرع آدمی خواب میں اللہ کے دیدار کا دعوی کرے تو اسکو سچا جاننا چاہیے کہ مسلمان پر بلاوجہ یہ گمان کرنا جائز نہیں کہ جھوٹ بولتا ہوگا۔ قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے بچو کہ بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

(پارہ 26، سورۃ الحجرات، آیت 12)

لیکن اگر کوئی گنہگار شخص اس بات کا دعوی کرے تو اس کا دعوی قبول کرنے سے سکوت کرنا چاہیے خصوصا آجکل کے بہت سے ڈبہ پیروں کے دعوؤں کی تو صریح تکذیب کی جائے کہ جنہیں نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں وہ بھی اس بات کا دعوی کرتے نظر آتے ہیں ایسوں کی بات نہیں مانی جائے گی۔ محمد بن احمد بن محمد علیش ابو عبد اللہ المالکی (المتوفی 1299ھ) فرماتے ہیں" وأما إن دعاها من لیس من أهلها کالعاصی والمقصر فإنه یکذب "ترجمہ: بہرحال اگر کوئی گنہگار شخص اس بات کا دعوی کرے تو اسکی بات نہیں مانی جائے گی۔

(فتح العلی المالک فی الفتوی علی مذهب الامام مالک، مسائل العقائد، جلد 1، صفحہ 45، دار المعرفۃ، بیروت)

عرشِ عظیم پر جانا

سوال: ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا شبِ معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا علمائے کرام وائمہ اعلام نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب: بے شک علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے، کچھ تصریحات درج ذیل ہیں:

(1) امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

اسریت من حرم لیلا الی حرم　كما سری البدر فی داج من الظلم

وبت ترقی الی ان نلت منزلة　من قاب قوسین لم تدرك ولم ترم

خفضت كل مقام بالاضافة اذ　نوديت بالرفع مثل المفرد العلم

فحزت كل فخار غير مشترك　وجزت كل مقام غير مزدحم

یعنی یارسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ)، الفصل السابع، ص 44تا46، مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

یعنی عالمِ امکان میں جتنے مقام ہیں (ان میں عرش بھی شامل ہے) حضور

سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

(2) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں "ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترک غایۃ للساع الی السبق من کمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا ترکت موضع رقی وصعود وقیام وقعود لطالب رفعۃ فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلک الی مقام قاب قوسین او ادنی فاوحی الیک ربک ما اوحی "یعنی حضور دروازہ میں داخل ہوئے اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لئے کوئی جگہ عروج وترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام ﴿قاب وقوسین او ادنی﴾ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدۃ العمدۃ فی شرح القصیدۃ البردۃ، الفصل السابع، ص 96، جمعیت علماء سکندریہ، خیر پور سندھ)

(3) نیز امام ہمام ابو عبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

وترقی بہ الی قاب قوسین وتلک السیادۃ القعسا

رتب تسقط الاما فی حسری دونہا ماوراھن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اُس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ، الفصل الرابع، ص 96، حزب القادریۃ، لاہور)

(4) امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں

"قال بعض الائمة والمعاريج ليلة الاسراء عشرة ، سبعة فی السموٰت والثامن الى سدرة المنتهى والتاسع الى المستوى والعاشر الى العرش" "ترجمہ: بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہٰی، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔

(افضل القری لقراء ام القری، تحت شعر73، ج1، ص404، المجمع الثقافی، ابو ظبی)

(5) سید علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا "قال الشهاب المكى فى شرح همزية لامام بوصيرى عن بعض الائمة ان المعاريج عشرة الى قوله والعاشر الى العرش والرؤية" "ترجمہ: امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیری میں بعض ائمہ کے حوالے سے فرمایا کہ معراجیں دس ہیں، دسویں عرش اور دیدار تک۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ بحوالہ شرح قصیدہ ہمزیہ، ج1، ص272، المکتبۃ النوریۃ الرضویہ، لائل پور)

(6) نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے "لما اعطى سليمٰن عليه الصلوٰة والسلام الريح التى غدوها شهر ورواحها شهر اعطى نبينا صلى الله عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الى العرش فى لحظة واحدة واقل مسافة فى ذلك سبعة الاف سنة ـ وما فوق العرش الى المستوى والرفرف لايعلمه الا الله تعالى" "ترجمہ: جب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لحظہ میں لے گیا اور اس میں ادنٰی مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے مستوٰی اور رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔ (افضل القری لقرء ام القری، تحت شعر1، ج1، ص116، المجمع الثقافی، ابوظہبی)

(7) اسی میں ہے "لما اعطی موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام الکلام اعطی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ لیلۃ الاسراء وزیادۃ الدنو والرویۃ بعین البصر وشتان مابین جبل الطور الذی نوجی بہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام وما فوق العرش الذی نوجی بہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: جب موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الٰہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔ (افضل القری لقراء ام القری، تحت شعر 1، ج 1، ص 116، المجمع الثقافی، ابوظہبی)

(8) اسی میں ہے "رقیہ صلی اللہ علیہ وسلم ببدنہ یقظۃ بمکۃ لیلۃ الاسراء الی السماء ثم الی سدرۃ المنتھی ثم الی المستوی الی العرش والرفرف والرویۃ" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہٰی، پھر مقام مستوی، پھر عرش ورفرف ودیدار تک۔ (افضل القری لقراء ام القری، تحت شعر 1، ج 1، ص 117، المجمع الثقافی، ابوظہبی)

(9) علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تعلیقات افضل القرٰی میں فرماتے ہیں "الاسراء بہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقظۃ بالجسد والروح من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم عرج بہ الی السمٰوٰت العلی ثم الی سدرۃ المنتھی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بیداری میں بدن وروح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر مستوی، پھر عرش ورفرف تک۔

(تعلیقات علی ام القری للعلامۃ احمد بن محمد الصاوی علی ھامش الفتوحات الاحمدیۃ، ص 3، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر)

(10) فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے "رقیہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء من بیت المقدس الی السمٰوٰت السبع الی حیث شاء اللہ تعالٰی لکنہ لم یجاوز العرش علی الراجح" ترجمہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ، ص3، المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی قاہرہ، مصر)

(11) اسی میں ہے "المعاریج لیلۃ الاسراء عشرۃ سبعۃ فی السمٰوٰت والثامن الی سدرۃ المنتھی والتاسع الی المستوٰی و العاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ھو التحقیق عند اھل المعاریج" ترجمہ: معراجیں شب اسراء دس ہوئیں، سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔ مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ، ص30، المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی قاہرہ، مصر)

(12) اسی میں ہے "بعد ان جاوز السماء السابعۃ رفعت لہ سدرۃ المنتھی ثم جاوزھا الی مستوٰی ثم زج بہ فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرۃ کل حجاب خمسمائۃ عام ثم دلی لہ رفرف اخضر فارتقی بہ حتی وصل الی العرش ولم یجاوزہ فکان من ربہ قاب قوسین او ادنی" ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوٰی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے

،اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

(الفتوحات الاحمدية بالمنح المحدية شرح الهمزية، ص 31، المكتبة التجارية الكبرى، قاهره مصر)

(13) امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ شیخ سلیمان کے مذکورہ بالا تین اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "**اقول**: (میں کہتا ہوں) شیخ سلیمٰن نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی، اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارت ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولامکان کی تصریح ہے، لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقۃً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں، عرش تک منتہائے مکان ہے، اس سے آگے لامکان ہے، اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا، پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے، اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے، تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی، نہ اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی، بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا، اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہیے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہاء قاب قوسین، اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سید علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں: ليس الرجل من يقيده العرش وما حواه من الافلاك والجنة والنار وانما الرجل من نفذ بصره الى خارج هذا الوجود كله وهناك يعرف قدر عظمة موجده سبحنه وتعالىٰ۔ ترجمہ: مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک وجنت ونار یہی چیزیں محدود ومقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم

جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(الیواقیت والجواہر، المبحث الرابع والثلاثون، ج2، ص370، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(14) امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں" (ومنها انه رای اللہ تعالی بعینیه) یقظة علی الراجح (وکلمه اللہ تعالی فی الرفیع الاعلی) علی سائر الامکنة وقد روی ابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعا لما اسری لی قربنی ربی حتی کان بینی وبینه قاب قوسین او ادنی" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے، اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند وبالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ج2، ص634، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الرابع، الفصل الثانی، ج5، ص252، 251، دارالمعرفة، بیروت)

(15) اسی میں ہے" قد اختلف العلماء فی الاسراء هل هو اسراء واحد او اثنین مرة بروحه وبدنه یقظة ومرة مناما او یقظة بروحه وجسده من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم منا ما من المسجد الاقصی الی العرش" ترجمہ: علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو، ایک بار روح وبدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح وبدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔

(المواہب اللدنیة المقصد الخامس، ج3، ص7، المکتب الاسلامی، بیروت)

اسی میں ہے ''فالحق انہ اسراء واحد بروحہ وجسدہ یقظۃ فی القصۃ کلھا والی ھذا ذھب الجمھور من علماء المحدثین والفقھاء والمتکلمین'' ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ وہ ایک اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر ہی کے ساتھ ہے۔ جمہور علماء ومحدثین وفقہاء و متکلمین سب کا یہی مذہب ہے۔

(المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس ،ج3،ص12،المکتب الاسلامی، بیروت)

(16) اسی میں ہے ''المعاریج عشرۃ (الی قولہ) العاشر الی العرش'' ترجمہ: معراجیں دس ہوئیں، دسویں عرش تک۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس ،مراحل المعراج ،ج3،ص17،المکتب الاسلامی ،بیروت)

(17) اسی میں ہے ''قد ورد فی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما عرج بی جبریل الی سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی وتدلیہ علی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش'' ترجمہ: صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب جبریل مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے کر گئے اور جبار رب العزۃ جل وعلا کا جلوہ قریب ہوا اور خوب قریب ہوا تو دو کمانوں بلکہ ان سے بھی کم کا فاصلہ رہا، حضرت شریک کی حدیث کے مطابق **یہ تدلی (قربت) عرش سے بھی اوپر تھی۔**

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس ،مراحل المعراج ،ج3،ص88تا 90ملتقطاً،المکتب الاسلامی ،بیروت)

(18) علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ''ورد فی المعراج انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغ سدرۃ المنتھی جاءہ

بالرفرف جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فتناوله فطاربه الی العرش ”ترجمہ: حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی پہنچے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض، فصل واما ما ورد فی حدیث الاسراء، ج2، ص310، مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

(19) اسی میں ہے ”علیه یدل صحیح الاحادیث الاحاد الدالة علی دخوله صلی اللہ علیہ وسلم الجنة ووصوله الی العرش او طرف العالم کما سیأتی کل ذلک بجسده یقظه“ ترجمہ: صحیح احادیث آحاد دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب اسراء جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لامکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، فصل ثم اختلف السلف والعلماء، ج 2، ص269، مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

(20) حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحاتِ مکیہ شریف باب 316 میں فرماتے ہیں ”اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان خلقه القران وتخلق بالاسماء وکان اللہ سبحنه وتعالیٰ ذکر فی کتاب العزیز انه تعالیٰ استوی علی العرش علی طریق التمدح والثناء علی نفسه اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیه علیہ الصلوٰۃ والسلام من ھذا الاستواء نسبة علی طریق التمدح والثناء علیه به حیث کان اعلیٰ مقام ینتھی الیه من اسریٰ به من الرسل علیھم الصلوٰۃ والسلام وذلک یدل علی انه اسری به صلی اللہ علیہ وسلم بجسمه ولو کان الاسراء به رؤیا لما کان الاسراء ولا الوصول الی ھذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعرابی حقه انکار علی

ذلک" ترجمہ: تو جان لے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم قرآن تھا اور حضور اسماء الٰہیہ کی خو خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس سفت استوا علی العرش کے پرتو سے مدح ومنقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہو، اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسرا اور اس مقام استواء علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

(الفتوحات المکیۃ، الباب السادس، ج3، ص61، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(21) امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت موصوف سے ناقل "انما قال صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التمدح حتی ظھرت لمستوی اشارۃ لما قلنا من ان منتھی السیر بالقدم المحسوس للعرش" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستوی پر بلند ہوا اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے۔

(الیواقیت والجواہر، المبحث الرابع والثلاثون، ج2، ص370، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(22) مدارج النبوۃ شریف میں ہے "فرمود صلی اللہ علیہ وسلم پس گسترانیدہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او بر نور آفتاب پس درخشید بآن نور بصر من ونہادہ شدم من بر آں رفرف وبرداشتہ شدم تا برسید بعرش" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میرے لئے سبز بچھونا بچھایا گیا جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا چنانچہ اس نور کے سبب میری آنکھوں کا نور چمک اٹھا، پھر مجھے

رفرف پر سوار کر کے بلندی کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا۔

(مدارج النبوۃ، باب پنجم وصل دررؤیت الٰہی، ج1، ص169، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(23) اسی میں ہے "آوردہ اند کہ چون رسید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعرش دست زد بدامان اجلال وے" ترجمہ: منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش نے آپ کا دامن اجلال تھام لیا۔

(مدارج النبوۃ، باب پنجم وصل دررؤیت الٰہی، ج1، ص170، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(24) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے "جز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بالاتر ازاں ہیچ کس نہ رفتہ وآنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جانیست" ترجمہ: ہمارے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ عرش سے اوپر کوئی نہیں گیا، آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ نہیں۔

(25) مزید فرماتے ہیں:

برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آن
اسری بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصہ وجوب کہ اقتضائے عالم ست
کا بخانہ جاست ونے جہت ونے نشان نہ نام

ترجمہ: طبیعت نے امکان سے قدم مبارک اٹھا لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے صحرائے وجوب تک جو عالم کا آخری کنارہ ہے کہ وہاں نہ مکان ہے نہ جہت، نہ نشان اور نہ نام۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعراج، ج4، ص538، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(26) نیز اسی کے باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قد رای ربہ

مرتین (تحقیق آپ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا) ارشاد فرمایا "بتحقیق دید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار خود را جل وعلا دو بار، یکے چون نزدیک سدرۃ المنتہی بود، دوم چون بالائے عرش بر آمد" ترجمہ: تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار جل وعلا کو دو بار دیکھا، ایک بار جب آپ سدرہ کے قریب تھے، اور دوسری بار جب آپ عرش پر جلوہ گر ہوئے۔

(اشعۃ اللمعات، باب المعراج، ج4، ص428تا429، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(27) مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول، مکتوب 283 میں ہے "آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام دران شب چون از دائرہ مکان وزمان بیرون جست واز تنگی امکان بر آمد ازل وابد را آن واحد یافت وبدایت ونہایت را در یک نقطہ متحد دید" ترجمہ: اس رات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکان وزمان کے دائرہ سے باہر ہو گئے، اور تنگی امکان سے نکل کر آپ نے ازل وابد کو ایک پایا اور ابتداء انتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب، ج1، ص366، نولکشور، لکھنؤ)

(28) نیز مکتوب 272 میں ہے "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین ست وبہترین موجودات اولین وآخرین باوجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد واز عرش وکرسی در گزشت واز امکان وزمان بالا رفت" ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ رب العالمین کے محبوب ہیں اور تمام موجودات اولین وآخرین سے افضل ہیں، جسمانی معراج سے مشرف ہوئے

(7) شفائے امام قاضی عیاض میں ہے "اخبر صلی اللہ علیہ وسلم لقتل علی وانہ قسیم النار" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ بیشک وہ قسیم النار ہیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل ومن ذلك ما اطلع علیہ من الغیوب ج1، ص284، المطبعة الشرکة الصحافیة)

(8) نسیم الریاض میں فرمایا "ظاھر ھذان ھذا مما اخبربه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انھم قالوا لم یروہ احد من المحدثین الا ان ابن الاثیر قال فی النھایة الا ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انا قسیم النار قلت ابن الاثیر ثقة وما ذکرہ علی لا یقال من قبل الراء فھو فی حکم المرفوع اہ ملخصاً" ترجمہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ بیشک یہ ان امور میں سے ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی مگر انہوں نے کہا کہ اس کو محدثین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا مگر ابن اثیر نے نہایہ میں کہا: بیشک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسیم نار ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ قیاس سے نہیں کہا جا سکتا لہٰذا وہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، ومن ذلك ما اطلع علیه من الغیوب، ج3، ص163، مرکز اہلسنت، گجرات الہند)

(9) امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں "عدم النقل لا ینفی الوجود" ترجمہ: عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔

(فتح القدیر، کتاب الطہارت، ج1، ص20، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج30، ص654تا656، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شب معراج اور روحِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سوال: سنا ہے کہ معراج کی رات غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اس وقت حاضر ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے، کیا اس کی کچھ حقیقت ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''اس کی اصل حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم (کے کلمات میں) میں مذکور (ہے)۔

فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی ''تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت **شیخ رشید بن محمد جنیدی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ''حرز العاشقین'' میں فرماتے ہیں ((ان لیلۃ المعراج جاء جبرئیل علیہ السلام ببراق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسرع من البرق الخاطف الظاھر، ونعل رجلہ کالھلال الباھر، ومسمارہ کالانجم الظواھر، ولم یأخذہ السکون والتمکین لیرکب علیہ النبی الامین، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لم لم تسکن یابراق حتی ارکب علی ظھرک، فقال روحی فداء لتراب نعلک یارسول اللہ اتمنی ان تعاھدنی ان لاترکب یوم القیمۃ علی غیر حین دخولک الجنۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون لک ماتمنیت، فقال البراق التمس ان تضرب یدک المبارکۃ علی رقبتی لیکون علامۃ لی یوم القیمۃ، فضرب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ علی رقبۃ البراق، ففرح البراق فرحا حتی لم یسع جسدہ روحہ ونمی اربعین ذراعامن

فرحه وتوقف فی رکوبه لحظة لحکمة خفية ازلية ،فظهرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال یا سیدی ضع قدمك علٰی رقبتی وارکب،فوضع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدمه علٰی رقبته ورکب، فقال قدمی علٰی رقبتك وقدمك علٰی رقبة کل اولیاء الله تعالٰی انتهٰی)) ترجمہ: شبِ معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اُچک لے جانے والی بجلی سے زیادہ تیز رفتار تھا، اور اس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکا چوند ڈالنے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار وسکون نہ ہوا، سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا: بولا: میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ روزِ قیامت مجھی پر سوار ہوکر جنت میں تشریف لے جائیں۔ حضور معلّٰی صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی: میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دستِ مبارک لگادیں کہ وہ روزِ قیامت میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ دستِ اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی: اے میرے آقا! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گردن مبارک پر قدم اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا: میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر ،المنقبة الاولیٰ ،ص 24،25 ،سُنی دارالاشاعت علویہ

رضویه،فیصل آباد)

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں ''فایاك یااخی ان تكون من المنكرین المتعجبین من حضور روحه لیلة المعراج لانه وقع من غیره فی تلك اللیلة كما هو ثابت بالاحادیث الصحیحة كرؤیته صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارواح الانبیاء فی السموٰت وبلالا فی الجنة واویسا القرنی فی مقعد الصدق وامرأة ابی طلحة فی الجنة، وسماعه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خشخشة الغمیصاء بنت ملحان فی الجنة كما ذكرنا قبل هذا وذكر فی حرز العاشقین وغیره من الكتب ان نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقی لیلة المعراج سیدنا موسٰی علیہ السلام فقال موسٰی مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح انت قلت علماء امتی كانبیاء بنی اسرائیل، ارید ان یحضر احد من علماء امتك لیتكلم معی فاحضر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روح الغزالی رحمہ اللہ تعالٰی الی موسٰی علیہ السلام (وساق القصة ثم قال)، وفی كتاب رفیق الطلاب لاجل العارفین الشیخ محمد الجشتی نقلا عن شیخ الشیوخ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی رأیت رجالا من امتی فی لیلة المعراج ارانیهم الله تعالٰی (الخ ثم قال) وقال الشیخ نظام الدین الكنجوی كان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راكبا علی البراق وغاشیته علی كتفی انتهی وقال عمدة المحدثین الامام نجم الدین الغیطی فی كتاب المعراج ثم رفع الی سدرة المنتهی فغشیه سحابة فیها من كل لون فتأخر جبریل علیہ السلام ثم عرج لمستو سمع فیه صریف الاقلام ورأی رجلا مغیبا فی نور العرش فقال من هذا أملك؟ قیل: لا ـ قال: أنبی؟ قیل: لا، هذا رجل كان فی الدنیا لسانه رطب من ذكر الله تعالٰی وقلبه معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیه قط الخ

مافی التفریح ملخصا" ترجمہ: اے برادر! بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تُو انکار کر بیٹھے اور شبِ معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد ہوا ہے، مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا، اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعدِ صدق میں اویس قرنی اور بہشت میں زوجہ ابوطلحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پہچل سنی، جیسا کہ ہم اس سے قبل ذکر کر چکے ہیں۔

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست پر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم حاضری دیا۔ روحِ امام نے حاضر ہو کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔ اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ قدس اسرارہم سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: جب حضور پُر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق پر تھے اور براق کا زین پوش میرے کندھے پر تھا۔

اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں: جب حضور معلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستوٰی پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوشِ اقدس میں آئی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا: کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب ہوا: نہیں۔ پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ کہا: نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا

میں اس کی زبان یادِ خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوایا۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر، المنقبۃ الاولیٰ، ص 25تا28، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد)

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث واقوال علماء واولیاء سے ثابت ہے تو روحِ اقدس حضور پرنور سید الاولیاء غوث الاصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری، کیا جائے تعجب وانکار ہے بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محلِ استعجاب ہے ایک ذرا انصاف واندازہ قدر قادریت درکار ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے) فقیر غفرلہ المولی القدیر (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسالہ "ھدی الحیران فی نفی الفئی عن سید الاکوان" میں بعونہ تعالیٰ ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایہ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم کے مطالب کا احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں، بلکہ کلمات علماء ومشائخ میں ان کا ذکر کافی ہے۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الرب نے "مناھل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا "لم اجدہ فی شیء من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذلک سندا لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام" ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں کچھ باب

احکام سے تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ منابل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع ج 1، ص 248، برکات رضا گجرات، ہند)

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

(نسیم الریاض بحوالہ منابل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع ج 1، ص 248، برکات رضا گجرات، ہند)

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مجور اور کلمات مشائخ میں مسطور وماثور، کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع وموفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔

اشکال: اب یہ رہا کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا۔ اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشت براق ہوئے، بظاہر تنافی ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں): اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا اور پر ظاہر کہ جو مرکب (سواری) اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق (چمٹا ہوا) ہو جائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لئے ضرور حاجت نردبان (سیڑھی کی

حاجت) ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند وبالا ہوتا ہے، اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے۔ تو اگر براق بوجہ حیاء وتذلل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع حاجت زینہ ہو جس کے لیے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب (تعجب) ہے۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 28، ص 406 تا 412، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اشکالات کے جوابات

سوال: ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے عرش معلّٰی پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا، یا کندھا دے کر براق پر سوار کرایا، بعض لوگ اس پر یہ **اشکال** پیش کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی، اور یہ **اشکال** بھی پیش کرتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ منتہائے عروج ہے یعنی اس سے اوپر کوئی نہیں جا سکتا، ہاں جس کا جانا نص سے ثابت ہو وہی جا سکتا ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب: شب معراج میں روح پرفتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اور وقتِ رکوب براق (براق پر سوار ہوتے وقت) یا صعود عرش (عرش پر چڑھتے وقت) زینہ بننا، شرعاً وعقلاً اس میں کوئی بھی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔ عروج

روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت وواقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔

نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔ کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔ در پردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ھذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے؟ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود (چڑھنے کا زینہ) ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ ہنگام بت شکنی (بت توڑنے کے دوران) حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پرنور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنی محال، نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد، نہ ان

کے قائلین بے چاروں کو مراد، واللہ الھادی الی سبیل الرشاد (اور اللہ تعالیٰ ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے)۔

یہ بیان ابطالِ استحالہ واثباتِ صحت بمعنیٰ امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام، خلاصہ مقصد اس کا یہ ہے کہ اس (واقعہ) کی اصل کلماتِ بعض مشائخ میں مسطور (لکھی ہوئی ہے)، اس میں عقلی وشرعی کوئی استحالہ نہیں، بلکہ احادیث واقوال اولیاء وعلماء میں متعدد بندگانِ خدا کے لئے ایسا حضورِ روحانی (روحانی طور پر حاضر ہونا) وارد (ہے)۔

مسلم اپنی صحیح اور ابوداود طیالسی مسند میں جابر بن عبداللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ودخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماھذہ قالوا ھذا بلال ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماھذہ قالوا ھذہ الغمیصاء بنت ملحان)) ترجمہ: میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پچل (چلنے کی آواز) سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، پچل سنی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصاء بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادرِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(کنز العمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر، ج 11، ص 653، موسسۃ الرسالہ، بیروت ☆ مسند ابی داود الطیالسی، عن جابر، ص 238، دار المعرفۃ، بیروت ☆ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم، ج 2، ص 292، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا کما ذکرہ الحافظ فی التقریب، ترجمہ: جیسا کہ حافظ نے تقریب میں اس کو ذکر کیا۔

(تقریب التھذیب، ترجمہ ام سلیم بنت ملحان، ج 2، ص 668، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام احمد وابو یعلی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دخلت الجنة فسمعت فی جانبها وجسافقلت یا جبرئیل ماهذا قال هذا بلال المؤذن)) ترجمہ: میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(کنز العمال، ج 11، ص 653، مؤسسة الرساله، بیروت ☆ الکامل لابن عدی، ترجمه یحیی بن ابی حیه ابن جناب الکلبی، ج 8، ص 2670، دار الفکر، بیروت)

امام احمد ومسلم ونسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں ((دخلت الجنة فسمعت خشفة بین یدی، فقلت ماهذه الخشفة فقیل الغمیصاء بنت ملحان)) ترجمہ: میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھٹکا سنا، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: غمیصاء بنت ملحان۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من ام سلیم ج 2، ص 292، قدیمی کتب خانه، کراچی ☆ مسند احمد بن حنبل، عن انس رضی الله تعالیٰ عنه، ج 3، ص 99، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام احمد ونسائی وحاکم باسناد صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دخلت الجنة فسمعت فیها قراءة، فقلت من هذا؟ قالوا حارثة بن نعمان كذلكم البر كذلكم البر)) ترجمہ: میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بن نعمان، نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، عن عائشه رضی الله عنها، ج 6، ص 36، المکتب الاسلامی،

بیروت ☆المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ ،مناقب حارثہ بن نعمان،ج 3،ص208، دارالفکر، بیروت ☆الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ النسائی ،ترجمہ حارثہ بن نعمان،ج 1،ص298 ،دارصادر،بیروت)

یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں راہی جنان ہوئے قالہ ابن سعد فی الطبقات و ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ (ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ نے اصابہ میں اس کو ذکر کیا)۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ النسائی، ترجمہ حارثہ بن نعمان،ج 1،ص299، دارصادر،بیروت ☆الطبقات الکبری لابن سعد،ترجمہ حارثہ بن نعمان،ج 3،ص488، دارالفکر، بیروت)

ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعيم)) ترجمہ: میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھنکار سنی۔

(الطبقات الکبری لابن سعد،الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین والانصار،ترجمہ نعیم بن عبداللہ المعروف النحام،ج 4،ص138، دارصادر، بیروت)

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ترجمہ نعیم بن عبداللہ ،ج3،ص568،دارصادر، بیروت)

سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوالمخارق سے مرسلاً راوی، حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں ((مررت ليلة اسرى بى برجل مغيب نور العرش، قلت: من هذا، املك؟ قيل:لا۔ قلت:نبى؟ قيل:لا۔ قلت :من هذا؟ قال:هذا رجل

كان في الدنيا لسانه رطب من ذكر الله تعالىٰ وقلبه معلق بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط)) ترجمہ: شب اسریٰ میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا: نبی ہے عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی: یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا، ج1، ص149، مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم، ایران ☆الترغیب والترھیب بحوالہ ابن ابی الدنیا، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ ج2، ص395، مصطفی البابی، مصر)

ثم اقول وبالله التوفيق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجئے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسریٰ اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے حضور پر نور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمدلله رب العلمین۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ ہاں ہم سے سنئے۔ والله الموفق۔ ابن جریر وابن ابی حاتم وابو یعلی وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ثم صعدت الى السماء السابعة فاذاانا

بابراهیم الخلیل مسندا لظهره الی البیت المعمور واذا بامتی شطرین شطر علیهم ثیاب بیض کانها القراطیس وشطر علیهم ثیاب رمد فدخلت البیت المعمور ودخل معی الذین علیهم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیهم ثیاب رمد وهم علی خیر فصلیت انا ومن معی من المومنین فی البیت المعمور ثم خرجت انا ومن معی)) ترجمہ: پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر وخوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر عروجه الی السماء، ج 3، ص 294، دار احیاء التراث العربی، بیروت ☆ دلائل النبوة للبیهقی، باب الدلیل علی أن النبی صلی الله علیه وسلم عرج به الی السماء، ج 2، ص 393،94، دار الکتب العلمیة، بیروت ☆ الدر المنثور بحواله ابن جریر وابن حاتم وغیره، ج 5، ص 172، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں، جنہوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی، والحمدلله رب العالمین۔

اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سد راہ

ہوئے، اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قولِ مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محد ثانہ نہیں، پھر نہ ہو، اس جگہ اسی قدر بس ہے۔ سند معنعن کی حاجت نہیں۔

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے "مناهل الصفاء في تخريج احاديث الشفاء "میں ایک روایت کی نسبت تحریر فرمایا" لم اجده في شيء من كتب الاثر لكن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج في مدخله ذكراه في ضمن حديث طويل وكفى بذلك سندا لمثله فانه ليس مما يتعلق بالاحكام " ترجمہ: میں نے یہ روایت کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انہیں باب احکام سے کچھ تعلق نہیں۔

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، ج 1، ص 248، برکات رضا گجرات، ہند)

اور یہ تو کسی سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم کے علوم اسی طریقہ سندِ ظاہری حدثنا فلان عن فلان میں منحصر نہیں، وہاں ہزار ہا ابواب وسیعہ واسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت ان میں سے کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں، تو اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کبریٰ ان مدارج عالیہ ومعارک غالیہ تک وصول رہنے اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم، نہ کہ معاذ اللہ انکار وتکذیب کو سخت مہلکہ ہائلہ ہے، والعياذ بالله رب العلمين (اور اللہ تعالیٰ کی پناہ جو پروردگار ہے تمام

جہانوں کا)۔

بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مہجور، اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایاتِ مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرت قادر وسیع و موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر ردو انکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔ (فتاوی رضویہ، ج28، ص420تا426، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

متفرقات

سوال: معراج کس سال، کس مہینے اور کس تاریخ کو ہوئی؟

جواب: مشہور قول یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال یعنی ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور رجب کے مہینے میں ستائیس (27) تاریخ کو ہوئی۔

حیوۃ الحیوان میں ہے۔ "فقال ابن الاثیر: الصحیح عندی ---- قبل الھجرۃ بسنۃ" ترجمہ: ابن اثیر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی تھی۔ (حیوۃ الحیوان، باب البراق، ج1، ص171، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

عمدۃ القاری میں ہے: "وَقِیلَ: کَانَ الْإِسرَاءِ لَیلَۃَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِینَ من رَجَبٍ، وَقد اخْتَارَہُ الْحَافِظ عبد الْغَنِیّ بن سرو الْمَقْدِسِی فِی سیرتہ" ترجمہ: کہا گیا ہے کہ معراج رجب کی ستائیسویں شب ہوئی تھی، اسی کو حافظ عبدالغنی بن سرو المقدسی نے اپنی سیرت کی کتاب میں اختیار کیا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الصلوۃ، باب کیف فرضت الصلوت فی الاسراء، ج4، ص39، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

خزائن العرفان میں ہے "نبوّت کے بارہویں سال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔"

(خزائن العرفان، تحت الآیۃ ﴿سبحن الذی اسری الخ﴾، ص365، قدرت اللہ کمپنی)

سوال: معراج کے سفر میں کل وقت کتنا لگا؟

جواب: قرآن مجید میں رات کے بعض حصہ میں معراج ہونے کا ذکر ہے، اس بعض کی کوئی مقدار کسی روایت میں نہیں آئی، ہاں بعض آثار میں اتنا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر روانہ ہونے سے پہلے جس بستر پر آرام فرما رہے تھے،

واپس تشریف لائے تو وہ بستر ابھی تک گرم تھا، اور درخت کی وہ ٹہنی جس سے جاتے ہوئے آپ کا عمامہ ٹکرایا تھا، واپسی پر ہل رہی تھی۔ جاتے وقت جس پانی سے وضو فرمایا تھا، وہ پانی ابھی تک پوری طرح نہ بہا تھا۔ تفسیر روح المعانی میں ہے ”وکان الإسراء والعروج فی بعض لیلۃ واحدۃ وکان رجوعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ما کان ذھابہ علیہ ولم یعین مقدار ذلک البعض۔۔۔ وفی بعض الآثار أنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رجع وجد فراشہ لم یبرد من أثر النوم وقیل: إن غصن شجرۃ أصابہ بعمامتہ فی ذھابہ فلما رجع وجدہ بعد یتحرک“ ترجمہ: معراج رات کے بعض حصے میں واقع ہوئی، اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت تشریف لے کر گئے اسی لمحے واپس تشریف لے آئے، اس بعض کی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی۔ بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو بستر نیند کے اثر سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، اور کہا گیا کہ جاتے ہوئے درخت کی جس ٹہنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ ٹکرایا تھا جب آپ واپس آئے تو اس ٹہنی کو ہلتا پایا۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ الاسراء، ج8، ص13، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر روح البیان میں ہے ”قد ذھب علیہ السلام وجاء ولم یتم ماء ابریقہ انصبابا“ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے کر گئے اور واپس تشریف لائے حال یہ تھا کہ آپ کے کوزہ سے جو پانی بوقتِ وضو گرا تھا وہ پوری طرح نہ بہا تھا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاسراء، ج5، ص125، دار الفکر، بیروت)

سوال: بعض روایات میں ہے کہ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں آرام فرما رہے تھے، اور بعض میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گھر میں آرام کر رہا تھا، بعض میں ہے کہ میں مسجد الحرام میں سو رہا تھا، اور بعض میں ہے کہ شعب ابی طالب سے معراج کا آغاز ہوا۔ ان روایات

میں تطبیق کیسے ہوگی؟

جواب: علامہ ابن حجر عسقلانی ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "وَالْجَمْعُ بَیْنَ هٰذِهِ الْأَقْوَالِ أَنَّهُ نَامَ فِی بَیْتِ أُمِّ هَانِیٍٔ وَبَیْتُهَا عِنْدَ شِعْبِ أَبِی طَالِبٍ فَفُرِجَ سَقْفُ بَیْتِهِ وَأَضَافَ الْبَیْتَ إِلَیْهِ لِکَوْنِهِ کَانَ یَسْکُنُهُ فَنَزَلَ مِنْهُ الْمَلَکُ فَأَخْرَجَهُ مِنَ الْبَیْتِ إِلَی الْمَسْجِدِ فَکَانَ بِهِ مُضْطَجِعًا وَبِهِ أَثَرُ النُّعَاسِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ الْمَلَکُ إِلَی بَابِ الْمَسْجِدِ فَأَرْکَبَهُ الْبُرَاقَ وَقَدْ وَقَعَ فِی مُرْسَلِ الْحَسَنِ عِنْدَ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَّ جِبْرِیلَ أَتَاهُ فَأَخْرَجَهُ إِلَی الْمَسْجِدِ فَأَرْکَبَهُ الْبُرَاقَ وَهُوَ یُؤَیِّدُ هٰذَا الْجَمْعَ" ترجمہ: ان اقوال کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر آرام فرمارہے تھے اور ام ہانی کا گھر شعب ابی طالب کے پاس ہے، پس (اس روایت میں کہ) آپ کے گھر کی چھت کو شق کیا گیا، اس میں گھر کی اضافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی کیونکہ اس وقت آپ اُدھر تشریف فرما تھے، پس جبریل نازل ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گھر سے نکال کر مسجد حرام میں اس حال میں لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواب گاہ میں تھے اور ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند کا اثر باقی تھا، پھر مسجد کے دروازے پر لاکر براق پر سوار کیا، حسن کی ابن اسحٰق سے مرسل روایت میں یہ بات کہ "جبرئیل امین آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کی طرف لے گئے پھر براق پر سوار کیا" وہ بھی اسی تطبیق کی مؤید ہے۔

(فتح الباری، باب المعراج، ج 7، ص 204، دار المعرفہ، بیروت)

سوال: معراج کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے لہٰذا اس کا منکر کافر ہے اور معراج زمین سے آسمان تک جانا ہے یہ احادیث

مشہورہ سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر گمراہ ہے اور آسمان سے جنت یا عرش تک یا اس سے بھی آگے تک جانا اخبار احاد سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر آثم وگناہ گار ہے۔شرح عقائد میں ہے"فالاسراء وھو من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب و المعراج من الارض الی السماء مشھور ومن السماء الی الجنۃ او الی العرش او غیر ذالك احاد "ترجمہ:اسراء یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا قطعی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور معراج زمین سے آسمان تک جانا ہے یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور آسمان سے جنت یا عرش تک یا اس سے بھی آگے تک جانا اخبار احاد سے ثابت ہے۔

(شرح عقائد،ص176،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف تو براق پر لے کر گئے،واپسی کیسے ہوئی؟

جواب: اس بارے میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ گئے براق پر تھے اور واپسی بغیر براق کے ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ واپسی بھی براق پر ہوئی،علامہ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 808ھ)فرماتے ہیں"وقال أبو القاسم إسماعيل بن محمد الأصفهاني في كتاب الحجة إلى بيان المحجة:إن قيل لم عرج البراق به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إلى السماء ولم ينزل عند منصرفه عليه؟ فالجواب أنه عرج به عليه إظهارا لكرامته ولم ينزل عليه إظهارا لقدرة الله تعالى .وقيل :دل بالصعود على النزول به عليه كقوله تعالى:﴿سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾ يعني:والبرد وكقوله﴿بيده الخير﴾ أي والشر﴾وقال حذيفة:ما زايل ظهر البراق حتى رجع "ترجمہ:ابوالقاسم بن محمد اصفہانی نے"كتاب الحجه الى بيان المحجة"میں کہا کہ اگر کہا جائے کہ اوپر

تشریف لے جاتے وقت تو براق تھا، واپسی پر کیوں نہیں تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوپر تشریف لے جاتے وقت براق اظہارِ کرامت کے طور پر تھا اور واپسی پر بغیر براق کے آنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اظہار کے لیے تھا، اور کہا گیا ہے کہ واپسی بھی براق پر ہوئی تھی جس طرح جانا براق پر تھا، (ذکر نہ کرنا بالکل اس قبیل سے ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: تمہارے لباس تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں یعنی گرمی اور سردی دونوں یہاں مراد ہیں، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اس کے دست قدرت میں خیر ہے یعنی خیر وشر دونوں ہیں، (مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان دونوں فرامین میں ایک چیز بول کر اس کے متضاد چیز بھی مراد لی گئی ہے، بالکل اسی طرح براق پر جانے کا ذکر کر کے آنا بھی براق پر مراد لیا گیا ہے، بلکہ حضرت حذیفہ نے (صراحتاً) فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپسی تک براق کی پیٹھ پر تھے۔

(حیاۃ الحیوان، باب البراق، ج 1، ص 171، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: معراج روحانی تھی یا جسمانی؟

جواب: معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوئی نہ کہ فقط روحانی۔ جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿سبحن الذی اسرٰی بعبدہ﴾ پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو، یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔

(فتاوی رضویہ، ج 15، ص 74، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تفسیر ابن کثیر میں ہے "وَالدَّلِيلُ عَلَى هَذَا قَوْلُهُ (عزوجل) ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ﴾ فَالتَّسْبِيحُ إِنَّمَا يَكُونُ عِنْدَ الْأُمُورِ الْعِظَامِ، وَلَوْ كَانَ مَنَامًا لَمْ يَكُنْ فِيهِ كَبِيرُ شَيْءٍ وَلَمْ يَكُنْ مُسْتَعْظَمًا، وَلَمَا بَادَرَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ إِلَى تَكْذِيبِهِ، وَلَمَا ارْتَدَّ جَمَاعَةٌ مِمَّنْ كَانَ قَدْ أَسْلَمَ. وَأَيْضًا فَإِنَّ الْعَبْدَ عِبَارَةٌ

عَنْ مَجْمُوعِ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ '' ترجمہ: معراج جسمانی ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ کیونکہ تسبیح عظیم امور پر کی جاتی ہے، اگر معراج منامی (خواب میں) ہوتی تو اس میں کوئی بڑی بات نہ تھی، اور نہ ہی اس کو بڑا سمجھا جاتا، اور نہ ہی کفار اس کی تکذیب کی طرف جلدی کرتے، اور نہ ہی نومسلموں میں سے بعض مرتد ہوتے۔ نیز ''بعبدہ'' بھی معراج جسمانی ہونے پر دلیل ہے کہ عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج5، ص32، دار الطیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

سوال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معراج کے بارے میں جو فرماتی ہیں، اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شبِ معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں، بہت صغیر السن بچی تھیں۔ وہ جو فرماتی ہیں ان روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو اُن کے زمانے میں ہوئیں۔ معراجِ جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج29، ص632، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: سُبحان الذی الخ میں سبحان کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے؟

جواب: امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں ''حضرت عزت جل وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے۔ اس کی ابتداء کہیں هو الذی سے ہوئی ہے جیسے ﴿هو الذی بعث فی الامیین رسولا﴾ جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

(پ28، سورۃ الجمعۃ، آیت2)

﴿هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق﴾ ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (پ10، سورۃ التوبۃ، آیت33)

کہیں تبارک الذی سے ﴿تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا﴾ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ18،سورۃ الفرقان، آیت1)

کہیں حمد سے، جیسے ﴿الحمد للّٰہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا﴾ سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی۔ (پ15،سورۃ الکہف، آیت1)

یہاں تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ ﴿سبحن الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام﴾ پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے۔ (پ15،سورۃ الاسراء، آیت1)

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے، سبحن اللّٰہ الذی کیسی عمدہ چیز ہے۔ سبحن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے جانا کوئی زمہریر طے فرمانا، کُرہ نار طے فرمانا، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا۔ تمام ملک وملکوت کی سیر فرمانا۔ یہ تو انتہائی عجیب آیات بیّنات ہی ہیں۔ اتنی بات کہ کفارِ مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لیے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظّمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظّمہ میں تشریف فرما ہوں، اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں، کیا کم عجیب ہے، اس لیے سبحن الذی ارشاد ہوا۔ کفار نے آسمان کہاں دیکھے، ان پر تشریف لے جانے کا اُن کے سامنے ذکر ایک ایسا دعوٰی ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کرسکتے، بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اُن کے دو پھیرے ہوتے۔ ﴿رحلۃ الشتاء والصیف﴾ ترجمہ: سردی اور گرمی میں کوچ کرنا۔ (پ30،سورۃ قریش، آیت2)

اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا، ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی، ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا اور آج شب میں واپس آئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا؟ فرمایا: ہاں اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرما دیا۔ کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے۔ صدیق سے عرض کی۔ آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا۔ صدیق اکبر نے فرمایا: کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ کہاں: ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق نے فرمایا۔ تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر ان کے پاس آتی ہے، پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے، جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائیں گے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے۔

کافروں نے کہا: واللہ! نشان تو پورے صحیح ہیں۔ پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا

حالت تھی کب تک آئے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اُتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا۔ یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لیے بھی کسی طرح کافی نہ تھی۔ جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانبِ شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانبِ شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا: وہ آفتاب چمکا، کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا۔ یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرِ مُو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو اُن کفارِ مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعوی نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا۔ مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھینکے اڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے۔ اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ در یکمال شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیاء کی بھی پیشگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیاء کی تصدیق شرطِ ایمان کیوں ہوئی انکی تکذیب کفر کیوں ہوئی۔ ولکن لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یکذبون المرسلین۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔

ان عظیم وقائع نے معراجِ مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ

واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا۔ زید وعمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الآفتنة للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے۔ رؤیا بمعنی رویت آتا ہے۔ اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا۔ ﴿سبحن الذی اسرٰی بعبدہ﴾ پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص632تا635، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ایک روایت سنی ہے کہ معراج میں ایک قطار اونٹوں کی کہ ہر ایک پر دو صندوق، ہر صندوق میں انڈے بھرے، ہر انڈے میں ایک عالم مثل اس عالم کے، اس قطار کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رواں ہی دیکھا ابتداء انتہا نہیں دیکھی، حضرت کی درخواست پر منظور ہو کر اجازت دی اور انڈا کھولا گیا، حضرت ایک شہر کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک واعظ حضرت خاتم النبیین کا ذکر فرماتے تھے واعظ نے یہ بھی کہا کہ حضرت اس جہان میں ایک بار تشریف لائیں گے، سر اٹھا کر دیکھا اور قدمبوسی کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم تو بے شمار مگر خاتم ایک ہی ہے۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے؟

جواب: یہ روایت بعض کتب تصوّف میں ہے، حدیث میں اس کی کچھ اصل نہیں، اور ہو تو وہ عالم مثال کی تصویریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وان من شیء الا عندنا خزائنہ وماننزلہ الا بقدر معلوم﴾ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں، ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔

(پ14، سورۃ الحجر، آیت21) (فتاوی رضویہ، ج26، ص473، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: زید کہتا ہے کہ نماز خمسہ معراج میں نہیں فرض ہوئیں۔

جواب: یہ محض غلط ہے، صحیحین وغیرہما کی احادیث متواترہ سے ثابت

ہے کہ شب معراج ہی میں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص396، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولھا اور دولھن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے۔

جواب: یہ سوال امام اہل سنت سے ہوا تھا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے، انھیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے، قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دلھن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولھا کا، وہ اشعار یہ ہیں:

نئی دلھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

دولھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بناوہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

(حدائق بخشش، قصیدہ معراجیہ، ص105 تا 108، مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی)

ان میں کون سی جگہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کو دولھا یا دولھن کہا گیا ہے ولکن الوھابیۃ قوم یفترون (لیکن قوم وہابیہ جھوٹ بولتی ہے) وہابیہ کی بنائے مذہب کذب وافترا پر ہے۔ اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لئے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے، ہاں مشیخت بنی رکھنے کے لئے جھوٹ سے بچتا ہے، اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں گے، اسی لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔

شعر اول میں تو دولھن کسی کو نہ کہا اپنے معنی حقیقی پر ہے، زینت کعبہ کو نئی دولھن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولھن کی نازش سے، خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ((ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروش فی خدرھا)) ترجمہ: تو جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولھن فرحت سے جھومے۔

(المعجم الاوسط، ج8، ص59، المکتبۃ المعارف، الریاض ☆ اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، مناقب اہلبیت بحوالہ الخطیب، ج1، ص388، دار المعرفۃ، بیروت)

شعر سوم میں کعبہ کو دولھن کہا اور مکانِ آراستہ کو دولھن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((عسقلان احدی العروسین یبعث منھا یوم القیٰمۃ سبعون الفا لاحساب علیھم)) ترجمہ: عسقلان دو دولھنوں میں کی ایک ہے روز قیامت اس

میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

(مسند امام احمد، از حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج3، ص225، دار الفکر، بیروت)

مسند الفردوس میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((طوبیٰ لمن اسکنہ اللہ تعالیٰ احدی العروسین عسقلان اوغزۃ)) ترجمہ: شادمانی ہے اسے جسے اللہ تعالیٰ دو دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج2، ص450، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ کنز العمال، ج12، ص289، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولھا کہا ہے اور وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں، امام قسطلان مواہب لدینہ شریف میں نقل فرماتے ہیں ((انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی صورۃ ذاتہ المبارکۃ فی الملکوت فاذاھو عروس المملکۃ)) ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنتِ الٰہی کے دولھا ہیں۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الخامس، ج3، ص57، المکتب الاسلامی، بیروت)

دلائل الخیرات شریف میں ہے ''اللھم صلی علی محمد وعلی الہ بحر انوارک ومعدن اسرارک ولسان حجتک وعروس مملکتک'' ترجمہ: الٰہی درود بھیج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولھا ہیں۔

(دلائل الخیرات، منزل دوم، ص105، جامع مسجد ظفریہ، مرید کے شیخوپورہ)

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں ''مملکتک ھوق موضع الملک شبہ بمجتمع العرس ومافیہ من الاحتفال والتناھی فی

الصنيع والتانق فی محسناته وترتيب اموره وكونه جديداظريفا واهله فی فرح وسرور نعمة وحبور فرحين بعروسهم راضين به محبين مكرمين له، موتمرين لامره متنعمين له بانواع المشتهيات بدليل اثبات اللازم الذی هوا العروس، والمعهود تشبيه مجتمع العرس بالمملكة وعكس التشبيه هنا لاقتضاء المقام ذلك ليفيد ان سر المملكة ونكتتها ومعناها الذی لاجله كانت هو المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كما ان سر مجتمع العرس ونكتته ومعناه الذی لاجله كان هو العروس والمصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هوالانسان الكبير الذی هوالخليفة علی الاطلاق فی الملك والملكوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء والصفات ومكن من التصرف فی البسائط والمركبات والعروس يحاكی شانه شان الملك والسلطان فی نفوذ الامر وخدمة الجميع له وتفرغنهم لشانه ووجدانه مايجب ويشتهی مع الرای واصحابه فی مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبيه وتمكنت الاستعارة"

(مطالع المسرات، باب ابتداء اللہ تعالیٰ، ص223، مکتبہ نوریہ رضویہ، لائل پور)

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ، العزیز نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہاء کو پہنچائی جاتی ہیں، سب کام قرینے سے ہوتے ہیں۔ ہر چیز نئی اور خوش آئند، لوگ اپنے دولھا پر شاداں وفرحاں اسے چاہنے والے اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہیں۔ اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت اور دولھا کو بادشاہ سے تشبیہ دیتے ہیں یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز وسبب دولھا ہوتا ہے یوہیں تمام مملکت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز ومغز ومعنی صرف

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ع

دولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لئے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا ہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یونہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہان میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار زیر فرمان ہیں۔

جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے ((ما اری ربک الا یسارع فی ھواک)) صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قولہ ترجی من تشاء، ج2، ص706، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

تمام جہان حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ ((انما انا قاسم واللہ المعطی)) ترجمہ: صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، ج2، ص1087، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطنت الٰہی کے

دولھا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین ۔(مطالع المسرات کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا)۔

ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دولھن، دولھا، زوج، زوجہ کی طرح باہم مفہوم متضائف نہیں۔ عسقلان وعزہ کو حدیث نے دولہنیں فرمایا، دولھا کون ہے؟ بیہقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لکل شئی عروس وعروس القرأن الرحمٰن)) ترجمہ: ہر شے کی جنس میں ایک دولھن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دولھن ہے۔

(شعب الایمان، ج2، ص490، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یہاں کسے دولھا ٹھہرائے گا؟ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی، حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان اللہ تعالٰی یبعث الایام القیمۃ علی ھیأتھا ویبعث یوم الجمعۃ زھراء منیرۃ اھلھا یحفون بھا کالعروس تھدی الی کریمھا)) ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا، اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا، جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کیے ہوئے جیسے نئی دولھن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الجمعہ، باب سید الایام یوم الجمعہ، ج1، ص277، دارالفکر، بیروت)

امام اجل ابو طالب مکی قوت القلوب اور حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں ((قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الکعبۃ تحشر کالعروس المزفوفۃ

(قال الشارح الی بعلها) وکل من حجها یتعلق باستارها یسعون حولها حتی تدخل الجنة فیدخلون معها)) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولھن کو دولھا کی طرف لے جاتے ہیں، تمام اہل سنت جنھوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔

(احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج باب فضیلة البیت، ج 1، ص 241، مطبعة المشہور الحنی القاہرہ، مصر ☆اتحاف السادة المتقین، کتاب اسرار الحج باب فضیلة البیت، ج 4، ص 274، دار الفکر بیروت ☆قوت القلوب، کتاب الحج، ذکر فضائل البیت الحرم، ج 2، ص 121، دار صادر، بیروت)

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے ((منه الحدیث "یزف علی بینی وبین ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام الی الجنة "ان کسرت الزاء فمعناه یسرع من زف فی مشیه وازف اذا اسرع وان فتحت فهو من زففت العروس ازفها اذا احدیتها الی زوجها)) یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے، یا میرے اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف یوں لیے جائیں گے جیسے نئی دولھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

(النہایہ لابن الاثیر، باب الزء مع الفاء، ج 2، ص 305، المکتبة الاسلامیہ، الریاض)

امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا وابوالشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے الفاظ یہ ہیں کہ روی ابن المبارك عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انها قالت ذکروا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یوہیں طواف کرتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں، یوہیں ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں ((حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفا من الملئكة يزفونه)) ترجمہ: جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز واکرام وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک احتشام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب بحوالہ الدرر الثمینہ، المقصد العاشر، الفصل الثالث، ج 8، ص 349، دار المعرفة، بیروت ☆ التذکرة فی احوال الموتی، باب فی بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قبرہ، ص 163، دار الحدیث، مصر ☆ المواہب اللدنیة، المقصد العاشر، الفصل الثالث، ج 4، ص 625، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ شرح الزرقانی علی المواہب الدینیة، المقصد العاشر، ج 8، ص 349، دار المعرفة، بیروت ☆ التذکرة فی احوال الموتی والآخرة، باب فی بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قبرہ، ص 163، دار الحدیث، مصر ☆ التذکرة فی احوال الموتی، باب فی البعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص 163، دار الحدیث، مصر ☆ مشکوٰۃ المصابیح، باب الکرامات، فصل الثالث، ص 546، مطبع مجتبائی، دہلی۔)

مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر حدیث علی مثل عبارت مذکورہ نہایہ ہے ((ومنه فی الوجهين فی سبعين الفا من الملئكة يزفونه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ترجمہ: ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کا طواف کرتے ہیں۔

(مجمع بحار الانوار، تحت لفظ زفف، ج2، ص63، مطبع نولکشور، لکھنو)

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں "چوں مبعوث می گردد و آنحضرت از قبر شریف بیروں می آید میان ایں فرشتگان زفاف می کنند اورا و زفاف دراصل بمعنی بردن عروس بخانہ زوج ومراد ایں جالازم معنی ست کہ بردن محبوب ست پیش محب یعنی بردن آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدر گاہ عزت"
ترجمہ: جب آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزار اقدس سے باہر تشریف لائیں گے تو فرشتوں نے دولھا کی طرح آپ کو گھیرا ہوگا۔ زفاف کا معنی دولہن کا خانہ زوج سے باہر آنا ہوتا ہے، یہاں لازم معنی مراد ہے کہ محبوب کو محبّ کے پاس لے جانا یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب اکرم کی بارگاہ اقدس میں لے جانا۔

(مدارج النبوت، باب پنجم، ج1، ص140، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار، ان کے مذہب کی بناء ہی اس پر ہے کہ اللہ ورسول تک کو مشرک بتاتے ہیں۔ پھر اور کس کی کیا گنتی، ان کے امام نے تقویت الایمان میں صاف لکھ دیا "جو کہے اللہ ورسول نے دولتمند کردیا، وہ مشرک ہے۔"

حالانکہ بعینہٖ یہی کلمہ خود اللہ عزوجل وسید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ﴿وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ﴾ ترجمہ: اور انھیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ ورسول نے انھیں دولتمند کردیا اپنے فضل سے۔

(پ10 سورۃ التوبۃ، آیت74)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((ماینقم ابن جمیل الا انہ ان کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ)) ترجمہ: ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اس کو دولتمند کردیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب فی قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب الخ، ج1، ص198، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی، وہابیہ کا امام منہ پھیر کر کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے، پھر بھلا جس مذہب میں اللہ ورسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت! ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ﴿وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون﴾ اللہ تعالیٰ عظیم کی توفیق وتوانائی کے بغیر نہ برائی سے پھرنے کی قوت اور نہ نیکی بجالانے کی طاقت، اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (فتاوی رضویہ، ج15، ص283تا291، رضافائونڈیشن، لاہور)

سوال: کیا یہ روایت صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ بریں پر پہنچے نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا فوراً غیب سے نداء آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت زیادہ ہوگی۔

جواب: یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص226، شبیر برادرز، لاہور)

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی

ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے، لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔"

(بہارِ شریعت، حصہ 16، ص 645، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جبکہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے۔ یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: (یہ روایت بھی) بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(احکامِ شریعت، ص 158، نظامیہ کتاب گھر، لاہور)

سوال: بیان کیا جاتا ہے کہ شبِ معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب یا ماں باپ کو بخشوا لے یا امت کو آپ نے ماں باپ کو چھوڑا، امت اختیار کی۔ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: محض جھوٹ افتراء اور کذب و بہتان ہے، اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے، جل و علا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت، ص 160، نظامیہ کتاب گھر، لاہور)

سوال: معراج کی رات جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے بیدار کیا؟

جواب: عام طور پر کتابوں میں صرف بیدار کرنے کا تذکرہ موجود ہے بیدار کرنے کی کیفیت کا ذکر موجود نہیں ہے۔

تفسیر روح البیان میں ایک روایت مذکور ہے جس میں پر لگا کر جگانے کا تذکرہ ہے، چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ((نزل جبریل

ومیکائیل واسرافیل علیہم السلام ومع کل واحد منہم سبعون الف ملک وایقظہ جبریل بجناحہ)) ترجمہ: جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نورانی پر سے بیدار کیا۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ اسراء کی آیت نمبر(1) کے تحت، ج5، ص129، المکتبۃ القدس، کوئٹہ)

معارج النبوۃ میں ایک روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا چہرہ رکھ کر جگایا۔ چنانچہ معارج النبوۃ میں ہے ''از جبریل علیہ السلام منقول است کہ گفت مرا بوحی الٰہی چنان معلوم شدہ بود کہ ترتیب نہاد وترکیب قالب من از کافور جنت بود وحکمت آن نمی دانستم وحکمت آن در شب معراج دانستم وآنچنان بود کہ در حسن ایقاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب متامل بودم کہ بچہ کیفیتش از خواب بیدار کنم تاملہم شدم کہ روی خود را بر کف پای مبارکش نہم چون روی خود بر کف پای آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالیدم برودت کافور با حرارت کہ لازمۂ خواب است مقارن گشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خواب بلطف بیدار شدہ حاصل آنوقت دانستم حکمت در خلق خود از کافور'' ترجمہ: جبریل علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے معلوم ہوا کہ میرے جسم کی ساخت وترکیب جنت کے کافور سے ہوئی ہے، مگر مجھے اس کی حکمت کا علم نہیں تھا، اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی، ہوا یوں کہ میں نفاست ولطافت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگانے میں متامل تھا سوچتا تھا کہ کس کیفیت سے بیدار کروں، مجھے الہام ہوا کہ اپنے

چہرہ کو پائے مبارک کے تلوے پر رکھوں، جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا، کافور کی برودت حرارت کے ساتھ ملی جو خواب کا لازمہ ہے، آنحضرت نیند سے بسہولت بیدار ہوگئے، اپنے کافور سے پیدا کیے جانے کی حکمت مجھے اس وقت معلوم ہوئی۔

(معارج النبوۃ، رکن سوم، باب چہارم در ذکر معراج، فصل دوم در حکمت تعیین شب از برای معراج الخ، ص92، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

سوال: کیا حضرت ادریس، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بھی معراج ہوئی؟ کیا اس سے ان انبیاء علیہم السلام کی وصف معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری لازم نہیں آتی؟

جواب: معراج کا ایک معنیٰ اعلیٰ مرتبہ بھی ہے اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا، اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا اور اللہ تعالیٰ کا پہاڑ پر تجلی فرمانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، حضرت ادریس علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونا اور ابراہیم علیہ السلام کے سامنے زمین وآسمانوں کی بادشاہی کا ظاہر ہونا وغیرہ انبیاء کے واقعات پر بھی علماء معراج کا اطلاق کرتے ہیں صرف اطلاق سے برابری لازم نہیں آتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی معراج سے افضل اور عظیم تر ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے "ان موسیٰ علیہ السلام اعطی التوراۃ بمسیرہ الی الطور وھو بمنزلۃ معراجہ" اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اور وہ ان کے لیے معراج کے منزلہ میں تھی۔

(تفسیر روح المعانی، ج8، ص14، مکتبہ امدادیہ، لاہور)

مفسر شہیر مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "چونکہ حضرت کلیم نے طور پر

رب تعالیٰ سے کلام کیا، حضرت مسیح چہارم آسمان پر تشریف لے گئے تو ضرور تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ملے، جو سب سے بڑھ کر ہو۔"

(مواعظ نعیمیہ، ص11، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

سوال: واقعہ معراج بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کرنا کیسا ہے؟

جواب: معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص645، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: 27 رجب کے روزے کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کا ثواب عام دنوں سے زیادہ ہے؟

جواب: 27 رجب کا روزہ رکھنا مستحب ہے، احادیث میں اس کا ثواب عام دنوں کے روزوں سے زیادہ بیان فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((فی رجب یوم ولیلۃ من صام ذلك الیوم، وقام تلك اللیلۃ کان کمن صام من الدھر مائۃ سنۃ، وقام مائۃ سنۃ وھو ثلاث بقین من رجب، وفیہ بعث اللہ محمد)) ترجمہ: رجب میں ایک دن اور رات ہے جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے سو برس کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کے برابر ہو، اور وہ 27 رجب ہے، اسی تاریخ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج3، ص142، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((فی رجب لیلۃ یکتب للعامل فیھا حسنات مائۃ سنۃ، وذلك لثلاث بقین من رجب، فمن صلی فیھا اثنتی عشرۃ رکعۃ یقرأ فی

كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن يتشهد في كل ركعتين، ويسلم في آخرهن، ثم يقول :سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر مائة مرة، ويستغفر الله مائة مرة، ويصلي على النبي صلی اللہ علیہ وسلم مائة مرة، ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه وآخرته، ويصبح صائما فإن الله يستجيب دعاءه كله إلا أن يدعو في معصية)) ترجمہ: رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کوسو برس کی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے، جو اس میں بارہ رکعت پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت اور ہر دو رکعت پر التحیات اور آخر میں بعد سلام سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر سو بار، استغفار سو بار، درود پاک سو بار اور اپنی دنیا وآخرت سے جس چیز کی چاہے دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے سوائے اس دعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔

(شعب الایمان، ج3، ص374، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ((بعثت نبيا في السابع والعشرين من رجب فمن صام ذلك اليوم ودعا عند افطاره كان له كفارة عشر سنتين)) ترجمہ: 27 رجب کو میں مبعوث کیا گیا، جو اس دن کا روزہ رکھے اور افطار کے وقت دعا کرے، دس برس کے گناہوں کا کفارہ ہو۔

(تنزیہ الشریعۃ، ج3، ص161، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سوال: رجب میں ہزاری اور لکھی روزوں کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: رجب کی 26 اور 27 کو روزے رکھتے ہیں، پہلے کو ہزاری اور دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضایقہ نہیں، مگر یہ جو ثواب کے متعلق

مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔
(بہار شریعت، حصہ 16، ص 645، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: 22 رجب کو لوگ کونڈے تقسیم کرتے ہیں آیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کونڈے جو کہ رجب میں پکائے جاتے ہیں جائز ہیں کیونکہ یہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کیلئے پکائے جاتے ہیں اور ایصال ثواب کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے ہاں اس میں بعض لوگوں نے اسی جگہ کھانے کی پابندی لگا رکھی ہے یہ بے جا اور غلط پابندی ہے اسی طرح کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھاتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔

حدیث پاک میں ہے ((عن سعد ابن عبادہ قال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال:الماء،فحفر بئرا وقال ھذا لام سعد)) ترجمہ: حضرت سعد ابن عبادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سعد وفات پا گئیں تو اب کون سا صدقہ بہتر ہے۔ فرمایا: پانی، لہذا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں ام سعد کے (ایصال ثواب کے) لئے ہے۔
(سنن أبی داود، جلد2، صفحہ 130، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((من قرأ الاخلاص احدی عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات)) ترجمہ: جو سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اموات مسلمین کو اس کا ثواب بخشے بعدد اموات اجر پائے۔
(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب الموت، جلد 15، صفحہ 1018، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز ہیں مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھاتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 151، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

بحمد اللہ تعالیٰ

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قاری سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائے ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

مصنف کی دیگر کتب

نام کتاب	مصنف	قیمت
مطلع القمرين في ابانة سبقة العمرين ترجمہ، تحقیق، تخریج، تقدیم وتحشیہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان مفتی محمد ہاشم خان العطاری	240
احکام تعویذات مع تعویذت کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	160
احکامِ عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	200
احکام داڑھی مع وجوبِ داڑھی پر دلائل	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	40
احکامِ لقمہ	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	40
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور معمولات ونظریات	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	280
حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	180
محرم الحرام اور عقائد ونظریات	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	180
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 5	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	200
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 6	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	220
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 7	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	220
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 8	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	240
تلخیص فتاوی رضویہ جلد 9	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	240
فیضانِ فرض علوم	مفتی محمد ہاشم خان العطاری	320